# تذکرہ خواجہ حسام الدین احمد

خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

# زاد المعاد

جلد دوم

تالیف

خواجہ عبید اللہ ملقب بہ خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

محمد اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز
121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
پاکستان ☎:+92-55-3841160

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ

کتاب .................... تذکرہ خواجہ حسام الدین احمد

جلد دوم .................... اردو ترجمہ

مترجم .................... محمد اقبال مجددی

طبع اول .................... ۲۰۱۳ء

تعداد .................... ۱۱۰۰

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

**Tanzeem-ul-Islam Publications**

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

*Ph # :* +92-55-3841160, Fax #: +92-55-3731933

Mob #: 0333-7371472

URL: www.tanzeemulislam.com

*E-mail:* tanzeemulislam@yahoo.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور 042-37221953

اسلامی بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5536111

مکتبہ غوثیہ، ہول سیل ڈیلر، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل عسکری بنک، کراچی 021-34926110

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

# فہرست مندرجات جلد دوم (اردو ترجمہ)


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | فاتحہ، آپ کے خصائل وفضائل | ۱۷ |
| ۲ | مقصد اوّل: آپ کا نسب عالی اور عمر | ۲۶ |
| ۳ | فصل اوّل: آپ کا نسب والد کے احوال | ۲۶ |
| ۴ | فصل دوم: جوانی سے ترک ملازمت تک | ۳۸ |
| ۵ | فصل سوم: ترک ملازمت سے کمال حقیقی تک | ۴۲ |
| ۶ | فصل چہارم: مرتبہ کمال کے سوانح | ۵۳ |
| ۷ | مقصد دوم: آپ کی عبادات | ۶۹ |
| ۸ | فصل اوّل: (عبادات) | ۶۹ |
| ۹ | فصل دوم: (عادات) | ۷۳ |
| ۱۰ | پہلا مقالہ | ۷۳ |
| ۱۱ | مقالہ دوم | ۷۸ |
| ۱۲ | مقالہ سوم | ۸۰ |
| ۱۳ | مقالہ چہارم | ۸۳ |
| ۱۴ | مقالہ پنجم | ۸۶ |
| ۱۵ | مقالہ ششم | ۸۷ |


Marfat.com

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۶ | مقالہ ہفتم | ۸۹ |
| ۱۷ | فصل سوم: آپ کے اخلاق کریمہ | ۹۱ |
| ۱۸ | پہلا فاصلہ | ۹۳ |
| ۱۹ | دوسرا فاصلہ | ۹۴ |
| ۲۰ | تیسرا فاصلہ | ۹۵ |
| ۲۱ | چوتھا فاصلہ | ۹۷ |
| ۲۲ | پانچواں فاصلہ | ۹۸ |
| ۲۳ | چھٹا فاصلہ | ۹۸ |
| ۲۴ | ساتواں فاصلہ | ۹۹ |
| ۲۵ | آٹھواں فاصلہ | ۱۰۰ |
| ۲۶ | نواں فاصلہ | ۱۰۱ |
| ۲۷ | دسواں فاصلہ | ۱۰۲ |
| ۲۸ | گیارہواں فاصلہ | ۱۰۳ |
| ۲۹ | بارہواں فاصلہ | ۱۰۵ |
| ۳۰ | مقصد سوم: | ۱۰۷ |
| ۳۱ | فصل اوّل: آپ کے ارشادات | ۱۰۸ |
| ۳۲ | فصل دوم: آپ کے بعض ملفوظات | ۱۱۱ |
| ۳۳ | پہلا نجم......تا......تینتسواں نجم | ۱۱۲ |
| ۳۴ | فصل سوم: آپ کے بعض تصرفات وکرامات کا بیان | ۱۳۲ |


Marfat.com

| صفحہ نمبر | مضامین | نمبر شمار |
|---|---|---|
| ۱۳۵ | پہلی آیت......تا......بارہویں آیت | ۳۵ |
| ۱۴۷ | خاتمہ | ۳۶ |
| ۱۴۷ | آپ کے مرض رحلت اور اس پر ملال | ۳۷ |
| ۱۷۲ | لاحقہ | ۳۸ |
| ۱۷۲ | آپ کے تمام اصحاب واحباب کرام کے مختصر احوال | ۳۹ |
| ۱۷۴ | قسم اوّل: (احوال) میاں شیخ اللہ داد | ۴۰ |
| ۱۸۱ | میاں شیخ رفیع الدین محمد عباسی | ۴۱ |
| ۱۸۵ | بی بی دولت قریشیہ | ۴۲ |
| ۱۸۹ | بی بی فاطمہ بنت ملا مبارک ناگوری | ۴۳ |
| ۱۹۱ | شیخ عبدالواحد اجودھنی | ۴۴ |
| ۱۹۳ | شیخ نورالحق محمد مشہور نورالحق | ۴۵ |
| ۱۹۶ | میاں شیخ الہ دیا انصاری | ۴۶ |
| ۱۹۸ | میاں شیخ مرتضیٰ سنبھلی | ۴۷ |
| ۲۰۱ | میاں شیخ نعمت اللہ | ۴۸ |
| ۲۰۳ | میر سید احمد | ۴۹ |
| ۲۰۷ | سیدی میر محمد زاہد ہروی | ۵۰ |
| ۲۰۹ | میاں شیخ یعقوب تھانہ کی | ۵۱ |
| ۲۱۱ | بی بی قطب | ۵۲ |
| ۲۱۲ | مولانا احمد لاہوری | ۵۳ |


Marfat.com

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۵۴ | میر سید زید ساڈھوری | ۲۱۴ |
| ۵۵ | میاں شیخ موسیٰ | ۲۱۵ |
| ۵۶ | مولانا شیر محمد لاہوری | ۲۱۶ |
| ۵۷ | میاں شیخ رستم | ۲۱۷ |
| ۵۸ | میاں شیخ اسماعیل رشدی (مرتب ملفوظات حضرت خواجہ) | ۲۲۱ |
| ۵۹ | نواب خواجہ محمد قلیج خان | ۲۲۲ |
| ۶۰ | خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری | ۲۲۴ |
| ۶۱ | میاں شیخ جعفر | ۲۲۸ |
| ۶۲ | میاں شیخ مصطفیٰ باغ پتی | ۲۲۹ |
| ۶۳ | شیخ عمر بنوڑی | ۲۳۰ |
| ۶۴ | شیخ ابا بکر سنبھلی | ۲۳۱ |
| ۶۵ | اخوند ملا قاسم علی | ۲۳۳ |
| ۶۶ | حافظ میر جلال الدین | ۲۳۵ |
| ۶۷ | مولانا عبدالغفور سنبھلی | ۲۳۶ |
| ۶۸ | مولانا محمد ہاشم سنبھلی | ۲۳۷ |
| ۶۹ | شیخ عبدالہادی بداونی | ۲۳۸ |
| ۷۰ | میر سیف اللہ | ۲۳۹ |
| ۷۱ | میر حسن | ۲۴۰ |
| ۷۲ | شیخ محمد طاہر فیروز آبادی | ۲۴۱ |


Marfat.com

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۷۳ | شیخ ابراہیم | ۲۴۳ |
| ۷۴ | مخدوم شیخ کمال | ۲۴۴ |
| ۷۵ | حافظ حبیب اللہ لاہوری | ۲۴۶ |
| ۷۶ | حبیب اللہ ناگوری | ۲۴۶ |
| ۷۷ | حاجی عبید اللہ سندھی | ۲۴۶ |
| ۷۸ | ملا اسد ہاری | ۲۴۷ |
| ۷۹ | شیخ بایزید | ۲۴۸ |
| ۸۰ | ملا دلہ | ۲۴۸ |
| ۸۱ | فیض یافتگان خواجہ حسام الدین | ۲۵۱ |
| ۸۲ | خواجہ محمد عبداللہ (خواجہ خرد) | ۲۵۱ |
| ۸۳ | بی بی زہری (زوجہ دوم خواجہ حسام الدین) | ۲۵۴ |
| ۸۴ | خواجہ جمال الدین حسین (بن خواجہ حسام الدین احمد) | ۲۶۰ |
| ۸۵ | خواجہ سراج الدین محمد (بن خواجہ حسام الدین احمد) | ۲۶۳ |
| ۸۶ | خواجہ محمد قاسم (خالہ زاد حضرت خواجہ باقی باللہ) | ۲۶۶ |
| ۸۷ | میر سلطان منصور | ۲۶۷ |
| ۸۸ | خواجہ محمد افضل بدخشی | ۲۷۰ |
| ۸۹ | خواجہ عبداللطیف (خالہ زاد خواجہ حسام الدین احمد) | ۲۷۱ |
| ۹۰ | مولانا محمد دوست بن مولانا محمد یوسف مرغینانی | ۲۷۲ |
| ۹۱ | میر سید ابراہیم امروہوی | ۲۷۴ |


Marfat.com

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۹۲ | خوش حال بیگ (خادم نواب غازی بدخشی) | ۲۷۵ |
| ۹۳ | شیخ ساجد کبروی | ۲۷۶ |
| ۹۴ | شیخ محمد شریف اکبرآبادی | ۲۷۶ |
| ۹۵ | ملا عبدالرحیم سلامی | ۲۷۶ |
| ۹۶ | مولانا محمد حیدر کشمیری | ۲۷۷ |
| ۹۷ | میاں محمد حارث بن شیخ تاج الدین سنبھلی | ۲۷۷ |
| ۹۸ | میاں شیخ احمد (ماموں میاں سراج الدین محمد | ۲۷۷ |
| ۹۹ | میر محمد صادق بن نواب محمد قلیج خان | ۲۷۸ |
| ۱۰۰ | پیر محمد صدیق بن خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری | ۲۷۸ |
| ۱۰۱ | میاں محمد قلی بن میاں شیخ رستم | ۲۷۸ |
| ۱۰۲ | خواجہ محمد صوفی (بن خواجہ شیخ حسین خوارزی) | ۲۷۹ |
| ۱۰۳ | خواجہ ابومدین | ۲۷۹ |
| ۱۰۴ | خواجہ احمد (مرید حضرت مجدد الف ثانی) | ۲۷۹ |
| ۱۰۵ | میر سید کاظم | ۲۸۰ |
| ۱۰۶ | میر سید زین العابدین | ۲۸۰ |
| ۱۰۷ | میاں محمد باقر | ۲۸۰ |
| ۱۰۸ | شیخ رُکن الدین | ۲۸۰ |
| ۱۰۹ | شیخ احمد گجراتی | ۲۸۱ |
| ۱۱۰ | میاں شیخ ولی محمد | ۲۸۱ |


Marfat.com

| صفحہ نمبر | مضامین | نمبر شمار |
|---|---|---|
| ۲۸۲ | ملاحسن گجراتی | ۱۱۱ |
| ۲۸۲ | میاں محمد یوسف | ۱۱۲ |
| ۲۸۳ | سید میراں جوان | ۱۱۳ |
| ۲۸۳ | ملا عبدالسلام | ۱۱۴ |
| ۲۸۳ | سبحان تلی | ۱۱۵ |
| ۲۸۳ | رحمت اللہ | ۱۱۶ |
| ۲۸۴ | عبیداللہ زاہدی احرار (خواجہ کلاں مؤلف زادالمعاد) | |
| ۲۸۴ | کرامت اللہ بن خواجہ کلاں | |


Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

التحیات لله و الصلوات و الطیبات و السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبر کاته و السلام علینا وعلی عبادالله الصالحین اشهدان لااله الا الله وحده لاشریک له واشهدان محمد عبده ورسوله

اے خداوندِ پاک تو نے اپنے کرم سے ہم جیسے بے خبروں کو ایسی جوی آب تک پہنچا دیا اور ہمارے دل کو اپنی عبادت واطاعت کی طرف مائل کر دیا اور ہمیں کامل بے کاری ونافرمانبرداری کے باوجود اپنی ہزاروں نعمتوں کو ہمارے دستر خوان پر عطا فرمادیا، میں اللہ سبحانہ کے اس فضل پر بھی نازاں ہوں کہ اس نے اپنی عیب چھپانے اور بخشنے کی مقدس صفت سے مجھے اور اپنے مقربین کو نوازتے ہوئے اس میں سے پورا حصہ عطا فرمایا، یہاں تک کہ ان بزرگوں کے طفیل ہم جیسے ناپاک فطرت جو کامل طور پر گناہ اور خطا میں مبتلا ہیں کے عیوب کو نہ دیکھا اور پھر ہم جیسوں کے کاروکردار کو درگذر اور مغفرت سے ہمکنار کیا اور ہمارے باطنوں کو بدی اور ہوائے بد سے محفوظ رکھا، جس پر اللہ تعالیٰ کی دائمی حمد ہے۔

Marfat.com

کیا خوب ہے کہ میرے زمانہ کی امت (مسلمہ) آسودہ حال ہے کہ آغاز سے اسے ہدایت میسر ہے اور آخر میں اسے حبیب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کا شرف حاصل ہوگا، اس بلند پایہ ایواں کے صدر نشین جس کے لئے اس زمین و زمان کو وسعت دی گئی اور ان ساتوں آسمانوں کے خیمے نصب کر کے بلند کئے گئے، جس کے لئے صبح و مسا کی ہوائیں گردش میں آئیں، جس کے لئے وادیوں اور پہاڑوں کو بنایا گیا اور زمین کو اس کے لئے بچھونا بنایا گیا، جس کے لئے سبزہ و سامان مقبول اور جسے باغات میں منتقل کیا گیا یہ سب کچھ درحقیقت اس کی تشریف آوری اور دنیا میں اس کے قدوم کی برکات کیلئے اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ امت مرحومہ اس کی تربت عالی قدر کو فراموش نہ کردے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے کمال مہربانی سے اپنے وصال کے قریب ہم مساکین کو دعا و سلام کا پیغام دیا اور اکابر صحابہ کرام نے وہ پیغام تابعین کو دیا اور پھر تابعین نے اپنے صحبت یافتگان تک پہنچایا اور پیام گذاری کا یہ سلسلہ بندہ نوازی اور دل دہی کے تحت اب تک جاری و ساری ہے، پھر یہ کام اولیاء و مشائخ عظام نے لطف و عنایت سے اس راہِ کامل کے طلبہ بلکہ عامہ مسلمین پر بھی وہی مہربانی جاری رکھی اور آپ سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی شفقت و مہربانی کا یہ عکس و پرتو ہے جو ان بزرگوں نے اس وصیت و پیغام کو جاری رکھا ہوا ہے، ورنہ مراقبہ الٰہی میں رہنے والے ناپاک روش اور آلودہ باطن کے ساتھ ان میں کیسے اختلاط کرتے۔

Marfat.com

امابعد سعادت کونین کے طالبوں اور عین العلم وعلم العین کے پیاسوں خاص طور پر سلسلہء اویسیہ احراریہ سے وابستگان اور طائفہ نقشبندیہ صدیقیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارادت مندان پر یہ امر واضح ہو کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کو ایک ہزار سال گذر چکا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو سالہا سال بیت گئے اس دوران اکابر اولیاء ومشائخ کرام اس دنیا میں متابعتِ محمدی علیہ من الصلوٰۃ اتمہا ومن التحیات اعمہا کا حق ادا کرنے کے لئے دنیا میں جوق در جوق آئے جو ولایت کے اطوار اور معرفت کے ذوق سے تربیت یافتہ تھے اور اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

اب عنایت الٰہی اور اللہ سبحانہ کے ارادۂ فضل اس سے متعلق ہوا کہ اس آخریں دور میں در حقیقت زمانوں کے ملاپ اور ولایت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے دائرہ کی تکمیل اور ایسے عزیز الوجود جوہر مقدس کے ظہور کا وقت آ گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود شریف اور دائرۂ مذکور کو اصحاب خیر القرون سے واصل کرے۔ یعنی وہ بزرگ تمام کمالات ولایت کا مالک ہو اور وہ تمام صفات، طریقت وحقیقت کا حاوی ہو جو باطن میں اسم الباطن کا مظہر ہو اور وہ اسم الظاہر کا بھی مظہر ہو اور اس کے اقوال واعمال زندگی و کردار میں کسی طرح کی غلط کاری اور احکام باطن میں کسی طرح کا توہم نہ پایا جائے اور نہ ہی اس کے قول سے کسی قسم کے باطل اور تلبیس کا مفہوم نکلتا ہو اور نہ ہی اس کے کسی فعل سے کسی قسم کی بدعت اور جو کچھ وہ کرے اس پر اس کی نظر ہو۔ وہ اپنے احوال کا خود محاسبہ کر سکے۔ اگرچہ ظاہر شرع کے حقوق میں سے کوئی حق اس سے فوت ہوا ہو اور نہ ہی اس نے اس معاملہ (پابندی شرع) کے تعین اور تشخص میں کسی قسم کی سستی (رخصت) کا التزام کیا ہو، اور نہ ہی کسی غیر واجب امر کی طرف متوجہ ہوا ہو، اس کی روح شریف کی نہج اس طرح کی ہو گئی ہو کہ اس کے بار

Marfat.com

ولایت پر کسی اور کی شان کا غلبہ نہ ہو سکے۔ اس کے معتدل مزاج کے اسلوب پر کاہلی نہ ہو اور اس کی روح اپنے مقام پر متمکن رہے اور اس کی زندگی کے مختلف امور میں تلون اور تنوع کا نشان تک نہ ہو۔

جب عنایت الٰہی کو اس قسم کے عزیز الوجود کی پیدائش مقصود ہوئی تو بدخشان کے ایک بلدہ قندز شریف میں ان کی ولادت ۹۷۷ھ کو ہوئی یعنی حضرت امام الواصلین وقبلۂ اقبال المقبلین، عین اللہ فی الارض، حجۃ الحق، شمس الاسلام والمسلمین، مکین الامین، برہان الحق والحقیقۃ والدین سیدنا وامامنا حضرت خواجہ حسام الدین احمد بن احمد بن علی بصری حنفی نقشبندی اپنے والدین کریمین طیبین طاہرین کے ہاں تولد ہوئے ...... آپ نے آغاز جوانی میں ہی سعادت اور کمال کے درجات حاصل کر لیے اور کیا بیان کیا جائے کہ اس دوران آپ کی ہمت اور حالت کے کیا عجائب سامنے آئے، بالکل اسی طرح کے کردار اور اطوار کا ظہور اصحاب متقدمین مثلاً حضرت ابوسعید حسن بصری، حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمہم اللہ سبحانہ میں ہوا جس کی اطلاع کتب میں ملتی ہے۔

زمانہ کے تقاضوں اور دلوں کے طباع، ابن الوقت قسم کے حضرات کے ضمیر کی آواز اور ان کی ضلالت آپ نے دشمنوں کی وجہ سے اپنے کمالات کی رفعت اور حضرت فیاض مطلق کے افادات کا اظہار نہ کیا آپ اپنے احوال ومعانی پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے رہے اور مشیخت کا منصب اور ارشاد کی ذمہ داری قبول نہ کی، اس منصب کے واجبات میں سے جو امور مثلاً (حضرت خواجہ) کے اہل بیت اور کم سن بچوں کی تربیت اور قرابت داروں کے لئے صرف اشاراتی تربیت فرماتے تھے، سوائے چند محدود تعداد کے ان خدام کے لئے جنہوں نے درگاہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا، کی طرف توجہ فرماتے تھے اپنے اقتدار باطنی کو اس امت

Marfat.com

مرحومہ کی شفاعت کے لئے تا حیات جاری رکھا، اس دنیائے فانی کے اثرات میں سے کسی اثر کا آپ اظہار نہیں کرتے تھے، اوقات خاص میں یہ رباعی گنگناتے رہتے تھے جس سے آپ کے طریقہ مرضیہ سے آگہی ہوتی ہے

بالی نہ کشود مرغ پر بستہ ما ‏ ‏ ‏ ‏ سربستہ بماند راز سربستہ ما
اندر پس صد پردہ کہ ایں جلوہ نمود ‏ ‏ ‏ ‏ حیران گشت چشم بر بستۂ ما

ان مذکورہ امور کے بیان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کے ابتدائی احوال اور اعلیٰ اوصاف جو آپ کے زمانہ کمال میں تھے اکثر اہل دنیا سے پوشیدہ ہیں، واضح ہو جائیں، کیوں کہ ان ایام میں موضوع سخن وحدتِ وجود اور ایسے اسرار جن کا بیان کرنا ممنوع ہے (مجالس میں) کیا جا رہا ہے، اور ایک ایسی جماعت بھی ہے جس نے اوقاتِ کار علوم فلسفہ اور اشراقیوں کے افکار کے اظہار پر کمر ہمت باندھ رکھی ہے۔

لیکن آپ تو اصحابِ خیر القرون کے علوم و اعمال کا نمونہ ہیں بھلا ان کے خیالات سے کیا رغبت ہو سکتی تھی، افسوس صد افسوس

اہل زمانہ تو یہی چاہتے تھے کہ آپ کے احوال پردۂ اخفا میں ہی رہیں اور ان کا ظہور و جلوہ صرف آخرت میں ہی رونما ہو لیکن مجھے اس کا تردد ہوا کہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ ان احوال کی تاثیر اور انوار و نقوش میرے سینہ اور مخلصین کے تصورات سے مٹ جائیں۔

مولف احقر آپ (حضرت خواجہ حسام الدین احمد) کی درگاہ کا سگ علیل اور آپ کے دستر خوان الطاف کا پروردہ اللہ تعالیٰ کے حقیر ترین بندوں میں سے ایک بندہ عبید اللہ بن محمد الباقی زاہدی احراری عاملہ اللہ سبحانہ (عرض کرتا ہے) کہ ۱۰۴۴ ہجری نبوی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو آپ کے جوار قدس سے وصال کے ایک سال اور دو ماہ بعد اس رسالہ (زاد المعاد) جو زمانہ کی روشنی، سعادتوں کا خزانہ اور دونوں جہانوں کے

Marfat.com

حصول کا ذریعہ ہے کی تالیف کے لئے ہمت باندھی ...... تاکہ برکات سے معمور اس رسالہ کا جو مطالعہ کرے اسے تصفیہ اور صفائی قلب حاصل ہو، چونکہ یہ رسالہ اخروی فوائد سے مملو ہے اس لئے اس کا نام زادالمعاد رکھا گیا ہے تاکہ مخلصین کو اس سے دنیا میں معاش کی توفیق ہو اور آخرت میں اس کے انوار کا ساتھ میسر آئے۔

برکات کا حاوی یہ رسالہ ایک فاتحہ، تین مقاصد، ایک خاتمہ اور ایک لاحقہ (ضمیمہ) پر مشتمل ہے۔

## فاتحہ

آپ کے عظیم خصائص وفضائل کا لب لباب اور اس رسالہ کے تمام مندرجات کو نہایت اختصار کے ساتھ حاوی ہے۔

## مقصد اول

آپ کے نسب عالی کا مختصر بیان اور آپ کی عمر مبارک کے واقعات کی تفصیل ہے، یہ مقصد چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

### فصل اول

آپ کے نسب شریف کا مختصر خاکہ اور آپ کے والد بزرگوار کے احوال کا کچھ بیان۔

### فصل دوم

آپ کے جوانی کے آغاز سے لے کر ترکِ (ملازمت) تک واقعات

### فصل سوم

آپ کے ترک سے لے کر کمال حقیقی تک پہنچنے کے دوران آپ کے مجاہدات،

Marfat.com

عذر، معاملات اور منازلات کا بیان۔

**فصل چہارم**

مرتبہ کمال پر واصل ہونے کے بعد آپ کی سوانح کے عظیم واقعات، زندگی کے اواخر تک۔

## مقصد دوم

آپ کی عبادات، عادات اور اخلاق کریمہ کا مختصر بیان، یہ مقصد تین فصول پر مشتمل ہوگا۔

**فصل اوم**

آپ کی عبادات

**فصل دوم**

آپ کی اعلیٰ عادات

**فصل سوم**

آپ کے اخلاق کریمانہ

## مقصد سوم

آپ کے ارشاد و ہدایت کی روش، آپ کے انفاس نفیسہ کا مختصر بیان اور آپ کے کچھ تصرفات و کرامات کا ذکر، یہ مقصد بھی تین فصلوں میں تحریر کیا جائے گا۔

**فصل اول**

آپ کے ارشاد و ہدایت کے طریقوں کا بیان

Marfat.com

فصل دوم

آپ کے انفاس مبارک کا مختصر بیان

فصل سوم

آپ کی کچھ کرامات وتصرفات کا بیان

خاتمہ

آپ کے آخری مرض کا ذکر اور اس دار پر ملال سے سرائے ذوالجلال کی طرف سفر کا بیان

لاحقہ

آپ کے صحبت یافتہ اصحاب واحباب کرام کے مختصر حالات

Marfat.com

# فاتحہ

اس میں آپ کے فضائل وخصوصیات کا بیان اس طریقہ سے کیا جائے گا کہ سارے رسالہ کا ملخص اس میں آجائے، ان شاء اللہ سبحانہ

جاننا چاہئے کہ آپ اپنے زمانہ میں شکل وصورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے اسی طرح خلق اور سیرت میں آپ باعتبار کمیت و کیفیت میں بھی آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے تھے اور آپ کی پاک طبیعت میں کھانے پینے کی رغبت اور بعض اشیائے خوردنی کے سلسلہ میں بھی آپ مطابعت شریف کا خیال رکھتے تھے۔

اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد جب آپ کی عمر صرف سولہ سترہ سال کی تھی اس عہد کے بادشاہ یعنی اعظم السلاطین وافخم الخواقین سلطان جلال الدنیا والدین ابوالفتح محمد اکبر پادشاہ انار اللہ برہانہ کی صحبت وملازمت میں داخل ہوئے، یہ ایسے زیرک بادشاہ کی صحبت تھی کہ جس کی حکومت کے رسوم، قوانین، احکام اور تمام قواعد عقل وفہم پر مبنی تھے، جہاں امراء اوران کی اولاد کا اعزاز یا ذلت اور ترقی وتنزل محض ان کی فہم وفراست پر ہوتی تھی، حکماء کے قانون کے مطابق آپ کی وہ عمر ایسی تھی جس میں عقل اور نفس ناطقہ میں ضعف کے امکانات تھے لیکن آپ کے جوہر شریف میں اتنی عالی استعداد تھی کہ معاملہ فہمی اور بادشاہ سے اس کی موجودگی اور غیر حاضری میں آپ ایسی روش اختیار کرتے تھے کہ اس شاہِ جاہ وجلال نے آپ کو امرائے چغتائی کے اس طبقہ میں شامل کرلیا کہ جن کی ترقی صرف ان کی رشد وصلاحیت دیکھ کر کی جاتی تھی، ان

Marfat.com

کو ان کے والد کی (دربار کی رسم) کورنش اور قیام کی وہ اجازت بھی مل گئی جو صرف اکابر امراء اور بڑے بڑے سلاطین کو دی جاتی ہے۔

آپ نے اپنی وہ قدر و منزلت جو بادشاہ اور مقربین شہنشاہ کے دلوں میں تھی سے آگاہ تھے اس لئے نشست و برخاست اور زندگی کے تمام قواعد آپ نے اس کے مطابق استوار کر لئے تھے اور چھوٹے بڑے تمام امراء آپ کے رتبہ کے مطابق پیش آتے تھے، آپ کے والد بزرگوار کے تمام اقربا و ملازمین جو سات سو کے قریب تھے۔ ان میں خطہء بدخشان کے وہ (ہم وطن) شادی شدہ افراد بھی تھے جو اس زمرے میں شامل تھے جو آپ کی اس (کم عمری) میں بھی ریاستداری اور سرداری کے طور پر پیش آتے تھے اور آپ کے والد بزرگوار کے زمانہ میں انہوں نے ان کی سرداری کے لوازم ورسوم کا مشاہدہ کیا تھا وہ خیال کرتے تھے کہ آپ کا سلوک و معاملہ شریف آپ کے والد سے زیادہ بہتر تھا اور اسی قسم کی توقعات اور خوف و امید معمر امیروں کے دلوں میں بھی تھی، ان حضرات نے دیکھا کہ بزرگی اور سرداری کے تمام تقاضوں کے مطابق آپ کامل سکون، وقار اور بردباری سے ہر ایک کے ساتھ اس کے سلیقہ وشان قابلیت کے مطابق ان کی کفالت کرتے اور اسے روزی فراہم کرتے تھے، اس کی عزت ورتبہ پہچان کر اس کو انعام بھی دیتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اندازہ روش اور حالت کے مطابق توجہ وعدم توجہ فرماتے تھے...... جب کبھی آپ سرکار سے رخصت لینے جاتے تو اگر کوئی آپ سے بڑا امیر (منصب دار) ہوتا تو اس کی صحبت سے کامل فائدہ اٹھاتے اسے استثناء دیتے، اس پر اعتماد کرتے اسے صاحب رائے تصور کر کے اس سے صلح و جنگ اور دیگر معاملات میں مشورہ کرتے اور آپ کی (ترقی) کا معاملہ تخت سلطنت سے اعلا منصب اور کامل اختیارات کے حصول کے قریب پہنچ گیا تھا اور آپ کو قابل ترین افراد میں شمار کیا جاتا کہ انہی اثناء میں آپ پر عنایت الٰہی کا جاذبہ اور توفیق ربانی

Marfat.com

آپ کے حال کے دامن گیر ہوئی اور اس گندگی زدہ دنیا اور دنیا دار بھیڑیوں اور کتوں سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے کئی عمدہ تدبریں کیں تاکہ اس سے کامل علیحدگی اختیار کی جاسکے اور کسی ہدایت یافتہ کی صحبت تک رسائی اور اس کی نظر سے فتح کے دروازے کھولنے کی چابی حاصل کرنے کے لئے فارسی وعربی کی مستند وصحیح العقائد کتب فقہ، فن سلوک اور طریقت مثلاً رشحات، فقرات، مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری اور کیمیائے سعادت کے مطالعہ کو اپنے فعل وکردار کا حصہ بنایا اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لی (اور اس نتیجہ پر پہنچے) کہ زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ کمینے انسانوں کے سامنے جھکنا نہیں ہے بلکہ اس زندگی کی برکت اور روش کو کامل ہوشمندی بلکہ تائید خداوندی اختیار کرنی چاہئے، کوئی بھی شیخ طریقت ایسا نہیں جو بدعت میں مبتلا نہ ہو اور بدگو صوفیہ اور احکام شریعت شریف سے مبرا مقلدین ایسے نہیں ہیں جنہوں نے اپنے نمایندوں کے ذریعہ دھوکہ دہی کا بیج نہ بویا ہو اور بہت ہی کم دیکھا وسنا گیا ہے کہ طالبوں کو مستقیم الحال شیخ کی طلب کی راہ میں کامیابی ہوئی ہو اور ان طریقت کے راستہ کے چوروں نے ان کو اپنے دام فریب میں مبتلا نہ کیا ہو، ایسے شیاطین اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے الہام الٰہی کی برکت سے اپنی زندگی اور روش کو اسی طرح بسر کیا پھر حضرت حق جل شانہ نے آپ کی سچی دعا اور نیک نیتی اور جذبۂ طلب صدق کی بدولت حضرت نورالاتم، سراللہ اعظم، محی القلوب، مکشوف الکروب، عنصر الہدایت، مبطل الغوایت صاحب تصرف انفسی وآفاقی مویدالدین ابوالوقت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ محمد الباقی اوام اللہ ذکرہ جو کہ طریقہ نقشبندیہ کے مجدد تھے کو عین اسی وقت آپ سے ملوادیا۔

پہلے تو خود حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ مقامات طریقت کے طے کرنے، اس

Marfat.com

کے فوائد کے حصول اور اس سلسلہ ءشریفہ کی نسبت خاصہ کے حصول کے لئے حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کی روح مبارک کے اشارہ پر طلب مرشد کے در پئے تھے، دوسرے یہ کہ حضرت خواجۂ بیرنگ قدس سرہ حضرت مولانا بزرگ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ سے اجازت مطلقہ حاصل کر کے صحت وسلامتی سے ماوراء النہر سے واپس ہندوستان تشریف لے آئے تو اس مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کی خدمت میں دستِ بیعت دراز کیا گویا اس طرح آپ نے اپنے اطوار اور اتباع کو درست کیا اس وقت تک اپنے آپ کو اختیار اور ارادہ (مرضی) سے خالی کرلیا، اپنی تمام مرادات (خواہشات، طلب) سے خود کو مبرا کرلیا اور اب صرف حضرت خواجہ کی مراد ومرضی باقی رہ گئی اور فناء فی الشیخ کے احکام جو فناء فی اللہ ہونے کے منافی نہیں ہوتے ہیں سے، آگہی حاصل کرلی۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے آپ کی استعداد شریف میں کمالاتِ عالیہ کے ظہور کا مشاہدہ کیا تو اپنے تمام اصحاب واحباب طریقت کے مقابلہ میں آپ کی تربیت وارشاد کے لئے مخصوص طریقہ اختیار فرمایا، اس خاص طریقہ میں حضرت کی تربیت ''جلال وقہرمان کبریا'' سے کی (یعنی تربیت کا جلالی طریقہ اختیار کیا) جو کہ طریقہ ''بسط وانبساط'' (تربیت کا وہ طریقہ جس میں محض شادمانی ہو) کے مقابلہ میں خاصا سخت تھا اور آپ کو اس طریقہ (انوار جلالی) کا عادی بنادیا، یہاں تک کہ آپ کو اس امتحان میں سے پاک وصاف نکال لیا، اس قسم کی تربیت دوتین سال تک جاری رہی اس کے بعد حضرت خواجہ آپ کو طریقہ ''بساط وانبساط'' میں لے آئے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں طریقے ایک دوسرے میں مل کر ضم ہوگئے اور آپ کی حضرت خواجہ سے ''پیری ومریدی'' کی نسبت دوستی اور یگانگت میں بدل گئی، حضرت خواجہ چند سال مزید بقید حیات رہے تو آپ نے عشق ومحبت سے اپنا سب کچھ نثار کردیا۔ اس معاملہ

Marfat.com

میں آپ اس حد تک گئے کہ تمام اصحاب اور احباب بلکہ اپنے فرزندوں اور اہل حقوق تک سے علیحدگی اور تنہائی اختیار کئے رکھی، آپ نے اپنا سارا وقت حضرت خواجہ کی صحبت کی برکات حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا یہاں تک کہ ادائے نماز، مجلس سکوت، راتوں کی نیند اور روزانہ کا کھانا بھی آپ نے حضرت خواجہ کے ساتھ کھانا شروع کر دیا اور پھر حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس کے وصال کے مرض کے دنوں تو آپ حضرت خواجہ کے ہمدم، جلیس، خادم اور انیس کے طور پر آپ کے ساتھ رہے، اسی طرح آپ نے حضرت خواجہ کی (روحانیت کی) خاص الخاص دولت سمیٹی، اور رحلت کے وقت بزرگوں اور مشائخ کے وصی اور نائب کے تقرر کی دولت اور نظر عنایت میں سے آپ کو کامل نصیبہ ملا چنانچہ اس فقیر (مولف) کو مستند راویوں سے یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ جب حضرت خواجہ کی روح مبارک نکلنے لگی اور نفس شریف بند ہوا اور آپ اس دنیا سے منہ موڑ رہے تھے تو (آپ نے سنا کہ) حضرت خواجہ کے لب مبارک اسم ذات کا ذکر کرنے میں مصروف تھے اس حالت میں حضرت خواجہ کے مبارک ہاتھ آپ کے منہ، دستار اور کندھے پر تھے اور اسی طرح آپ کے ہاتھوں میں حضرت خواجہ نے رحلت فرمائی، اس حالت اور بے شمار سعادتوں کے حصول اور یہ بے نظیر صحبت جو آپ کے نصیب میں ہوئی پر بے پایاں خوشی ہے۔

الغرض آپ اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ الاقدس کی رحلت کے بعد بھی عشق و محبت کی داد دیتے اور اپنی عقیدت و اخلاص کا اچھی طرح اظہار فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے وطن، مسکن اور اپنے قریب ترین عزیزوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنی زندگی کے ایام اس فیروز آباد میں گذارے جہاں آپ کے حضرت خواجہ نے سکونت اختیار فرمائی تھی وہاں آپ نے مستقل قیام کر لیا، آپ نے اپنی مبارک زندگی کے ماہ وسال کا ایک حصہ تو حضرت خواجہ کی تربت مطہر کی مجاورت میں صرف کیا اور دوسرا

Marfat.com

حصہ حضرت خواجہ کے فرزندوں، متعلقان، اقربا اور بے سہارا مریدین کی تربیت میں خرچ کردیا، ان کی دلجوئی، حضرت خواجہ کے فرزندوں کی ضروریات پوری کرنے اور اپنے اہل خانہ کی نگہداشت حضرت خواجہ کے ارادت مندوں کے طفیل تصور کی، حضرت خواجہ کے متعلقان کی آسودگی کے لئے دل وجان سے کوشش کرتے رہے اور اپنے غلاموں، کنیزوں اور ملازمین کو حضرت خواجہ کے فرزندوں کی خدمت پر مامور کر دیا، جیسا کہ حضرت خواجہ کی زندگی میں آپ ان کے ضمنی (نائب) بن کر رہے تھے، اسی طرح حضرت خواجہ کے وصال کے بعد بھی آپ حضرت خواجہ کے فرزندوں کے خادم کی حیثیت سے زندگی گذارتے رہے، یہاں تک کہ آپ کو حضرت خواجہ کی تربت مقدس اور صاجبزادگان حضرت خواجہ سے جو کامل عشق ومحبت تھی کے باعث آپ اس وقت کے بادشاہ صولت وخدمت دستگاہ دولت واقبال پناہ نورالدین والدنیا ابوالمظفر جہانگیر کی غیرت وناراضی کا باعث بنی اور اسی نسبت سے اس نے آپ کو کوئی قسم کے دکھ، جسمانی سزا اور روحانی صدمات پہنچائے چنانچہ اسی عظیم الشان بادشاہ سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے میر حسام الدین احمد کو اپنی طرف مائل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنے پیر کے عشق میں اتنا مستغرق ہے کہ وہ مجھے خاطر میں ہی نہ لایا۔

غرض کہ آپ اسی وجہ سے اس بادشاہ جاہ وجلال کے عرصہ دراز تک عتاب کا نشانہ بنے رہے اور حضرت خواجہ کی تربت مبارک اور متعلقین کی جدائی قبول نہ کی، آخر کار اس عشق ومحبت اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی توجہ سے اس بادشاہ عالی شان کا غصہ اور ناراضی مہربانی اور رضا جوئی میں بدل گئی، اسی طرح عظیم بادشاہ اور خاقان معظم برد اللہ مضجعہ، جب تک زندہ رہا یہ معاملہ اسی طرح جاری رہا کہ بادشاہ آپ کی طرف مائل وراغب رہا اور آپ اپنے پیر قدس سرہ کے عشق میں محو رہے یہاں تک وہ بادشاہ سعادت نشان جوار الٰہی میں پہنچ گیا۔

Marfat.com

اس کے بعد برکت توامان، بادشاہ دین پناہ حدقہ آفرینش ونور حدیقہ دانش وبینش مالک رقاب الامم شاہ عجم، حارس حوزۂ اسلام، رافع اعلام الدین بین الانام ظل اللہ فی الارض المؤید من عند اللہ شہاب الملت والدین محمد صاحب قران ثانی شاہ جہان بادشاہ اوام اللہ سبحانہ ملکہ واجری فی بحار مرضاتہ ملکہ کے امن ومان کا سایہ دنیا پر پڑا (یعنی شاہ جہان تخت نشین ہوا)۔

یہ بادشاہ کمال درجہ کی دینداری، مسلمانی اور صلاح وعبادت سے متصف تھا اس کے اسی جذبہ دین پناہی کے باعث وہ اہل عمل وصلاح ہے آپ اس کے دیدارِ مبارک، ملاقات اور صحبت کے لئے کامل رغبت وشوق رکھتے تھے، جس کا آپ نے اپنے مخلصین کے سامنے متعدد مرتبہ اشتیاق کا اظہار فرمایا تھا تاکہ شاہی دربار کے دوستوں اور خیر خواہوں کی طرف سے اصرار اور کوئی بڑا الزام نہ لگ جائے آپ کو اپنے گوشۂ نامرادی اور حضرت خواجہ کی تربت مبارک سے کہیں جانا منظور نہیں تھا اب آپ یہ بھی چاہتے تھے کہ دارالسلطنت جانے میں کہیں (غیر معمولی) تاخیر نہ ہو جائے اس قضیہ سے متعلق ایک حکایت صدق آور اس فقیر کو یاد آ رہی ہے جو کہ اس تحریر کی مدعی ہے۔

بادشاہ دین پناہ جب خان جہان افغان کی بغاوت فرو کرنے اور مملکت دکن پر قبضہ کرنے لئے برہانپور میں ٹھہرے تو اس قیام کے دوران بیگم جہان (ممتاز محل) حضرات شہزادگان کی والدہ فوت ہو گئیں، اس واقعہ سے حضرت بادشاہ سخت کوفت اور دکھ سے دوچار ہوئے اور بادشاہ نے تمام ممالک (صوبوں) کو بذریعہ فرامین اس قضیہ ناگزیر کی اطلاع دی، ان فرامین میں سے ایک فرمان نواب اکمل الخواقین سیف الدولہ والدین خانِ خانان مہابت خان جعلہ اللہ سبحانہ عضد الاسلام والمسلمین جو ان دنوں دہلی کا امیر اور اس ام البلاد ہند کا صوبہ دار تھا کو بھی ملا، اس فرمان سے یہ مفہوم

Marfat.com

نکلتا تھا کہ اس واقعہ جان کاہ سے میں اس قدر رنجیدہ ہوا ہوں کہ میرا دل سلطنت وحکومت کرنے سے سرد ہو گیا ہے اور چاہتا ہوں کہ اپنا تخت حضرت بیگم کے روضہ کے جوار میں لے جاؤں اور اس بیگم جہاں کے روضہ کی گوربانی کروں اور نصف ساعت کے لئے بھی اس مجاورت کو نہ چھوڑوں، جب فرمان کا یہ مضمون حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) کو معلوم ہوا تو اس روز ایک خلوت میں مجھ مسکین یعنی مولف سے فرمایا کہ اس (فرمان کو سن کر) میرے دل میں یہ آیا کہ میں حضرت بادشاہ کے حضور حاضر نہ ہونے کا عریضہ لکھوں کہ تمہارا دل تو بیگم حضرت کی وجہ سے دنیا کے مشاغل سے اچاٹ ہو گیا کہ اس کے روضہ سے الگ نہ ہوں، اس فقیر کو تیس سال سے اپنے محبوب کی جدائی نے دنیا میں جو کچھ موجود ہے اس سے بے خبر کر دیا ہے اور اس محبوب ربانی کی تربت سے خود کو ایک لمحہ کے لئے بھی جدا کرنے کی پسند نہیں کرتا آپ کی ''محبوب ربانی'' سے مراد اپنے مرشد حضرت خواجہ (باقی باللہ) ہیں۔

الغرض جب اس حمیدہ صفات کی عمر مبارک آخری سنین میں داخل ہوئی تو آپ سنہ ۱۰۴۳ھ میں اسہال جگر کے مرض میں مبتلا ہو کر عالم قدس کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت خواجہ کے صفہ سے متصل مشرق کی جانب مدفون ہوئے تو یہ خواہش پوری ہوئی، آپ نے حضرت خواجہ کے احوال پر جو رسالہ تصنیف فرمایا تھا میں یہ دعا (یعنی در جوار حضرت خواجہ) اس طرح ہے۔

> ''یاالٰہی حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع اور خلفاء راشدین واہل بیت اطہار کے صدقے ہم جیسے ضعیفوں کو آخری منازل حضرت ارشاد پناہ (خواجہ باقی باللہ) کے جوار میں جگہ عطا فرمانا''

آپ کے مرض رحلت کی تفصیل اس رسالہ (زادالمعاد) کے خاتمہ سے معلوم

Marfat.com

ہو سکے گی چنانچہ آپ کے ایام طلب (شیخ) اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت کے ابتدائی اور آخری عمر کے احوال اس رسالہ کے ابواب کی مختلف فصول میں توفیق الٰہی سے لکھی جائیں گی۔

قصہ مختصر آپ کی ساری عمر کے حالات جو کہ عبرت گاہ اور اہل روزگار کے تبصرے، امارت و منصب داری کے ایام نظام اور اعتدال سے مذین تھے کہ اگر وہ تمام دقائق و لطائف لکھے جائیں تو اس عہد کا کامل دستور العمل سامنے آجائے اور اگر اسی طرح آپ کے ایام طلب (مرشد) کے واقعات قلم بند کیے جائیں، آپ کے حضرت خواجہ کی خدمت میں سلوک و منہاج، معیشت اور زندگی کے ایام تفصیل سے لکھے جائیں تو دنیا میں ایک ہدایت نامہ تیار ہو جائے لیکن اس امر خطیر کا کون متحمل ہو سکتا ہے؟ آپ کو جلوت اور خلوت میں اپنے خواجہ کا شرف حضور میسر تھا، درگاہ حضرت خواجہ کے افراد میں سے یہ سعادت بہت کم کسی کو حاصل ہوئی تھی، ہر وہ شخص جسے اس کی تمنا ہے اور جو ان روایات کو جانتے ہیں تو وہ نقل، روایت اور تالیف و کتابت سے دریغ نہیں کریں گے، پس اس مسکین اور مریض (حضرت مولف) کو جو کچھ معلوم ہے وہ اس رسالہ کے مقاصد اور فصول میں تحریر کرے گا، وہی معاون ہے جس نے یہ کام مجھے سونپا ہے۔

Marfat.com

# مقصد اوّل

آپ کے نسب عالی اور آپ کی عمر مبارک کی تفصیل، یہ مقصد چار فصول پر مشتمل ہے۔

فصل اول: آپ کے نسب کا مختصر بیان اور آپ کے والدِ بزرگوار کے کچھ احوال۔

فصل دوم: آپ کے آغاز جوانی اور ترک و تجرید کے واقعات

فصل سوم: وہ بڑے بڑے واقعات جو آپ کے ترکِ (منصب) سے لے کر کمالِ حقیقی پر فائز ہونے تک ظہور میں آئے، آپ کے مجاہدات، حیلے (برای ترک منصب) اور دیگر معاملات و منازلات کا بیان۔

فصل چہارم: آپ کی سوانح کے عظیم وقائع اور عمومی حالات جو آپ کے مرتبہ کمال پر پہنچنے سے لے کر آخری سال تک احوال کو محیط ہیں۔

## فصل اول

آپ کے عالی نسب کا مختصر بیان اور آپ کے والد بزرگوار کے کچھ احوال۔

پوشیدہ نہ رہے کہ آپ کا نسب شریف ایک طرف سے تو خیر التابعین امام المسلمین مرجع الاولیاء راس ورئیس مشائخ آدم صوفیہ ابو السلاسل ابوسعید حسن بن ابی الحسن بصری علیہ الرحمۃ پر منتہی ہوتا ہے اور دوسری طرف سے اعظم مفسرین اعلم علماء وقت امام زاہدی سے ملتا ہے، امام حسن بصری رحمۃ اللہ سبحانہ کی روحانیت اور مخصوص کیفیت آپ کے آبا و اجداد اور امہات میں ودیعت کی گئی تھی۔

اس آخری زمانہ میں آپ کا وجود مبارک اس خاندان میں ظہور پذیر ہوا، اس

Marfat.com

بزرگ امت کے اول وآخر امام حسن بصری کی روحانیت کے آثار تمام اقوام کے لئے مسلم اور اللہ ورسول کی رضا کے مطابق ہیں اور مستند بھی، اس عظیم الشان ملت کے خاتمہ اور آغاز کو ایک کامل نظم میں پرو دیا اگرچہ احکام معاش اور امور آخرت میں آپ کی رائے محکم اور تدبیر صحیح سب کو قبول ہوتی تھی اور امام حسن بصری سے اتصال کے باعث آپ میں نبوت کی برکت اور خاندانی (عظمت) کا اثر موجود تھا، اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ امام حسن بصری تمام تابعین میں پرورش خاص (اعظم) کی سعادت رکھتے ہیں کہ وہ امہات المومنین میں سے ام سلمۃ بنت ابی امیۃ المخز ومیۃ رضی اللہ عنہا سے مشرف ہوئے تھے اور ان کی صحبت میسر آئی تھی امام بصری شیر خوارگی کی عمر میں جب روتے تھے اور اس وقت ان کی والدہ موجود نہیں ہوتی تھیں تو حضرت ام المومنین ام سلمۃ ان کو اپنی گود میں لے لیتی تھیں اور اپنا پستانِ مبارک ان کے منہ کے قریب کرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کا پستانِ شریف دودھ سے بھر جاتا تھا اور امام حسن بصری اس دودھ کو جو دراصل نور وبرکت دارین تھا سے اپنا پیٹ بھر کر حضرت ام المومنین کے پاس ہی سو جاتے تھے اور آپ اپنی حقیقی والدہ کو اپنی دایہ سمجھتے تھے، آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمۃ کو علم، تجربہ روزگار، وقت کے تقاضوں اور زمانہ کے مفاسد کو سمجھنے میں استثنا حاصل تھا، آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم بعض بڑے بڑے واقعات کے دوران آپ سے مشورت فرماتے اور ان کی رائے کے مطابق عمل فرماتے تھے، چنانچہ سیرت کی کتابوں سے اس امر کی تفصیل مل سکتی ہے، امام حسن بصری سے پہلے زمانہ میں جو عقل وہوشمندی کے کمال اور صوری ومعنوی دانش اس زمانہ میں آپ سے ظاہر ہوئی ہے وہ بے شک وشبہ اس مادر مسلمین کے دودھ کا نتیجہ ہے۔

یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ روی زمین پر سادات فاطمین کے بعد آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں خصوصاً اولاد امام حسن بصری میں آپ سب

Marfat.com

سے اکمل اولاد ثابت ہوئے۔

آپ کے اجداد کرام میں سے بہت سے اصحاب علوم ضروریاتِ دین سے فراغت کے بعد اپنے اوقات کی تعمیر، عبادات اور طاعات میں مصروف رہتے اور ایک جماعت اکابر بادشاہوں کی ہم نشین رہی، انہوں نے دولتِ ظاہری کے لباس میں آخروی سعادتیں بھی حاصل کیں۔

سلاطین طبقہ صاحبِ قرانی اس خاندان عالی شان کی طرف کامل توجہات اور التفات موثر رکھتے تھے چنانچہ خواجہ مبارک شاہ جو اس خاندان کے ایک بزرگ تھے کے نام صاحبِ قراں امیر (تیمور) کا ایک فرمان اس کا بین ثبوت ہے۔

آپ کے والدِ بزرگوار یعنی تذکرۃ المتقدمین، تبصرۃ المتاخرین، عنصر المعالی، ذوالریاستین، کمال الملت والدولۃ والدنیا والدین حضرت خواجہ نظام الدین احمد بن علی ملقب بہ علامۃ الزمان حضرت نواب غازی خان علیہ الرحمۃ والغفر ان نے اپنی زندگی کے ابتدائی سات سال اپنے علاقہ جرم جو کہ بدخشان کے مضافات میں آپ کا (جدی) مسکن ہے اپنے والدین کریمین کے زیر سایہ بسر کئے اور وہاں صرف ونحو کے بعض مختصرات اور منطق بھی اپنے اسی مولد میں رہ کر پڑھے اور پھر طلب علم اور کسب کمال کا ارادہ کر کے وہاں سے نکلے کچھ عرصہ طالقان میں رہ کر اور مولانا محمود سرخ کے شاگردِ اکبر مولانا مزید (فرید) ورجی اور سید جمیل بلخی کی خدمت میں چند کتابیں پڑھیں، وہاں سے سمرقند کی طرف چلے گئے جہاں عرصہ دراز تک رہ کر علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کر کے واپس اپنے وطن تشریف لائے جہاں بدخشان کے بعض علماء مثلاً قاضی امین اللہ اشکمشی کے ساتھ فاتحانہ مباحثہ علمی ہوا۔

آپ نے جب دیکھا کہ بدخشان کے امراء اور اکابران کو یہاں روکنے (قیام کرنے) کے درپئے ہیں تو پھر تحصیل کا ارادہ کر کے براستہ کاشغر سمرقند کی طرف روانہ

Marfat.com

ہو گئے، اس طرح آپ اپنے وطن شریف سے تین مرتبہ سمرقند گئے اور اس شہر معظم میں تحصیل علم میں مشغول رہے جہاں آپ نے زیادہ تر مولانا فریدالدین سعید ترکستانی اور مولانا وحیدالدین احمد جندی کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا اور ان سے ان کے علمی فوائد حاصل کئے، کتب تفسیر و حدیث کی سند مولانا مصطفیٰ رومی سے لی اور جب تیسری مرتبہ آپ سمرقند گئے تو بلخ میں مولانا عبدالغفور لاری کے سب سے بڑے شاگرد مولانا کمال الدین ابوالخیر کی خدمت میں ہدایہء فقہ، حاشیہء مطالع، تفرید و شرح تفرید مولانا عبدالغفور (لاری) پڑھیں اور اپنے اساتذہ کی نظروں میں ہمیشہ معزز و محترم رہے اور ہر طرف سے اپنے حق میں بشارات سنیں، اسی طرح وسطی ایشیاء کے طلبہ کی طرح آپ نے اپنے پورے زمانہ طالب علمی میں کہیں سے بھی یومیہ اور وظیفہ قبول نہ کیا اور امراء کی صحبت سے ہمیشہ دامن بچائے رکھا، طبقہ امراء کی ملائم باتوں اور چرب زبانی سے ہرگز متاثر نہ ہوئے۔

الغرض تحصیل علم کے دوران آپ کمال، تجرد سے آراستہ رہے اسی زمانہ میں آپ نے کئی قسم کی ریاضات اور مجاہدات جو طریقت کے احکام کے مطابق تھے کئے آپ نے اپنا ایک لمحہ بھی غفلت اور بیکاری میں نہیں گذارا اسی دوران آپ درویشوں اور اہل اللہ کے ساتھ اعلاء وابستگی اور عقیدت کا مظاہرہ کرتے تھے، سمرقند کے درویش بھی آپ پر نظر عنایت اور توجہ فرماتے تھے چنانچہ یہ روایت کامل صحت کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اپنے ایک ایسے صاحب نسبت بزرگ کو جنہیں اپنے فرزند خواجہ ضیاء الدین یوسف کی تربیت کا کام سونپا تھا وہ ہمیشہ آپ (حضرت خان نواب غازی خان) کے حال پر متوجہ رہتے تھے اور ان کے احوال پر وہاں کے درویشوں کی مخصوص نظر عنایت رہتی تھی، ان توجہات کی برکت سے ان کا دل اہل علم سے مکمل طور پر سرد ہو گیا چنانچہ جب آپ تیسری دفعہ سمرقند گئے تو ایک عرصہ کے بعد

Marfat.com

اپنے ثقیل خول سے باہر نکلے اور اپنا دست مبارک حضرت مخدومی خوارزمی کے ہاتھ میں دیا اور آپ کے اکابر اصحاب میں شامل ہو گئے، پھر وہ آپ کے ساتھ بخارا تشریف لے گئے جہاں انہوں نے اپنے آپ کو باطن کی صفائی اور تزکیہ کے لئے پابند کر لیا، اس دوران ان کے خیالات میں پھر تبدیلی ہوئی اور وہ پھر سے افادہ و استفادۂ علمی کی طرف راغب ہو گئے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے ایک دوست اور ہم سبق مولانا رشید الدین حاجی میاں کالے جو اپنی ہدایت اور علمی ترقی محض آپ کی دوستی اور ہم سبقی خیال کرتے تھے اور ان کی جدائی میں انہوں نے بہت سی محرومیوں کا مشاہدہ (احساس) کیا تو انہوں نے آپ کو سلوک کی راہ حق سے ہٹا کر دوبارہ حصول علم کی طرف مائل کر لیا اور ان کے پیچھے بخارا کی طرف چل پڑے اور اس شہر مبارک میں جا پہنچے، جہاں انہوں نے چند دن بسر کیے، پھر ایک روز حضرت مخدومی کی خانقاہ سے مشائخ بخارا کی زیارت کا بہانہ بنا کر نکلے اور اس سیر کے دوران بخارا کے سب سے بڑے عالم مولانا کیبک کے مدرسہ میں آئے ان کے حوزۂ درس میں چند لمحے بیٹھے جونہی ان کے کان میں مقدمات علمی کی بحث پڑی تو ان کی رگ ملائی حرکت میں آگئی اور مناظرہ کرنے لگے ان کے مباحث درجہ عالی پر پہنچے اور اس محفل کے اصحاب پر اپنی اعلیٰ قابلیت کا اظہار کیا تو مولانا کیبک اپنی مسند سے اٹھے ان کی تعظیم و توقیر کے لئے بہت کوشش کی اور اس صحبت کے ختم ہونے پر مولانا رشید الدین حاجی کالے نے اپنے جادوئی انداز میں حصولِ علم کی ترغیب شروع کر دی اور ان کی توجہ پھر سے تعلیم و تعلم کی طرف پھیر دی تو آپ پھر سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک عرصہ تک اس مبارک شہر میں رہ کر آپ نے علمی فوائد اور دانائی (علوم عقلیہ) کا درس دیا، آخر ان کے دل میں حضرت مخدومی خوارزمی کی محبت کا پھر سے جاذبہ پیدا ہوا تو بخارا کی راہ لی۔

اس مرتبہ تو آپ کے فضل و کمال کا شہرہ ہر طرف پھیل چکا تھا، بخارا کا بادشاہ

Marfat.com

عبدالعزیز خان آپ سے ملاقات کا خواہش مند تھا اور ملاقات کے بعد اس نے اس بلدۂ مبارک میں ٹھہرانے کے لئے ناقابل انکار التماسات کرنے شروع کر دیئے اور آپ کے لئے اکابر و معزز علماء کو جو وظیفہ دیا جاتا ہے مقرر کر دیا جس پر آپ نے اس صادق الاخلاص پادشاہ کے اصرار شدید پر بخارا میں کچھ عرصہ کے لئے قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس عظیم شہر کے اکثر علماء مثلاً مولانا کبیک، مولانا ناصر، مولانا حسین ترکستانی اور شیخ موید وغیرہ سے مناظروں میں فتح حاصل کر لی جس سے وہاں کے عوام وخواص میں آپ سے حسد پیدا ہو گئی، اسی دوران آپ کے اہل دولت سے بے نیازی اور بخارا میں آپ کی عزت، جاہ وجلال اور بلند مرتبہ کے باوجود آپ میں پھر کامل تجرد کے آثار کا ظہور ہوا تو آپ سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے یہ آپ کا پانچویں مرتبہ سمرقند کی طرف رجوع تھا، اب کی بار آپ کی حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار کے مزار فائض الانوار پر شیراز کے ایک مشہور عالم مولانا علاء الدین محمد لاری سے ملاقات ہو گئی، تو آپ نے ان کی صحبت کو بہت ہی اچھا تصور کیا اور دونوں میں ایسا بھائی چارہ ہو گیا کہ آپ ان کے ساتھ اپنے وطن اصلی بدخشان آئے، اس مرتبہ بدخشاں کے حاکم میرزا سلیمان شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا ''حضرت'' کہا اور آپ پر انواع واقسام کی نوازشات اور شاہانہ اخلاص کا مظاہرہ کیا، اس طرح بادشاہ مذکور سے آپ کی کامل آشنائی ودوستی کا سامان مہیا ہو گیا۔

ان حالات میں مولانا علاء الدین محمد نے آپ سے کہا کہ آپ نے ممالک عراق، خراسان اور وسطی ایشیاء کے علماء میں رائج علوم وکمالات کی تحصیل سے فراغت حاصل کر لی ہے، اگر آپ کو علوم غریبہ اور فنون نادرہ کے حصول کا ذوق ہو تو بلاد مغرب کا سفر کریں، جس پر آپ نے مولانا کے ساتھ کئے گئے وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے اور تحصیل سے کمال عشق کی خاطر پھر سفر اختیار کر لیا اور بدخشان سے دیار مغرب کے سفر پر روانہ

Marfat.com

ہو گئے۔

جب آپ کابل پہنچے تو مخبروں اور وقائع نویسوں نے ان دونوں عزیزوں کی آمد کی خبر بادشاہ مکرم و خاقان معظم، رافع اعلام نصرت واقبال، صاحب المجد والفتوۃ والافضال سلطان رحیم، ملک کریم نصیر الدنیا والدین ابوالمغازی محمد ہمایوں پادشاہ انار اللہ برہانہ کو دی جس پر اس بادشاہ معظم نے سلطنت کے ایک بڑے امیر یعنی شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو ان دونوں کے پاس بھیجا اور اپنی محفل میں آنے کی التماس کی جس پر آپ نے اس کا سارا اختیار مولانا علاء الدین محمد کو دے دیا اور خود ان کی رضامندی کے تابع ہو گئے مولانا نے شہاب الدین احمد خان کو ناقابل قبول عذر اور درشت کلمات سے جواب دیا جس سے بادشاہ رنجید ہوا، بادشاہ نے مولانا کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اگر مولانا نہیں آتے تو انہیں اختیار ہے لیکن بدخشان کے قاضی زادہ (نواب غازی خان) سے کہو کہ ہم سے ملاقات کریں جس پر آپ ناچار بادشاہ کے پاس چلے گئے، اس وقت وہ بادشاہ کریم کابل شہر کے باغ میں جلوہ افروز تھا آپ اس کے خیموں کے قریب عزت واحترام سے پہنچے، بادشاہ کے حکم عالی کے مطابق آپ کو صدر الاہالی کا منصب دیا گیا۔

اس بادشاہ کریم کے ہاں تین قسم کے صدر ہوتے تھے، اول صدر العلماء، جو اکابر علماء کی صدارت کرتا تھا، دوم صدر الاہالی جو اس طبقہ عظمیٰ کے اواسط سے تعلق رکھتا تھا اور کورنش بجالانے کا وسیلہ تھا، سوم صدر الافاضل ہوتا تھا جو ارباب شعر وانشاء اور تمام فضائل رکھنے والوں کو بادشاہ کے سامنے لاتا تھا جب آپ کی نظر عہدہ صدر الاہالی پر پڑی تو آپ کو اس کا قدرے ملال ہوا لیکن بادشاہ کے حکم سے گریز کرنا ناممکن تھا، جب آپ بادشاہ کے حضور آئے جونہی بادشاہ معظم کی آپ پر نظر پڑی تو فرمایا نہیں نہیں انہیں تو صدر العلماء بنا کر میرے حضور لایا جائے، پھر اس بادشاہ کریم نے مزاج اور احوا

Marfat.com

پرسی کے بعد انواع واقسام کی مہربانیاں کیں اور پھر مصاحبت محفل خاص میں آنے کے لئے کہا اور اسی پہلی مجلس میں ہی گھوڑا سروپا چہ اور ایک ہزار شاہ رخی عنایت فرمائی، پھر روز بروز آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہونے لگا اور ہر علمی مذاکرہ کی مجلس میں آپ کی ذہانت، حاضر جوابی، حسن تقریر اور آپ کی روانی کلام پر بادشاہ فریفتہ ہوتا گیا۔

انہی دنوں کہ کتاب مراصد ہمایونیہ جو آپ نے اس بادشاہ معظم کے نام معنون کی تھی کے بعض مباحث پر بھی گفتگو ہوئی اور لشکر کے سب سے بڑے عالم جناب مولانا شیخ حسین بغدادی کے ساتھ کئی مناظرے بھی ہوئے جس میں سے اکثر میں جناب مولانا نے انصاف سے کام لیتے ہوئے آپ کے قول کو تسلیم کیا۔

الغرض اس طرح کچھ عرصہ آپ نے اس بادشاہ کریم کی خدمت میں بسر کیا، بادشاہ اب چاہتا تھا کہ بعض خفیہ امور ملکی کسی ایک محرم کے ذریعہ ملک بدخشان کے ''مرزیان'' (حاکمان) میرزا اسلیمان اور میرزا ابراہیم کو بھیجے، تو اس نے کافی غور وخوص کے بعد آپ کو بدخشان بھیجا، میرزا اسلیمان اور میرزا ابراہیم نے آپ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ جانتے ہوئے آپ کو ہندوستان جانے نہ دیا بلکہ احکام شاہی کا جواب دینے کے لئے علی خان بدخشی کو بھیج دیا اور آپ کو بدخشان ہی میں روک لیا اور ملک کے نظام کا نظم وضبط، اصلاحات اور فلاح کے امور آپ کے حوالہ کر دیئے، آپ کو ''اعلم خاقان'' کا خطاب دیا گیا، پھر آپ کو عرصہ دراز تک دارالملک بدخشان میں رکھا گیا، جہاں آپ نے عدل وانصاف کے قوانین جاری کرنے میں بہت کوشش کی۔

حضرت ہمایوں بادشاہ انار اللہ برہانہ نے ان دنوں یعنی آپ کی مفارقت میں میرزا اسلیمان اور میرزا ابراہیم کو جو فرامین بھیجے ان کے حاشیہ پر اپنے دست خاص سے آپ کے لئے دعائیہ جملے لکھے، اس طرح کچھ عرصہ گذر گیا تو اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہوا کہ آپ پھر ہندوستان کی طرف قدم رنجہ فرمائیں، آپ بدخشان کے قیام سے دل برداشتہ

Marfat.com

ہو گئے اور ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔

اس امر کی وضاحت اس طرح کی جائے گی کہ آپ سلسلہ کبرویہ کے ساتھ اپنی ارادت واخلاص پختہ کر چکے تھے، آپ کے قیام بدخشان کے دوران اس سلسلہ کے مشائخ کے ساتھ آپ کے مراسم استوار ہو گئے تھے اور حضرت قدوۃ العرفا شیخ الشیوخ وقت شیخ خلیل اللہ (بدخشی) کے ساتھ عقیدت کمال درجہ کو پہنچ گئی تھی، بدقسمتی سے ان دنوں بدخشان کے عاقبت نااندیش امراء حضرت شیخ سے بدگمان ہو کر بدگوئی کرنے لگے تو آپ بدخشان کی سکونت ترک کر کے وسطی ایشیا کی طرف روانہ ہو گئے جس پر آپ کو بھی اہل بدخشاں کی اس ناپسندیدہ حرکت سے دکھ پہنچا تو آپ نے میرزا سلیمان سے انتہائی اصرار کر کے سفر حجاز کی اجازت لی اور ہندوستان کے لئے چل پڑے (راستے میں) میرزا حکیم علیہ الرحمۃ والغفران کے التماس پر کچھ عرصہ کابل میں قیام کیا، اس دوران میرزا نے آپ سے کچھ اسباق بھی پڑھے اور خدمت ودل جوئی بھی کی۔

جب آپ کے کابل پہنچنے کی خبر سلطان رفیع الشان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ کو ملی تو اس نے متعدد فرامین لکھ کر آپ کو بلایا اور آپ کی حاضری کے لئے کئی قسم کی تاکیدات کیں، مجبوراً میرزا حکیم نے آپ کو جانے کی اجازت دے دی چنانچہ آپ ۹۸۱ھ کو کامل عزت واحترام کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے بادشاہ پٹنہ اور حاجی پور کی مہمات کے بعد اودھ پہنچا تھا، آپ سے ملاقات ہوئی، بادشاہ آپ سے کامل خوشی کے ساتھ ملا اور آپ پر انواع واقسام کی شاہانہ نوازشات کیں، اس کے بعد آپ نے ہندوستان میں قیام اور اس بادشاہ عالی جاہ کی ملازمت کا پختہ ارادہ کر لیا، اس طرح روز بروز حضرت بادشاہ کی طرف سے آپ کی شان میں اضافہ ہوتا رہا، آپ بڑے مناصب اور عظیم خدمات پر مامور کئے گئے، اس منصب کی مناسبت سے اس کے مراسم ولوازم کی حتی الامکان رعایت کی گئی اور آپ بادشاہ کی عنایات سے نوازے جاتے

Marfat.com

رہے، کچھ عرصہ کے لئے آپ کے پاس شاہی مہر کا آخری اختیار بھی رہا کہ جب کسی فیصلہ پر تمام ارکان سلطنت اپنی مہریں ثبت کر دیتے تو اس وقت آپ مہر لگاتے تھے، پھر ایک مدت تک آپ بادشاہ کی محفل میں صاحبِ مشورت اور مجلس کے رکن اعظم بھی رہے، بعض اوقات آپ تمام امراء کے لشکر کے امیر بھی رہے جو دشمنوں اور باغیوں کے خلاف بھیجے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ شجاعت اور بہادری کی بھی شرط ہوتی تھی، اگرچہ آپ کی ہمت سے کفار کا رئیس رانا (کیکا) کا خاتمہ بھی ہوا۔

اسی طرح معصوم خان کابلی، بہار کے افغانوں، فتنۂ عرب بہادر، بہادر خان بن سعید خان بدخشی کے فساد کا ولایت ترہٹ سے آپ اور آپ کے خادموں کی مہمات سے فرو ہوا، ان واقعات کی تفصیل اکبر نامہ میں درج ہیں۔

حضرت عرش آستانی (اکبر بادشاہ) آپ کے ساتھ ہمیشہ اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آتے تھے، اس قسم کی پسندیدہ خدمات کے ظہور کے بعد آپ بادشاہ کے پاس جاتے تو بہت خوشی کا اظہار کرتا، ایک ملاقات کے دوران آپ کے دیدار کی خوشی میں کہا کہ آج غازی خان سے ملاقات کے بعد جی چاہتا ہے کہ جشن مناؤں اس نے نقاہ طلب کیا تو اپنے ہاتھ سے اسے بجایا اور خوشی کا اظہار کیا، آخر میں ان خدمات کے صلہ میں اس نے آپ کی مہر میں غازی خان کے ساتھ لفظ میر کا اضافہ کیا اور یہ بھی اختیار دے دیا گیا کہ تخت شاہی کے قریب جس طرح چاہئے عمل کریں، اس میں بیٹھنا، تکیہ لگانا اور کھڑے ہونے کے اختیارات شامل تھے۔

ایک مرتبہ بادشاہ کے حضور اسی قسم کا معاملہ ہوا تو فرمایا کہ آپ کے ساتھ میری کہاں ملاقات ہوئی تھی؟ آپ نے جواب دیا بلدۂ اودھ میں، جس پر بادشاہ نے کہا کہ پس سرکار اودھ تمہاری جاگیر مقرر فرما دی ہے، اب تم اس صوبہ میں جاؤ اور فراغت کی زندگی بسر کرو، جس پر آپ وہاں سے رخصت ہو گئے اور اودھ تشریف لے آئے، پھر

Marfat.com

آپ اس مبارک شہر میں ایک عرصہ تک رفاہ عامہ، آرام، علمی فوائد کی اشاعت اور رعایا کے ساتھ عدل واحسان کے ساتھ گذر بسر کرتے رہے۔

آپ سانس کے عارضہ میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے اور اسی شہر میں دفن کئے گئے، یہاں تک کہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے آپ کی نعش شریف دہلی منگوائی اور حضرت خواجہ قدس سرہ الاقدس کے مزار کے جوار میں دفن کی، اللہ پاک ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے، ان دنوں (۱۰۴۴ھ) ان کا مرقد منوران کے دیگر اقربا، ازواج اور فرزندوں کی قبور بھی حضرت خواجہ بیرنگ اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ معین وظاہر ہیں۔

اس فقیر یعنی راقم الحروف کو حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی زبان مبارک سے متعدد مرتبہ یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے والد بزرگوار امارت کے گرداب میں گرفتاری کے باوجود علمی افادہ اور باطنی شغل کا کوئی موقع ہاتھ جانے نہیں دیتے تھے اسی طرح جیسے کہ طالب علمی کے زمانہ میں اور پھر حضرت مخدومی (خلیل اللہ بدخشی) کی صحبت میں کئی طرح کے حسنات وخصائص سے آراستہ کرلیا تھا، ایسے ہی آپ کے ایام امارت ومنصب داری کے دوران بھی آپ کے اوقات معمور تھے اور دنیا داری واہل دنیا کی آپ کو کوئی خبر نہ ہوتی تھی، جاگیر اور دفاتر کارخانہ کے جمع وخرچ کے حساب کے کاغذات کبھی آپ کے ہاتھ میں نہیں دیکھے اور نہ ہی آپ کی مجلس میں ان امور کے بارے میں باتیں ہوتی تھیں، سونے کے بستر، مسند دیوان، پالکی کی سواری اور دربار میں بھی آپ کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے اور ہمیشہ چند قابل طلبہ کو درس بھی دیتے رہتے تھے اور آپ اپنے والد گرامی کی درویشی کے بارے میں فرماتے تھے کہ سلسلہ کبرویہ کے جو وظائف اور اوراد کی آپ کو اجازت تھی ہرگز اسے ترک نہیں کرتے تھے۔ ہر روز ایک ایسا وقت مقرر تھا جب آپ کے چہرے مبارک پر حسرت کے آنسو ٹپکا

Marfat.com

کرتے تھے اور آپ زار و قطار روتے تھے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ مجھے سلسلہ کبرویہ کا ورد میرے والد کے سوا کسی سے سننے کا اتفاق نہیں ہوا، آپ فرماتے تھے کہ میرے والد سپاہگری کے اطوار میں سے صرف دو امور کا خیال رکھتے تھے ایک یہ کہ جب بادشاہ کو سلام کرنے جاتے تو شاہی مجالس کے آداب یعنی حرکت، سکوت اور گفتگو کا خیال رکھیں اور صرف بقدر ضرورت اس کی رعایت کریں دوسرے یہ کہ جنگ وجدل کے معرکہ میں بھی سرداری کے ضوابط کا خیال کرتے ہوئے اس خدمت سے بطریق احسن عہدہ برآ ہوں، بس ان دو مصلحتوں کے دنیا کی کسی دوسری چیز کا خیال نہ کرتے تھے، خانہ داری کے معاملات میں اپنی ازواج اور اولاد کے احوال کا پوری طرح حق ادا کرتے تھے کہ پندرہ سولہ سال کے ایک بچہ کو اپنے اہل خانہ میں شامل کر لیتے تو اس بچہ کو اپنی سرکار میں جب لے آتے تو اس کے اہل خانہ کی کفالت بھی کرتے تھے۔

اس فقیر راقم حروف کو آپ کی بے نظیر صحبت اور مفید باتیں جن کا تعلق حضرت خان (نواب غازی خان) کی حمیت وحمایت دین کے لئے مقابلہ اور صدمات بادشاہ (اکبر) اور اس کے مصاحبوں کی طرف سے سہنے پڑے اگر وہ سب لکھے جائیں تو اس رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اس وقت اسلام کے حامیوں اور اس ملتِ خیرالانام کے خیر خواہوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی کامل اور مفید نہیں تھا۔

یہ ہیں آپ کے والد بزرگوار کے مختصر احوال، اب یہ مسکین آپ کی عمر شریف کے وہ احوال وکوائف تحریر کرتا ہے جو اسے معلوم ہو سکے ہیں اور اختصار کے ساتھ ان فصول میں شامل کئے جا رہے ہیں......

Marfat.com

## فصل دوم

### آپ کی جوانی سے لے کر ترک وتجرید کے ایام تک کے مختصر احوال

آپ کے دیدار مبارک سے محروم اس بندہ کو یاد ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کی رحلت کے بعد حضرت عرش آستانی (اکبر بادشاہ) کا فرمان عالی آپ کی طلبی کے سلسلہ میں آیا تو آپ اپنے خانوادہ کی تمام خواتین پاک نہاد اور سارے متعلقین سمیت بلدۂ مبارکہ اودھ سے دارالسلطنت پہنچے اور سلطنت کے مخصوص مقربین میں شامل ہو گئے، اس زیرک بادشاہ نے آپ کی جبین سے آپ کی اعلیٰ استعداد کا مشاہدہ کر کے آپ کو ان چغتائی امراء زادوں میں شامل کر لیا جو بادشاہ کے نزدیک ترقی کرنے والے تھے، ان میں میرزا برخوردار جسے بعد میں ''خان عالم'' کا خطاب ملا تھا اور میرزا اسعد اللہ بن سعید خان اور میرزا شمس الدین بن خان اعظم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے ترقی کے مدارج اپنی خدمت کے مطابق ان امراء زادوں کی طرح طے کرنا شروع کر دیئے، امیری اور سپاہ داری کی صفات آپ نے اپنے ہم عمروں کی طرح پیدا کر لیں، جب اس طرح آپ کو ایک مدت ہوگئی تو حضرت عرش آستانی نے اہل زمانہ کی رائے کے موافق ان چغتائی امراء زادوں کو جو آباواجداد سے اس سلطنت عظیم کا جزء غیر منقسم تصور کئے جاتے تھے کو اپنے عالی نژاد شہزادوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک جماعت حضرت شہزادۂ پسندیدہ خصال میرزا محمد مراد سلطان علیہ الرحمۃ والغفر ان کے حوالہ کی جس کے رئیس آپ قرار پائے اور تمام امراء زادوں کو یہ حکم صادر ہوا کہ سب شہزادے اور ان سے وابستہ امراء آپ کی مصاحبت اختیار کریں اور جس طرح میری سلطنت سے موافقت کئے ہوئے ہیں اسی طرح بادشاہ زادوں کے ساتھ وفاداری اور تعریف وتوصیف کا سلسلہ جاری رکھیں، اس طرح آپ سلطنت سے وابستہ

Marfat.com

رہے اور بزم ورزم کے تمام قواعد وضوابط پر حسب سابق اس طرح قائم رہے، اب حضرت عرش آستانی کی عنایت ولطف روز بروز آپ پر زیادہ ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ بادشاہ کے حکم عالی کے مطابق آپ کو اسپہبد اسپہبدان معارک، عضد الممالک، محک رجال، مفتاح الاشکال، سعیدفی اصحاب ملل، رشیدفی ارباب دول، خان اکمل فخم اعظم، میرزا عبدالرحیم ابن میرزا بیرم مشہور بہ خانِ خانان بن خانِ خانان ادام اللہ سبحانہ ذکرہ کے ساتھ ٹھٹھہ کی مہم پر نامزد کیا گیا اور اس دیار میں آپ اس معرکہ میں قابل ترین اہل رائے، صلح کے لئے جماعت مشورت اور یہ مہم اس وقت پورے زوروں پر تھی اور انجام کو پہنچنے کے قریب تھی کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ کا پرتو پڑا جس کا سبب (اس کتاب) کی فصل سوم میں بیان کیا جائے گا اور آپ نے اہل دنیا سے خلاصی حاصل کرلی، جس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

اس مسکین نے آپ کی زبان شریف سے آپ کی دولت مندی ظاہری کے جو چند اطوار وواقعات سنے ہیں وہ اس فصل میں لکھے جارہے ہیں۔

فرماتے تھے کہ جب ہمارے والد بزرگوار نے اس دنیا سے رحلت کی تو کثیر تعداد میں ہفت ہزاریوں کی طرح متعلقین اور نوکر جو میرے والد نے چھوڑے تھے مجھے ملے، مجھے قانون شاہی کے مطابق جو میرے ہم عمروں کو منصب اور جاگیر ملتی ہے ملی بلکہ ان سے قدرے زیادہ ہی ملی، جب میں نے دیکھا کہ وہ جاگیر میرے متعلقین کے لئے کافی نہیں ہے تو میں نے اپنے قدیم خادموں کو رخصت کردیا اور جاگیر کے مطابق ملازمین کو رکھالیا، جس کی مجھ میں ہمت اور رضا نہیں تھی جس پر میں حیرت زدہ اور پریشان ہوا، بالآخر حضرت حق جل وعلا نے میرے دل میں عجیب روش القا فرمائی، جب میں نے اس پر عمل کیا تو تمام تنگیاں (غربت) آسانیوں میں بدل گئیں اور اس عجیب روش میں عورتوں، سپاہیوں اور اپنے والد کے ملازمین کی اولاد اپنے والدین،

Marfat.com

بہنوں اور اپنی بیویوں کی ان کی ضرورت کے وقت ان کی امداد دینا، ان کے بچوں کی ولادت، شادی ان کی تمام رسوم اور ان کی دعوتوں وغیرہ کے مواقع پر، اسی طرح ان کی بیماری کے ایام، موت اور ان کے کفن دفن کے معاملات میں ان کے ساتھ اس طرح کا ارتباد ہو گیا اور میرے گھر میں ایسے حالات ہو گئے کہ میں ان سے جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، شادی کے بعد ایک سو بیس روپیہ ماہانہ پر دوسرے امراء کے ہاں ملازمت بھی کر لی، اس تدبیر کی برکت سے میں صرف پینتالیس روپے ماہانہ پر قناعت کرنے لگا، اسی موقع کے لئے یہ شعر کہا گیا ہے۔

مرد اگر شیر است و راز شیر پیش　　　هست در فرمان اسیر زال خویش

وہ کمال درجہ کا ملاپ اور اختلاط جوان لوگوں کی خواتین اور میرے اہل خانہ کے مابین پیدا ہوا تھا اور جس پر میرا کوئی اختیار نہیں تھا چنانچہ جو کچھ کم وبیش وہ مجھ سے لیتے تھے، اس پر خوش تھے، پس اس معاملہ کی برکت سے ملازمین کی کثرت جو اس کم درجہ کے منصب اور میری جاگیر جو میرے پاس تھی دوسرے امراء جو جاگیردار تھے انہیں یہ (اطمینان) میسر نہیں تھا۔

اسی طرح سیاست، اہل لشکر کی اصلاح اور فوج کی کثرت، پھر جب کبھی مجھے خدمات کے لئے کسی دور دراز علاقہ میں متعین کیا جاتا تو لشکر میں شامل بعض امراء اور میرے ہم وطن یعنی اہل بدخشاں جو شاہی منصب دار بھی ہوتے تھے وہ میرے ہی لشکر کے ساتھیوں کے ساتھ زیادتی کرتے تھے تو جب ان کا معاملہ میرے حضور پیش کیا جاتا تو میں یہ کام اپنے کسی حاضر خدمت ملازم کے سپرد کر دیتا، دوسرے روز جب دیوان خانہ میں اس بدخشی دوست کو حاضر کیا جاتا تو میں اس بدخشی سے بالکل تعرض ہی نہ کرتا تھا لیکن اس نے جس پر زیادتی کی ہوتی تھی اسے طلب کر کے اسے کچھ خرچ کے لئے دیے دیتا تھا اور اس کے جرم کی سزا معاف کرنے کے لئے معافی کا طالب ہوتا تھا تاکہ وہ مجھ

Marfat.com

سے ناخوش نہ رہے اور میں اس کے سامنے سر نہیں اٹھاتا تھا اور وہ دوست اس معاملہ سے اس قدر شرمند ہوتا تھا کہ میرے سامنے بھی نہیں آتا تھا وہ لشکر کے ہجوم میں پوشیدہ طور پر مجھے سلام کر کے رخصت ہو جاتا تھا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں اور میرے بھائی خواجہ علاء الدین حسن علیہ الرحمہ اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں ناز و نعمت میں پل کر بڑے ہوئے تھے، خیال کرتے تھے کہ ہماری معیشت کی ضروریات میں سے دو عراقی گھوڑے، دو تو پچاق گھوڑے، دو راہوار (تیز رو) گھوڑے اور روزمرہ کے لئے اٹھارہ رقاب کھانا، دو ملازم وقت بے وقت ضرورت کیلئے، پندرہ ملازم سفر کے لئے، اسی طرح پچیس تیس اشرفیاں روزانہ خدام کو انعام و بخشش کے طور پر درکار ہیں یہ وہ چند اشیاء ہیں کہ جن کو حاصل کرنے کی ہم نے کوشش نہیں کی اسی طرح عیش اور نامعقول عادات، شان و شوکت اور نفیس لباس کی بھی خواہش نہیں کی۔

آخر کار اہل لشکر کی احوال پرسی اور اپنے والد بزرگوار کے متعلقین کی ذمہ داری مجھ پر آن پڑی تو جہاں تک میں حاضر رہا میں نے دیکھا کہ وہ چند اشیاء میرے ساتھیوں کے لئے نہایت ضروری تھیں اور یہ سب کچھ کوشش اور توجہ کے بغیر میسر نہیں آتیں۔

اس طرح مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی اور دنیا سے میری لاتعلقی کے اسباب میں سے ایک یہ سبب بھی بنا اور میرا بھائی خواجہ علاء الدین حسن اس حالت مخمصہ اور حساب، صرفہ و نقد و زر کے گرداب میں گرفتار رہا، اللہ تعالیٰ کی اس پر حمد اور اس کا احسان ہے، وہ صلاح و سعادت سے محروم نہ ہوا اور حضرت خواجہ کے دارِ محبت صادق سے بھی بہرہ ور رہا۔

Marfat.com

# فصل سوم

وہ بڑے بڑے امور وواقعات جن کا تعلق آپ کے ابتدائی ترکِ دنیا (ملازمت) سے لے کر کمالِ حقیقی سے واصل ہونے تک آپ کے مجاہدات، عذر، معاملات اور اختلافات کا بیان۔

اس مسکین کے دوستوں اور آپ کے عقیدت مندوں ومخلصین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر اہل اللہ کے فرزندوں میں والدہ کے اقرباء کے خصال پیدا ہوئے ہیں چنانچہ حضرت غوث الثقلین، حضرت خواجہ احرار اور ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس اللہ اسرارہم کے احوال اس قول کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

آپ کی والدہ کے خانوادہ کے بزرگ نسلاً بعد نسل زہد، عبادت اور صلاح سے آراستہ تھے، چنانچہ کم سنی سے ہی آپ کو فقر، درویشی، تجرد کی نیت اور گوشہ نشینی سے تعلق خاطر تھا، اس کا دوسرا قومی سبب یہ بھی ہے کہ آپ کو برکات انتظام کمالات ارتسام حاجی رمزی علیہ الرحمہ سے تلمذ تھا اور ان کی صحبت میسر تھی موصوف آپ کو تعلیم سبق دینے کے لئے مقرر کئے گئے تھے، حضرت حاجی مذکور ''صاحب مصافحہ نبوی'' ہیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھے جن کی جبلت میں ''خیر وصلاح'' ودیت کی گئی تھی۔

مختصر یہ کہ حضرت حق جل وعلا کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی اس لئے آپ کو بچپن میں ہی ان کی صحبت شریف کا شرف حاصل ہوگیا تھا، اس پر آپ کی حسن فطرت، اعلیٰ استعداد جو آپ کو اپنے والدین کریمین سے وراثتاً ملی تھی وہ حضرت حاجی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں پروان چڑھی تھی اس میں روز بروز درویشی اور درویشوں کی محبت آپ کے ضمیر پاک میں نشو ونما پاتی رہی، چنانچہ آپ کے والد بزرگوار کے حین حیات جب کہ آپ ناز ونعمت اور امیر زادگی کی نخوت اور جلال پل رہے تھے تو آپ اپنے ہم سال

Marfat.com

دوستوں میں سادہ لباس اور شرعی پہناوے کی وجہ سے ممتاز تھے چنانچہ آپ اس مسکین سے فرماتے تھے کہ امیرزادگی کے دنوں میں صرف دو عادتوں میں مبتلا تھا ایک فضلاء وظرفاء کی مجلس منعقد کرتا تھا اور دوسرے سیر وشکار کا شوقین تھا، ان دو چیزوں کے سوا میرے دل میں کسی خواہش نے جنم نہیں لیا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب آپ فقراء کی محبت کے اسیر اور بہار شہر میں تشریف رکھتے تھے تو آپ نے فقراء کے لئے ایک الگ محلّہ آباد کر کے اس کا نام فقرپورہ رکھا اور وہاں اس طائفہ کی کثیر تعداد کو جگہ دی اور ان کے ساتھ نشست و برخاست میں زیادہ وقت صرف ہونے لگا، وہ علاقہ اب تک آباد ہے۔

اگرچہ بظاہر آپ کا شمار زمرۂ امراء میں ہوتا تھا لیکن باطن میں آپ فقرا کی محبت سے لبریز اور اہل دنیا سے متنفر رہے اور اس دوران آپ فن سلوک وطریقت کی معتبر کتب کے مطالعہ میں مصروف رہے اس دوران آپ میں ترک وتجرید کا ''داعیہ'' پرورش پاتا رہا یہاں تک کہ سنہ ۹۹۷ھ میں آپ کو ٹھٹھہ کی مہم سر کرنے کے لئے نواب خانِ خاناں کے ساتھ نامزد کیا گیا، اس سفر کے دوران اس داعیہ (جاذبہ ءالٰہی) نے قوت پیدا کرلی، اور آپ کا دل دنیا ومافیہا سے ''سرد'' ہوگیا، اب آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی ''حیلہ و بہانہ'' سے جو بھی ممکن ہو طبقہء امراء سے خلاصی حاصل کروں۔

آپ فرماتے تھے کہ اکبر بادشاہ مجھ جیسے چغتائی امراءزادوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح سمجھتا تھا اور کوئی شخص اپنے ہاتھوں کی انگلیاں خود کاٹنا نہیں چاہتا اور مجھ جیسے کی جدائی کی کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہوسکتی تھی پس آپ نے بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد اپنی خلاصی کا یہ طریقہ اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا کہ خود کو جنون زدہ قرار دے کر اپنی گفتا، وضع، چال، ڈھال اور نشست و برخاست کو سودائیوں کی وضع جیسا بنالوں۔

آخر آپ نے ایسا ہی کیا اور نماز و دعا استخارہ کو وسیلہ بنا کر اہل جنوں کی وضع

Marfat.com

اختیار کر لی، اپنی حرکات وسکنات کو ارباب جنوں کی طرز پر ڈھال لیا، اس مسکین (مولف) سے فرماتے تھے کہ ان ایام میں مجھے جس قدر محنت اور سختی برداشت کرنی پڑی کبھی اس سے پہلے ایسا نہ کرنا پڑا تھا اور خود کو جبراً اور پرزور طریقہ سے اہل جنوں سے مشابہت دیتا رہا، اس دوران میں کامل طور پر عقل میرا ساتھ نہیں دیتی تھی اور میں ہمیشہ یہ خیال رکھتا تھا کہ مجھ سے کسی قسم کا کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے میرے عقل مند ہونے کا شبہ ہو، یہ واردات (جنون) پوری کوشش کے ساتھ مجھ پر طاری ہوتی تھی۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگرچہ خانِ خانان میرے ضمیر میں جو کچھ تھا اس سے واقف تھا لیکن جب اس نے سنا کہ میں نے از خود یہ وضع (سودائیان) اختیار کی ہے تو وہ سخت تعجب کا اظہار کرتا تھا، کیوں کہ وہ اکثر ملاقاتوں میں مجھ سے رائے طلب کرتا اور مشورہ کر کے راہنمائی لیتا تھا اور اسے میری عقل اور دانائی پر کامل اعتماد تھا، پس وہ اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا اور ان میں سے اس نے ایک سے کہا کہ اسے ہمارے پاس لاؤ کہ میں یہ دیکھوں کہ وہ جنون کا کہاں تک پاس کر سکتا ہے، اس پر وہ اپنے سارے ساتھیوں سمیت مجھے لینے کے لئے آیا اور میں بازار میں بڑے عجیب لباس میں تھا، مجھے خانِ خانان کے پاس لے جایا گیا، اس پر میں خانِ خانان کی ''فطانت'' سے پریشان ہوا تھا اور میں نے اس کے ساتھ گفتگو کے دوران کوشش کی کہ سودائیوں جیسی بات چیت کروں لیکن مجھ سے ایسا نہ ہو سکا، صرف یہ کہ ایک بات میں بصد دقت اپنی زبان پر لا سکا اور جو کچھ کہ میں کہہ سکا وہ بے معنی بات تھی، جس پر خانِ خانان نے مسکرا کر لوگوں کے سامنے میرے جنون کا اعتراف کر لیا۔

اگرچہ آپ نے اپنے ایک محرم خاص کو خانِ خانان علیہ الرحمہ کے پاس بھیج کر استدعا کی تھی کہ میرے جنون کی بادشاہ کو اطلاع کر دیں، پہلے تو خانِ خانان نے اسے قبول نہ کیا، پھر آپ کے زور دینے پر اس نے بادشاہ کو عرض داشت بھیج دی۔

Marfat.com

اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ نے آپ کے احوال کی تحقیق کے لئے نواب شیخ ابوالفضل کو مقرر کیا جو سلطنت کے مقرب ترین افراد میں سے تھا اور آپ سے قرابت (برادر نسبتی) رکھتا تھا، شیخ ابوالفضل نے آپ کو اپنے پاس بلایا، لطف وعنایت اور سختی سے سمجھایا اور چاہا کہ ترک وتجرید کا جو جذبہ آپ میں پیدا ہوا ہے اس سے الگ ہو جائیں لیکن اس کی خواہش پوری نہ ہوئی، آخر آپ کی طلب کے صدق کی برکت اور عزیمت کامل کے باعث اس نے آپ کے جنون اور سودائی پن کے معاملات بادشاہ تک پہنچا دیئے، تو آپ سے ہاتھ کھینچ لیا گیا (آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا گیا) جس پر آپ نے شکر الٰہی کے طور پر سجدات کیے۔

اس طرح آپ نے جو طریقہ اختیار فرمایا تھا اور جو ''فقرو بے نوائی'' پر مبنی تھا اس پر مضبوطی سے کاربند ہو گئے اور ہر قسم کی راہ ورسم کو فراموش کرنے کی کوشش میں لگ گئے، ویرانوں اور ناشناختہ جگہوں پر آپ زندگی بسر کرنے لگے۔

آپ کے پیر بھائی جناب سیادت مآب میر محمد زاہد سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں یہ خواہش دل میں جنم لے رہی تھی کہ ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں مجھے کوئی نہ پہچانتا ہو، ایک عرصہ کے بعد جب آپ ایک مجلس میں تشریف لائے کہ اس مجلس کے شرکاء میں سے کوئی بھی میرے نام اور شکل سے واقف نہیں تھا ہمیں اس وقت اپنے لباس سے انتہائی بے نیازی حاصل ہو چکی تھی، پس اس مجلس میں ہمیں بے عزت و ذلیل کیا گیا، اس لمحہ ہمیں اللہ سبحانہ کے کرم سے ایسی فرحت اور لذت کا احساس ہوا کہ اس سے قبل کبھی ایسا ہوا ہو ہمیں یاد نہیں ہے۔

القصہ جب آپ کو اس طرح اور اس پسندیدہ وضع میں ایک زمانہ گذر گیا تو آپ کے مبارک دل میں یہ آیا کہ اپنے اہل حقوق کو طلب کر کے بار خدمت اور اس جماعت پر میرے لئے جو ادائیگی حق کا معاملہ ہے اس سے دست بردار ہو جاؤں پس آپ نے

Marfat.com

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے بیٹوں کی طرف رجوع کیا اور اس کے بعد اپنی عفت مآب خواتین کو طلب کیا اور انہیں اپنی طلب صادق سے آگاہ کیا، اسی طرح اپنے فرزندوں کی والدہ عفت قباب عصمت نصاب بی بی فاطمہ رحمہما اللہ سبحانہ جو کہ آپ کی بلند ہمت اور اعلیٰ استعداد کی معترف اور معاون تھیں کو پیغام بھیجا کہ جو طریقہ میں نے اختیار کیا ہے، اس میں طرح طرح کے دکھ وتکالیف آتی ہیں، اگر تم میں اس محنت اور مصائب کو برداشت کرنے کی قوت ہو تو اس ''وضع'' میں میرے ساتھ آجاؤ ورنہ خود ہی اپنے بھائیوں کے پاس چلی جاؤ اور مجھے خدا کے سپرد کردو، اس عفت مآب خاتون رحمہما اللہ سبحانہ نے جواب میں کہا کہ مجھے یقین کے ساتھ یہ معلوم ہے کہ تمہارے حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) نے اعلیٰ درجہ کی عقل ودانائی ہے پس انہوں نے جو راہ اختیار کی ہے وہ لازم طور پر بہترین امر ہے اور میں امیدوار ہوں کہ وہ اخروی دولت جو تمہارے حضرت کو نصیب ہوئی ہے اس میں سے مجھے بھی حصہ ملے گا، میں آپ کی خدمت اپنی سعادت سمجھ کر صبر وتحمل سے اس راہ کے مصائب آپ کی تابع داری کی برکت سے برداشت کرلوں گی، جس پر آپ نے اس عفت قباب کو ''آفرین'' کا پیغام بھیجا اور اپنی ہمراہی کے شرف کی عزت بخشی اور انہوں نے انتہائی فقر اور ناداری کی زندگی اختیار فرمالی اور اہل سلوک کی کتابوں کے مطالعہ اور اکابر اہل صلاح کی صحبت میں زندگی بسر کرنے لگیں۔

اسی دوران حضرت خواجہء بیرنگ قدس سرہ نے حضرت خواجہ احرار قدس اللہ بسرہ الاقدس کی روح مقدس کے اشارہ پر دہلی سے سمرقند جانے کے لئے احرام سفر باندھا اور لاہور پہنچے تو اس شہر شریف میں آپ کو حضرت خواجہ قدس سرہ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا اور ان ایام میں حضرت خواجہ خود کو زمرۂ طلاب میں شمار کرتے تھے اور آپ غائبانہ اشارہ پر مرشد کی تلاش میں سمرقند جانے کے لئے قصد فرما رہے تھے، یہاں ان

Marfat.com

دونوں حضرات کے مابین یہ صحبت یارانہ اور دوستی میں بدل گئی اور آپ کو حضرت خواجہ کے ساتھ کمال درجہ کی مناسبت کا احساس ہوا چنانچہ آپ نے متعدد مرتبہ حضرت خواجہ کی خدمت میں اپنا خیال ظاہر کیا، پھر آپ نے اپنے حضرت کے وسطی ایشیا سے واپس آنے تک اپنے ارادہ کو ملتوی رکھا اور اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ بیعت کیلئے حضرت خواجہ کے حضور پیش کیا، حضرت خواجہ نے آپ کی یہ بات سن کر کوئی جواب نہ دیا بلکہ سکوت اختیار فرما کر اپنی رضامندی ظاہر کی۔

جب حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ سمرقند کی طرف روانہ ہوئے تو آپ حضرت خواجہ کی غیر موجودگی میں آپ کی راہ میں آنکھیں بچھائے منتظر رہے، دعا اور آپ کی واپسی کی حسن التجا کرتے رہے اور اس دوران آپ ویرانوں اور نامعلوم جگہوں پر طاعت و عبادت میں مصروف رہے، کسی سے کوئی تعلق نہ رکھا، یہاں تک کہ حضرت خواجہ حضرت مولانا بزرگ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ سے (طریقہ نقشبندیہ) ''اجازت مطلقہ ارشاد'' سے سرفراز ہو کر واپس ہندوستان آگئے جب خوشی کی یہ خبر آپ کے مبارک کان میں پڑی تو آپ نے بصد مسرت و جوش سے حضرت خواجہ کا استقبال کیا اور آپ کی پرُنور ملاقات سے شادکام ہوئے، آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا۔

حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ نے آپ کے عالی قدر جوہر کو آپ کی استعداد کے آئینہ میں ملاحظہ کر کے ارشاد و تربیت کے اصلی ترین اصول کے مطابق تربیت کا آغاز کیا جو کہ ایک صادق اخلاص رکھنے والے مخلص کو جلا کر اور گداز کر کے قسم قسم کی بے نیازی اور آپ سے ظاہری لاپرواہی سے آپ کو امتیاز بخشا، اس طرح آپ کے نفس کشی کی کوشش کی گئی کہ جس کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی۔

چنانچہ آپ اس مسکین سے فرماتے تھے کہ اس خورده گیری اور باریک بینی جو

Marfat.com

حضرت خواجہ کو مجھ سے تھی وہ کسی مقام پر کہیں اور کبھی بھی ظاہر نہیں ہوتی تھی، حضرت خواجہ کی بزرگ ہستی اور بزرگی کے تمام آثار صرف مجھ سے مخصوص تھے بلکہ آپ اکابر سے لے کر کمترین شخص تک نہایت تواضع اور کسر نفسی سے پیش آتے تھے اور آپ کا وجود وہستی صرف مجھ پر ہی ظاہر نہیں تھی بلکہ دُنیا کا مالک کوئی بادشاہ اس کے دسویں حصے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا جبکہ عام معاشرت میں خلقت کے ساتھ مہربانی، کامل نرمی، لطف اور بغیر کسی اہتمام کے تھا اور صرف میرے ساتھ ہی یہ سب دقت اور سختی تھی کہ میں کس طرح کام کرتا ہوں، میرا طرز عمل، رفتار، لباس، ہاتھ سے خارش کرنا وغیرہ فوراً آپ کی نظروں میں آجاتا اور آپ مواخذہ فرماتے تھے، بلکہ کئی مرتبہ آپ اس پر گرفت فرماتے تھے۔

اس طرح میں جب کبھی بھی حضرت خواجہ کے حضور حاضر ہونے کا ارادہ کرتا تو راستے میں سوچتا کہ کہیں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نظر میں کہیں کوئی ایسا فعل و حرکت سرزد نہ ہو جائے جو میرے مواخذہ کا سبب بنے، مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی ایک مجلس میں بھی ایک یا دو مرتبہ مجھے تنبیہ نہ کی گئی ہو، جب میں نے دیکھا کہ کوئی صحبت بھی اس کے بغیر نہیں گزرتی تو میرے دل میں خیال آیا کہ جب میں آپ کی کسی مجلس کے قابل ہی نہیں ہوں اور میں آپ کے لئے قابل توجہ ہی نہیں ہوں تو میں ہر روز اپنا ناقابل برداشت وجود لے کر آپ کی مجلس میں جاؤں، بہتر یہی ہے کہ کچھ عرصہ میں آپ سے الگ رہ کر آپ کی آتش فراق سے اپنا تصفیہ اور تہذیب کروں اور پھر آپ کی خدمت میں آؤں اس طرح شاید مجھ میں کوئی لیاقت پیدا ہو جائے اور آپ کیلئے قابل توجہ ہوسکوں لیکن جونہی میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا تو آپ کا دیدار مبارک جو محض اللہ سبحانہ کے فضل سے میسر آیا تو اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اپنی والدہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہارے بغیر سخت آزار میں مبتلا ہیں۔

Marfat.com

اس طرح کچھ عرصہ کیلئے آپ کے حکم پر میں آپ کی جدائی کے غم کے امتحان میں مبتلا رہا اور پھر اپنی والدہ ماجدہ کی کامل رضا مندی حاصل کر کے آپ کی خدمت میں واپس آیا تو اس مرتبہ بھی میں وہی سال گزشتہ جیسا ہی احمد پارینہ تھا، اور آپ کی وہی جلالت اثر نظریں میرے حسب حال تھیں، ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔

جب اس حالت میں ایک عرصہ گزر گیا تو میں نے دیکھا کہ نہ تو آپ سے جدائی ہی میرے لئے قابل برداشت ہے اور نہ ہی آپ کی صحبت کی مجھ میں تاب ہے تو مجھ پر ایک مخمصہ کی حالت طاری ہوگئی اور کبھی کبھی دل میں بے اُمیدی و مایوسی کا احساس پیدا ہونے لگتا کہ یہ سب انسان اس دنیا میں جمع ہیں اور روایتی اسلام کے مقلد، فرضی عبادات بجالانے والے ہیں لیکن ان کو ولایت، معرفت اور قرب الٰہی کی خبر تک نہیں ہے، لیکن ان میں سے ایک میں ہی دلیر ہوں اور جب کہ میری نااہلی بھی ظاہر ہے تو میں بے فائدہ یہ رنج کیوں جھیل رہا ہوں، یہ خطرہ اور اس قسم کے دیگر خطرات مجھ میں خلجان پیدا کر رہے تھے لیکن صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دل کے ان خطرات کا سبب اپنے ہی اندوہ وزخم سے معلوم ہوگیا کہ یہ سب کچھ مجھے اختصاص دینے کے لئے ہے اور یہ امر حکمت الٰہی کے بغیر نہیں ہے مجھ سے کوئی کام لیا جائے گا، میں پھر اسی راستہ پر آجاتا آخر مجھے اپنی ناقابلیت پر ہی قرار آ گیا اور میں نے اس کوچہ میں اپنی آمد ورفت جاری رکھی اور آپ کی منزل شریفہ پر حاضر رہا، لیکن آپ کی طلب کے بغیر میں آپ کی خدمت میں نہیں جاتا تھا۔

پس اس وضع (طریقہ اور روش) پر کچھ عرصہ گذر گیا میں نے اس میں بہت ہی عجیب ذلتیں اور بڑی بڑی ناکامیاں دیکھیں، آخر کرم الٰہی نے ورق پلٹا اور عنایات و توجہات خاص سے مشرف کیا گیا، یہاں تک تو خود آپ کی زبان مبارک سے منقول ہے۔

Marfat.com

یہ فقیر صاحب صدق وصفا بھائیوں کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ آپ کے ایام طلب سلوک کے حالات کی تفصیل اس رسالہ کی گنجائش سے بڑھ کر ہے۔

غرض حضرت خواجہ کے استغناء اور آپ کے کرب واضطراب کے دن گزرنے کے بعد آپ کو کشادگی، بسط اور اس سوزش سے نجات ملی تو حضرت خواجہ نے کمال توجہ اور شفقت فرمانا شروع کر دی اور ان دونوں حضرات کے درمیان محبت، اتحاد، دوستی اور عشق کا تذکرہ اس رسالہ کے ''فاتحہ'' میں تفصیل سے کیا جاچکا ہے، یہاں اُسے دُھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب آپ کی ریاضات اور مشقتوں کو برداشت کرنے کا ذکر کیا جارہا ہے۔

جاننا چاہیے کہ آپ کا طریقہ ہمیشہ نفس کشی اور خواہش کو مٹانے کا تھا، بظاہر کسی خصوصیت کے ظہور کا کوئی وقت نہیں ہوتا ہے، لیکن چوں کہ ایام سلوک اور طے مقامات کے سلسلہ میں جو تجھ سے پہلے ظاہر ہے وہ اس فصل میں لکھا جارہا ہے:

ان واقعات میں سے یہ بھی اہم ہے کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ نے دہلی کے قلعہ فیروز آباد میں سکونت اختیار فرمائی تو وہاں کی مسجد جو بہت بلند و بالا، نہایت پرُنور ہے اور زمانہ کے گزرنے اور اس قلعہ میں زمانہ گزشتہ کے ساکنین کی عدم توجہی کے باعث اس مسجد کے بعض گوشے اور اس کے تہہ خانوں میں پرندوں اور جانوروں نے بسیرا کر لیا تھا، جس پر آپ نے کمر ہمت باندھی اور اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے تمام ایسے حصے پاک کئے اور اس کے بعد بھی آپ نے عرصہ دراز تک اس میں جھاڑو دینا اور اسے صاف رکھنے کی ذمہ داری خود قبول کر لی۔

ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ چار سال سے زیادہ عرصہ میں آپ اپنے گھر میں کھانا نہیں کھاتے تھے، چنانچہ اس مسکین سے فرماتے تھے کہ ان ایام میں جب میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں ہوتا تھا تو ہمارے حضرت خواجہ قدس

Marfat.com

سرہ کی والدہ میرے لئے بھی ایک طبق بھیجتی تھیں، اُسی کھانے کی مقدار میں ہی میں اور میرے بچوں کی والدہ اپنی بھوک پوری کرتے تھے اور مجھے یاد نہیں آتا کہ ہم نے کبھی اپنے لئے خود کھانا بنایا ہو، صرف یہ کہ کبھی بچوں کے لئے کوئی چیز پکائی گئی ہو۔

ان اُمور میں سے یہ بھی ہے کہ جب تک حضرت خواجہ قدس سرہ بقید حیات رہے آپ نے ہرگز خاص لباس، فرج، جائے نماز اور ایسا لباس جو صوفیہ اور زاہدوں کے لئے مخصوص ہوتا ہے زیب تن نہیں کیا بلکہ ہمیشہ عمومی لباس ہی پہنا کرتے تھے، ان چند سالوں میں آپ نے صرف دو بار ہی اپنا لباس تبدیل کیا اور اپنی دستار کبھی نہ بدلی بلکہ ایک ہی دستار کئی سال تک استعمال کرتے رہتے تھے اور اس دستار کا بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ اس کے ٹکڑے گنے نہیں جاتے تھے، ایک سرے سے دوسرے تک تار تار ہو گئی تھی، اور سردی سے بچنے کے لئے کمبل (دوشال) استعمال کرتے تھے جو اُسی طرح ٹکڑے ٹکڑے سے ہو چکا تھا جس سے آپ کو سخت کوفت ہوتی تھی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد ایک اونی شال جو سبز گوں تھا اپنے لئے پسند کیا اور اسی میں تیس سال موسم سرما کے بسر کر دیئے، آپ کے بدن مبارک پر آخری عمر تک پختہ (عمدہ) شال نہیں دیکھا، سوائے اس وقت جب آپ سلاطین سے ملاقات کیلئے جایا کرتے تو آپ ان کی جمال پرستی کے خیال سے اُونی شال اوڑھ لیا کرتے تھے تاکہ انہیں مجھ سے کراہت نہ ہو اور جونہی بادشاہوں سے مل کر واپس آتے اُسی وقت اُسے اتار دیتے تھے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ طلب سلوک کے دوران آپ ہرگز سیر، تفریح اور ہوا خوری کیلئے کبھی نہیں گئے، چنانچہ اس بندہ سے فرماتے تھے کہ پانچ چھ سال جب تک میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں قلعۂ فیروزی میں رہا، مسجد سے ٹکسال کی عمارت تک جو مسجد کی شمالی دیوار سے متصل تھی نہ گیا، صرف نہایت قسم کی ضرورت کے تحت، اسی

Marfat.com

طرح دریا (جمنا) کی سیر کے لئے بھی کبھی نہیں گیا جو مسجد کے آخر میں بہتا تھا، اور ہوا خوری کے لئے بھی کبھی مسجد کی چھت پر نہیں گیا، مسجد کے ایک ستون کے نیچے جہاں پہلی مرتبہ بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا، دوسرے ستون کے پاس نہیں گیا۔

ان امور میں سے یہ بھی ہے کہ جو طالب آپ سے منسلک ہوتا اسے غرور شکن خدمات دی جاتی تھیں اور جب بھی حضرت خواجہ قدس سرہ کی طرف سے اس قسم کی خدمات کا حکم ہوتا تھا تو بصد جان اور دست بستہ انجام دیتا، چنانچہ اس بندہ سے فرماتے تھے کہ ایک روز میرے بھائی خواجہ علاء الدین حسن امراء کی وضع سے پورے جلال وجمال کے ساتھ میرے حضرت خواجہ سے ملاقات کے لئے آئے، میں بھی اس صحبت میں حاضر تھا، ہوا بہت گرم چل رہی تھی، میں اٹھا اور چمڑے کا پنکھا پکڑ کر ہوا دینے لگا، حضرت خواجہ نے بھی منع نہ فرمایا، اس طرح میں کامل رضامندی اور کامل اطمینان کے ساتھ پنکھا چلا رہا تھا، چونکہ خواجہ علاء الدین بچپن سے میری ہی تربیت سے بڑا ہوا تھا اور میرا بھائی میرے فرزند کی مانند تھا، میری اس حرکت سے سخت شرمندگی محسوس کر رہا تھا اور میرے ہاتھ سے چلنے والی ہوا کا ہر جھونکا اس کے منہ تک پہنچتا تھا، اس گرمی میں یہ ہوا اس کے لئے کافی تکلیف دہ تھی، دو تین گھڑیوں تک مجھے یہ سعادت نصیب رہی، آپ یہ حکایت بیان کرنے کے بعد فرماتے تھے کہ چونکہ اس سعادت کے حصول کا سبب خواجہ علاء الدین حسن بنے تھے اور حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ نے منع بھی نہیں فرمایا تھا، اسی لئے اب مجھے خواجہ علاء الدین حسن سے دوگنا محبت پیدا ہوگئی تھی اور میں اب تک خواجہ علاء الدین حسن کا زیر بار احسان ہوں۔

اسی حکایت سے مشابہہ یہ بات بھی ہے کہ اگر چہ جناب فتوت نصاب، عطوفت ایاب و مشیخت دستگاہ میاں شیخ رستم جو کہ حضرت خواجہ کے مقبولین اور کامل ترین احباب میں سے تھے وہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خانِ خانان مرحوم اللہ تعالیٰ اس کی

Marfat.com

قبر کو ٹھنڈا رکھے، ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ سے ملاقات کے لئے آیا، اس وقت خواجہ حسام الدین احمد دور سے آئے تھے اس حالت میں کہ آپ کے بال ژولیدہ، آئین شیفتگی اور فریفتگی و خود رفتگی کے عالم میں تھے، انہیں دیکھ کر حضرت خواجہ قدس سرہ خانِ خانان سے فرمانے لگے کہ ''میرا یہ دیوانہ برا نہیں یا سمندری کو انہیں ہے'' آپ کے لئے حضرت خواجہ کی توجہ و مہربانی کے یہ پہلے الفاظ تھے جو حضرت سے صادر ہوئے، جس پر آپ آخری سانس تک خانِ خانان کے ممنون رہے اور اس کے لئے کئی قسم کی خیر خواہی کے کلمات کہتے رہے کہ ان کے وجود کے باعث حضرت خواجہ کے اس التفات کا ظہور ہوا۔

یہ آپ کے مجاہدات و ریاضات کے چند واقعات تھے، دراصل یہ شمار سے باہر ہیں، ان سے زیادہ کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے۔

## فصل چہارم

**آپ کی سوانح میں سے چند اہم امور اور ان عمومی واقعات کا بیان جن کا تعلق آپ کے کمال کے درجہ پر فائز ہونے سے لے کر آخری زمانہ تک وقوع پذیر ہوئے۔**

آپ کے خدام و مخلصین کے ضمائر پرخلوص میں یہ روشن و ظاہر ہو کہ جب آپ نے سلوک کی تکمیل کر لی تو اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ سے اجازت مطلقہ ملنے کا وقت آیا تو آپ نے منکسرانہ التجا اور نہایت تواضع کے ساتھ خود کو اس منصب کی ذمہ داری سے سبکدوش کر لیا، حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی اپنی فطرت عالی کے ساتھ کمال درجہ کی مناسبت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، آپ بھی حضرت خواجہ کے ہم دم اور رفیق

Marfat.com

خاص رہے۔

اس بات کا ثبوت اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنی آخری عمر کے دو تین سال اپنی توجہ طالبوں کی دعوت وارشاد سے ہٹا کر اپنی عمر کے آخر تک تنہائی اختیار فرمالی تھی، حضرت خواجہ کے تمام اصحاب واحباب میں سے صرف آپ نے ہی منصب مشیخت ومقتدائی سے علیحدگی اختیار کی تھی، حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس آپ کو اپنے طریقہ برگزیدہ کا سب سے قریبی رفیق سمجھتے تھے اور اپنے تمام اصحاب میں سے صرف آپ کو ہی اپنا محرم راز، ہمدم اور دمساز تصور فرماتے تھے۔

پس جب آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ نے اپنی آخری عمر شریف میں بظاہر دعوت وارشاد کے سلسلہ سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اسی طرح ابتداء میں آپ نے بھی حضرت خواجہ کے اختیار فرمودہ طریقہ پر عمل کیا اور اپنے آپ کو اس ہنگامہ آرائی سے الگ رکھا لیکن حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ کے منتسبان ومخصوصان اور اہل خانوادہ کا مرجع آپ کا وجود مبارک ہی تھا اور آپ ہی حضرت خواجہ کے ولی عہد، قائم مقام اور صحیح سجادہ نشین تھے،آپ نے رسم مشیخت سے عدم توجہ فرماتے ہوئے سب اصحاب کی پرسش احوال غم خواری اور اس خاندان کی تربیت وتکمیل کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے ابتدائی دنوں میں آپ کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت خواجہ کے کامل ترین اصحاب مثلاً مشیخت مآب، فائز اعلیٰ مراتب فنافی اللہ میاں شیخ اللہ داد، کمالات دستگاہ وارشاد پناہ جناب میر محمد نعمان، نتیجۃ الکرام، ثمرۃ العظام و حقائق آگاہ میاں شیخ نعمت اللہ، سیادت مآب سعادات اکتساب میر محمد زاہد، فضائل دستگاہ ومعارف آگاہ مخدومی میاں شیخ یعقوب اور مکارم انتظام ومواہب اقسام میاں شیخ رستم اشملہم اللہ سبحانہ بفضلہ وکرمہ کی اتفاق رائے سے خود حضرت خواجہ قدس سرہ کی

Marfat.com

تربت منور کے جوار میں ایک گوشہ میں زیر دیوار بیٹھ کر زندگی کے باقی سال وہیں گذار دوں۔

چنانچہ ایک مدت تک اسی ارادہ برکات افادہ پر عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ سلطان جلالت عنوان جہانگیر بادشاہ سلطان خسرو کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) سے دہلی پہنچے اور پائے تخت کے مقدم ترین اور کامل ترین امیر نواب اعظم خان نے اپنی سادہ لوحی میں بادشاہ سطوت دستگاہ کی مجلس میں آپ کا ذکر کر دیا جس سے اس بادشاہ کو آپ کی لاتعلقی، بے نیازی اور حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ سے کمال عشق و محبت کا قدرے اندازہ ہو گیا تو اس بادشاہ عظیم الشان نے آپ کی طرف سے استقبال نہ کرنے کو آپ کے استغنا اور عرف و عادت خیال کیا اور آپ کی حضرت خواجہ سے فرطِ محبت کی حسد سے غیرت میں آ کر آپ کو حاضر ہونے کا حکم دیا تو وہ غیظ و غضب میں آ کر ہیجانی کیفیت میں آپ کو کوئی قسم کی سزا اور جسمانی تکلیف پہنچانے کے درپئے ہوا تو آپ ہاتھ دھرے بے حس و حرکت کامل صبر و سکون کے ساتھ اُس مجیب الدعوات اور عطا فرمانے والے عز اسماہ و عم آلاہ سے اس حالت کے بعد فراخی کے منتظر اور اس پریشانی سے نجات کا انتظار کرنے لگے۔

چند روز کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے شامل حال ہوئی تو اس صاحب جاہ و جلال کے قہر اور غضب میں کمی واقع ہوئی تو وہ نرم پڑ کر دل جوئی کی طرف آیا اور انواع و اقسام کے لطف و کرم سے پیش آیا اور چاہتا تھا کہ آپ اطاعت اور خدمت گذاری کی طرف راغب ہوں، پس بادشاہ نے دو ہزار بیگھا کی املاک اور ایک ہزار روپیہ سالانہ کی نقد امداد آپ کے خدام کے لئے مقرر کر دی، پھر ہر نوروز کے موقع پر آپ کی حاضری کی شرط بھی عاید کر دی۔

آپ بھی وقت کے تقاضے کے تحت اسے قبول کرتے ہوئے اذیت بدن سے

Marfat.com

نجات کی خاطر صحت وسلامتی سے دہلی واپس تشریف لائے، پھر اس قضیہ کے تحت نوروز کے موقع پر اس کے حکم کے تحت آپ کی حاضری سے اہل دولت کے ساتھ آپ کا اختلاط شروع ہو گیا۔

اس طرح آپ کے خواجہ زادوں (فرزندانِ حضرت خواجہ) کی تعلیم وتربیت کا وقت بھی آ گیا، آپ حضرت خواجہ کے اصحاب واحباب کے ساتھ مذکورہ قرارداد کے تحت حضرت خواجہ کی تربت مبارک کے جوار میں زندگی بسر کر رہے تھے، اسے بہت غم اور دکھ کے ساتھ خیر باد کہا اور اپنی سکونت پھر سے قلعہ فیروز آباد کے ایک گوشہ میں لے آئے اور عزیزوں ودوستوں کے گھر اپنے گھر کے قریب متعین کر لئے اور پھر ان کی اعانت سے حضرت خواجہ کے فرزندوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہو گئے، ان عزیزوں کے ساتھ آپ کو جو انس ومحبت تھی یہ فیصلہ کیا کہ کھانے کے وقت ان عزیزوں میں سے جس کے گھر میں جو کچھ موجود ہو وہ آپ کے گھر پر لے آئے، پس ان میں سے ہر ایک نے اپنے گھر میں جو پکا ہوتا وہ لے آتا مثلاً نان جوین، دال ماش، ساگ وغیرہ اپنے ہاتھوں میں دسترخوان اٹھائے آپ کے گھر چلے آ رہے ہوتے اور آپ بھی ان کے مبارک گھر حاضر ہو کر ان اعزہ کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔

جب آپ کو اس طور پر زندگی گذارتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا، آپ کو نوروز کے موقع پر بادشاہ اور اہل دولت (امراء) سے ملاقاتوں کا تصور آتا تو اپنے وقت شریف میں کامل تفرقہ محسوس فرماتے، اس لئے حجاز کے سفر کا ارادہ کر لیا اور اکثر عزیزوں اور اصحاب مذکور کو بھی ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کر لیا، حضرت خواجہ کے فرزندوں کو کم سنی، بکثرت متعلقین واقرباء اور حضرت خواجہ کی والدۂ ماجدہ کی نارضا مندی کے باعث ان کو اللہ سبحانہ کے امان میں دے کر خود اس مبارک سفر پر روانہ ہو گئے، آپ اپنے اعزہ واحباب کی رفاقت میں اکبر آباد (آگرہ) پہنچ گئے اور جو سفر

Marfat.com

درپیش تھا کی تیاری میں مصروف تھے کہ ارواح طیبہ کے اشارہ پر اس عزیمت کا ارادہ ملتوی کر دیا چنانچہ اس بندہ (مولف) سے فرماتے تھے کہ چند مرتبہ پہلے ہی آپ اس سفر کا قصد کر چکے تھے لیکن قطب الاولیاء خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کی روح پاک اور اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح منور کا ظہور ہوا اور مجبور ہو کر وہ سفر بھی ملتوی کر دیئے اور واپس دہلی آگئے اور پھر وہ مشاغل جن کا تذکرہ اس سے پہلے کیا جا چکا ہے کی ادائیگی پر کمر ہمت باندھی اور پوری کوشش سے ان کو ادا کرنے لگے۔

آپ کی دلی آرزو یہ تھی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے تمام منتسبین خلقت کی ہدایت پر مامور رہیں اور وہ خود ظاہر و باطن میں ان کے مدد معاون ہوں اور ان عزیزوں کے کمالات کو نشر کرنے میں اپنی مساعی جلیلہ کو جاری رکھیں۔

پس ان میں سے ہر عزیز خود اپنی مسندِ ارشاد پر پوری قوت سے مصروف کار ہے جو آپ کی ظاہری و باطنی توجہ سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوا ہے، ان میں سے ہر ایک جو ''تفرد وتجرد'' میں مجہول یا معروف ہے، اس کا مرتبہ اتنا مسلم ہے کہ وہ دوسروں کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔

انہی دنوں آپ کی توجہ اور ہمت اپنے خواجہ زادوں کی تعلیم و تربیت پر ایسی مرکوز ہوئی کہ کوئی باپ اپنے حقیقی فرزندوں پر بھی اتنی شفقت و مہربانی اور کمال درجہ کے لطف کا دسواں حصہ کا بھی تصور نہیں کر سکتا، اس کی دراصل یہ وجہ تھی کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کی مبارک خواہش یہی تھی چنانچہ اس بندہ (مولف) سے آپ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ نے مجھ سے بارہا فرمایا تھا کہ میں نے اپنے بچوں کی تربیت میں بے توجہی سے کام لیا ہے اگر فرض کرو کہ میری زندگی بھی وفا کرتی ہے تو میرے بیٹوں کی تربیت تمہیں ہی کرنی ہوگی اسی لئے آپ حضرت خواجہ کی اس خواہش کا احترام کرتے تھے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ نے ان کی تربیت کے لئے ایسے اسلوب کی بنیاد رکھی کہ آپ کے خواجہ زادے اپنی تمنا کی معراج کو پہنچ جائیں اور ان میں جسمانی وروحانی فضیلت کی کمی نہ رہ جائے اور ان میں کوئی خوبی ایسی نہ رہ جائے جس سے وہ پوری طرح آراستہ نہ ہو جائیں چنانچہ اس بندہ (مولف) سے یہ فرماتے تھے کہ میری اس باب میں یہ خواہش ہے کہ میرے خواجہ زادوں کو حضرت خواجہ کے تمام اصحاب خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب سے دائمی ربط اور پیوستگی پیدا ہو جائے کہ خدمت کے تمام عہدے مثلاً استادی، اتالیقی، دہرائی (اعادۂ اسباق) اور وکالت وغیرہ اور یہ سب کام حضرت خواجہ کے کامل اصحاب کے حلقے تک ہی محدود رہیں، ان عزیزوں کی روش ایسی ہو کہ ان کا دائرہ بشمول گھر اور ان کے امور خواجہ زادوں کے پاس ہی رہیں کہ اگر خدا نہ خواستہ کوئی فتور یا اس آخری زمانہ کے فتنوں میں سے کوئی فتنہ اس خاندان میں راہ پا جائے تو ان کی رضا مندی اور مداخلت سے اس کا اثر نہ ہو اور وہ رخنہ سرایت نہ کر سکے۔

لیکن خواجہ زادوں کی ماؤں کے رشتہ داروں کا عدم تعاون ونافرمانی کے باعث ہمارے خواجہ زادے اپنی آرزو پوری نہ کر سکے، اس کے ساتھ خواجہ زادوں کی والدہ کے اعزہ کی طرف سے نادانی وعاقبت نااندیشی کے باعث کئی قسم کے خلل اور فتور خواجہ زادوں کی تربیت میں مانع رہے۔

اس کے باوجود آپ کی تربیت کی برکت وعنایت سے خواجہ زادوں میں کچھ فضائل وعلوم، فقرا کی صالح خصلتیں اور درویشوں کے طور طریقے ان کے نصیب میں ہوئے، جب خواجہ زادے سن بلوغ کو پہنچ گئے تو آپ نے اس تربیت کے کام سے قدرے فراغت پالی۔

آپ کی بڑی زوجہ محترمہ رابعۂ عصر، بارعۂ دہر، ام الکرام بی بی فاطمہ رحمہا اللہ سبحانہ اس ناپائیدار سرائے سے پروردگار کے جوار رحمت کی طرف کوچ کر چکی تھیں،

Marfat.com

آپ نے ایک مدت کے بعد دوسرا نکاح کیا تھا، یعنی حریم عصمت، جلال محسودۂ رجال، محمودۂ آجال حضرت ام العارفین بی بی زہری سلمہا اللہ سبحانہ جن کی والدۂ محترمہ مقربۂ درگاہِ احدیت، محترمہ پیشگاہِ صمدیت بی بی دولت متعنا اللہ سبحانہ بانوارہا، وقت کی عارفات اور حضرت خواجہ کی اجازت مطلقہ کا شرف رکھتی تھیں، کی بیٹی نے آپ کی زوجۂ محترمہ ہونے کی عزت حاصل کی۔

آپ کی فطرت ارشاد و تربیت خلق اللہ کے لئے چونکہ نہایت موزوں تھی اور اہل حقوق میں سے کسی فرد کی تربیت کرنا لازم سمجھتے تو اپنی طبع شریف جو گوشہ نشینی، تنہائی اور حضرت خواجہ کی تربت مبارک کے جوار اور ویرانوں وصحراؤں کی خوگر تھی، خود کو جبراً شہر میں رکھتے تھے۔

جب آپ ایک طبقہ کی تربیت سے فارغ ہو گئے تو دوسرے طبقہ کے بڑے ہونے پر آپ اپنے میلانِ طبع مبارک کے تحت صحرا کی طرف نکل پڑے، خاص طور پر حضرت خواجہ کی تربت کی جوار میں منتقل ہو گئے۔

آپ اپنے نکاحِ ثانی کے بعد مذکورہ فرض سے فراغت اور حضرت خواجہ کے اصحاب کی اعانت، اپنے خواجہ زادوں اور بڑی زوجہ کی اولاد کی تربیت سے قدرے فراغت ملی تو آپ پھر آبادی سے دل برداشتہ ہو گئے اور پھر خاص اوقات میں آپ حضرت خواجہ کے آستانہ کے جوار، صحراؤں اور دہلی کے بطرف قبلہ پہاڑوں کے نشیمنوں میں بسر کرنے لگے، جمعہ کے دن کے سوا اور ضرورتِ کلی کے بغیر شہر نہیں آتے تھے۔

جب اس وضع پر ایک عرصہ گذر گیا

تو آپ پر پھر امتحان کا نازک وقت آن پڑا، اس قضیہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ بادشاہ دین پناہ صاحبِ قران ثانی (شاہ جہان) خلد اللہ دولتہ کے ان ایام میں دین وملت کے مطابق اور جاہ وسلطنت کے لئے یہ شہزادہ موزون ترین تھا، جب اس نے

Marfat.com

ملک وملت کے قواعد میں اختلال اور حکومت کے ارکان کی بدانتظامی اور حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کی ان امور سے لاپروائی محسوس کی تو دین ودولت کے فساد کو ختم کرنے کی دل میں ٹھان کر اپنے والد بزرگوار کے لشکر کو فتح کرنے کا ارادہ کرلیا (یعنی بغاوت کردی) تو حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے مسلمانوں کی غم خواری اور شہزادہ کی حکومت کی حمایت کی غرض سے انواع واقسام کی توجہات سے کام لیا اور دعا کے ساتھ اس کے مدد ومعاون رہے، بدقسمتی سے حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کے بعض مقربین نے اسے غلط رنگ دے کر اسے اس بادشاہ سطوت پناہ کے گوش گذار کیا، بادشاہ اس وقت بنگشوں کی بغاوت فرو کر کے کابل کی طرف جارہا تھا کہ لاہور پہنچنے پر جب اسے یہ معلوم ہوا تو اس نے آپ کو طلب کرنے کا فرمان جاری کیا، پیشتر اس کے کہ اس کا فرمان دہلی پہنچتا آپ نے لشکر شاہی میں موجود اپنے بعض دوستوں کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے مکاتیب لکھے اور خود اس بادشاہ کے پاس روانہ ہوگئے، بہت سی منازل ومراحل طے کرنے کے بعد جس روز آپ لاہور پہنچے تو حسن اتفاق سے بلکہ تائید الٰہی سے اسی روز وہ بادشاہ معظم سخت ترین کوفت اور پریشان کن بیماری سے شفایاب ہوا، پس اس عالی صفت بادشاہ نے اسے آپ کی تشریف آوری سے تعبیر کیا نہ تو کسی کی بدگوئی کی اور نہ ہی کسی طرح کی سختی سے کام لیا بلکہ کئی قسم کے لطف ومہربانی کرتے ہوئے آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ کیا اور نوازش کی اقسام میں سے اہل دولت کے نزدیک جو اعلیٰ درجہ کی سعادت ہے آپ کے لئے متعین کی، اس اجمال کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ جب اس بادشاہ معظم کی یہ آرزو ہوئی کہ آپ کو ہر ممکن طریقہ سے وہ اپنی طرف مائل کرے تو آپ کے ان کو قبول نہ کرنے اور انتہائی تجرد اور انقطاع کی روش کے باعث ایسا نہ کرسکا، اس مرتبہ اس کا سارا گمان اور تمام غضب انواع واقسام کے لطف وکرم میں بدل چکا تھا، تو متانت رائے اور صحیح فہم کا تقاضا یہ تھا کہ ان عنایات کے

Marfat.com

علاوہ مختلف اقسام کی حشمت و اعزاز کو عمل میں لایا کہ اس طرح آپ کا اور متعلقین کی توجہ اس کی جانب ہو سکے۔

بادشاہ بزرگ جلال الدنیا والدین محمد اکبر انار اللہ برہانہ کے بھائی میرزا حکیم کی بیٹی مہد علیا کابلی بیگم جو کہ صلاح وعفت وتقوی وعبادت میں حرم کی تمام بیگمات سے عملی اعتبار سے خاص امتیاز رکھتی تھیں، آپ کے ساتھ مواصلت (نکاح) کا فیصلہ کیا اور سلطنت کے ایک مقرب کے ذریعہ آپ کو پیغام بھیجا، آپ یہ مہیب خبر اور خطرناک حکایت سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور خود کو ایک ابتلا اور عظیم امتحان کے عالم میں دیکھا اور پھر سنت سنیہ کے تحت صبر وتسلیم سے کام لیا اور ان پیغامات پر عمل درآمد کو فکر وتامل سے وابستہ کر کے دفع وقت سے کام لیا، ضمناً آپ نے خواجگان کرام (خواجہ قطب الدین بختیار وخواجہ باقی باللہ) کی ارواح طیبہ سے اس سے خلاصی کروانے کی استدعا کی، آخر آپ اس حکم کے تحت کہ دنیاوی اسباب سے بھی کام لینا چاہئے جو کہ انبیاء اور عامہ اولیاء کا معمول رہا ہے، آپ نے نواب بیگم عصر اعظم الخواتین نور جہان بیگم کی طرف رجوع کیا اور اس سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے اس کے وسیلہ کو مساعئ جلیلہ کے طور پر اختیار کیا، جس پر اس بیگم بیگمان شکر اللہ سعیہا نے اس مسئلہ کا حل اپنی ہمت سے کرنے کی ذمہ داری لے لی، اس نے کسی اچھے لمحہ اور بہترین فرصت کے وقت آپ کی معذرت اس بادشاہِ معظم تک پہنچائی اور اسے اس اندیشہ سے باہر نکالا، جس پر آپ شکر کے سجدات بجالائے اور (فیصلہ کا) انتظار کرتے ہوئے واپس آ گئے۔

پس اس بادشاہ معظم نے آپ کی املاک مقبوضہ کو دگنا کر دیا اور آپ کے بڑے صاحبزادہ کمالات نصاب سعادات اکتساب خواجہ جمال الدین حسین اور آپ کے عالی نژاد داماد نخبۃ الاولیاء، صفوۃ الاصفیاء، سیادت وسعادت انتظام، نجابت ونقابت اعتصام مخدومی میر ابراہیم حسین کو وظائف اور مناسب مناصب مرحمت فرمائے اور رخصت کی

Marfat.com

اجازت دی، اس طرح آپ سالم و غانم دہلی واپس آگئے، اب آپ مذکورہ مقدمات یعنی اہل دولت کے ساتھ اختلاط سے بے نیاز ہو کر آئے۔

چھوٹے مخدوم زادہ یعنی برہان ساطع شہامت و کرامت، نجم ثاقب، آسمان فتوت وولایت خواجہ سراج الدین محمد کے سن تعلیم وتمیز پر پہنچتے ہی آپ نے صحرا کے گوشوں سے واپس شہر کی طرف رجوع فرمایا، آپ کافی تردد فرماتے ہوئے اس مخدوم زادہ کی تربیت و تادیب میں کمال توجہ ونہایت تادیب سے اس مخدوم زادۂ عالی استعداد کی تربیت میں مصروف ہوگئے، اس سلسلہ میں آپ نے وہی مبالغہ آمیز اہتمام کیا جو زمانہ، ماضی میں اپنے خواجہ زادوں اور مخدومزادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کے لئے کیا تھا، مخدومزادۂ خرد کی تربیت کی بنیاد وہی رکھی اور شب وروز خود کو ان کی تادیب وتعلیم کے لئے مقید کرلیا، اور ان کے طفیل اہل محلّہ کے بہت سے لڑکے بھی تربیت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

آپ کو اس طرح زندگی گذارتے ہوئے کچھ وقت گذر گیا تو بادشاہ معظم یعنی حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے وفات پائی اور بادشاہ دین پناہ صاحبِ قران ثانی (شاہ جہان) حکومت کے خیر خواہ اور بادشاہ دین پناہ کے ساتھ دوستی اور کامل رسوخ تھا، لیکن اکثر اکابر مشائخ نے دور دراز سے بادشاہ کو (تخت نشینی) پر مبارک باد کے پیغامات بھیجے، لیکن آپ اپنی قدیم عادت کے مطابق بغیر کسی تحریک یا ضرورت کلی کے اپنے گوشہء تنہائی اور زاویہ خمول سے اکابر سلاطین کے دربار میں نہیں جاتے تھے، اس دوران آپ نے بادشاہ کے لئے غائبانہ دعا کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن آپ کے اکثر دوستوں اور مخلصوں نے جو دانا اور بینا تھے آپ کو (مشورہ دیا کہ) بادشاہ کا استقبال اور اس کی تخت نشینی پر مبارک دیں اور اس وہم میں مبتلا کرنے کی کوشش کی کہ کہیں بادشاہ اس کا برانہ مانے اور تقدیر کی گردش کا رنگ نہ بدل لے، کہہ کر آپ کو متحرک کرنے کی

Marfat.com

کوشش کرتے رہے تو آپ نے ان عزیزوں کے اصرار کرنے پر اپنی مجبوری، لاچاری، ضعف اور ناتوانائی کا عذر کر کے اس (سفر سے) انکار کرتے رہے، جب یہ عزیز آپ کو بادشاہ کے جلوس کی مبارک باد دینے کے لئے نہ جانے کا تصور کرتے تو انہیں اصرار و مبالغہ کافی معلوم نہ ہوتا اور پھر آپ بعض اوقات ان کی کوشش اور مبالغہ سے تنگ بھی آجاتے اور فرماتے کہ میں نہیں جانتا کہ ان عزیزوں کے ساتھ کیا معقول رویہ اختیار کروں، اگر میں بادشاہ کے پاس جانے کی کوئی حجت تلاش کروں تو یہ سب کو معلوم ہے کہ بادشاہ کی طلب یا حکم کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ہے کہ اس بادشاہ دین پناہ نے شہزادگی کے زمانہ سے فقراء و صلحاء کے طبقہ کو (حاضری سے) معاف فرما رکھا ہے اور اس کی جانب سے اس سلسلہ میں کسی قسم کی کراہت یا تکلف نہیں ہے۔

اب وضع فقراء کے طبقات کیا نیت کریں اور حضرت بادشاہ سے ہماری ملاقات کا اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں ہے کہ ہم اس کے پاس کلمۃ الحق کہنے کے لئے جائیں اور میری طرف سے تو خیر اسی میں ہی ہے کہ میں اس کے لئے غائبانہ دعا کرتا رہتا ہوں اور گوشۂ گمنامی کا التزام ہی میرے لئے بہتر و موثر ترین ہے۔ اس صورت حال میں حضرت بادشاہ کی عرف و عادت یہی ہے اور اس سے اس کا مجھ سے حسن ظن اور زیادہ ہو جائے گا، میرے عریضے اس معاملہ میں میری وقعت و حیثیت میں مزید اضافہ کا باعث ہوں گے اور اگر میں اس کے پاس چلا گیا اور اس کے وظائف و عطیات قبول کر لئے تو میں کلمۃ الحق کی کس منہ سے حرمت و آبرو قائم رکھ سکوں گا۔

غرض اس قسم کے معقول مقدمات اور مسکت جوابات سے یہ عزیز جو مشورہ دینے اور ظاہر بینی کی مصلحت پر نظر رکھنے والے بھلا اپنی تحریک اور رائے دہی سے کیسے باز رہ سکتے تھے، یہاں تک کہ دارالسلطنت سے یہ خبر آئی کہ حضرت بادشاہ مدظلہ العالی حجاج کا ایک قافلہ روانہ کرنے کا عزم رکھتے ہیں اور ''میر حاج'' کے تقرر کیلئے سوچ بچار کر رہے

Marfat.com

ہیں، اس خبر کے ملنے پر آپ خوش ہوئے، نیت کی تصحیح کے بعد سفرِ حجاز کے ارادہ سے دارالسلطنت (آگرہ) کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ حضرت بادشاہ سے ملے تو آپ کے دل میں جو کچھ تھا وہ بادشاہ کو بتایا تو بادشاہ نے اس خدمت کے لئے آپ کو نعمت غیر مترقبہ تصور کرتے روانہ ہونے والی مہم آپ کے سپرد فرمادی، سلطنت کے وزراء اور اکابر مملکت کو اس مبارک سفر کے اسباب مہیا کرنے کا حکم دیا کہ آپ کے خادموں کے اتفاق رائے سے بندوبست کیا جائے، اس طرح دارالسلطنت کے کارندے اس کام کی انجام دہی میں مصروف تھے کہ اچانک دریائے عمان میں سے گذرنے والوں سے یہ عرضداشت ملی:

> اس سال اس دریا کے جزائر میں فرنگی فوج در فوج جمع ہیں اور (دریا میں سے گذرنے) کے قول وقرار کی تجدید نہ ہونے کے باعث وہاں سے گذرنے والی کشتیوں کی سخت مزاحمت کر رہے ہیں اور اس دریا میں سے آمد و رفت کا راستہ مسدود ہو چکا ہے۔

اس پر حضرت بادشاہ نے وہ ضروری عرضداشت مذکور آپ کے پاس بھیج کر حقیقتِ حال سے آگاہ کر دیا جسے آپ نے رضا بقضا قرار دیا۔

آپ چند روز تک کامل شیفتگی کے ساتھ حضرت بادشاہ کے ساتھ ملاقات جس کی مردم شناسی اور مسلمانی کو آپ عہد قدیم سے جانتے تھے، اکبر آباد میں قیام فرمایا اوران ایام میں بادشاہ کے ساتھ آپ کی عجیب صحبتیں رہیں، حضرت بادشاہ نے آپ کی انواع و اقسام کے لطف سے عزت افزائی کی چنانچہ یہ حکم دوبارہ صادر ہوا کہ آپ بادشاہ سے ملاقات کے دوران سلطنت کے ایسے آداب جو خلاف شروع ہیں مثلاً کورنش اور تسلیم قیام بجانہ لائیں، جس کے جواب میں آپ نے عرض کی کہ یہ آداب تو میں بادشاہ معظم جنت مکانی (جہانگیر) کے زمانہ سے ہی بجالا رہا ہوں، وہ بادشاہ معظم تو جناب کے

Marfat.com

مقابلہ میں صلاح وعبادت میں کمتر تھا، پس اس عظیم بادشاہ کے زمانہ میں نقصان کے خوف سے میں یہ آداب بجالاتا رہا ہوں، اب آپ کے زمانہ میں میں کس نیت سے اپنی وضع میں تبدیلی لاؤں؟ حالانکہ اب بھی میں خود میں کسی قسم کی برتری نہیں دیکھتا، میں وہی حسام الدین احمد ہوں جو کہ پہلے تھا، حضرت بادشاہ یہ سن کر بہت متاثر ہوئے، آپ نے صرف بادشاہ کے لئے وہاں توقف (قیام) کیا تھا، پس آپ نے اجازت لی اور دہلی آکر اور اپنے انہی مشاغل خیر جن کا شغل آپ فرماتے تھے میں مصروف ہو گئے۔

یہاں تک کہ حضرت بادشاہ دین پناہ چار سال کے بعد دکن کی مہمات سے فتح یاب ہو کر دارالسلطنت (آگرہ) آ گئے، تو اطراف واکناف سے علماء ومشائخ گروہ در گروہ افغانوں کی شکست پر مبارک باد دینے اور حضرت بیگم بیگمان (ممتاز محل) خاتون ربع سکون والدۂ حضرت شاہزادگان کی وفات کی تعزیت کے لئے دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے حسبِ عادت قدیم بادشاہ کے استقبال میں توقف سے کام لیا، جب اس کے جلوس کی خبر عام ہوئی تو آپ کے عزیزوں اور مخلصوں نے اصرار کرنا شروع کر دیا لیکن آپ نے جواب دینے میں تردد سے کام لیا، یہاں تک کہ آپ کے استقبال نہ کرنے اور قدیم روابط اور خصوصی تعلقات کے باعث بادشاہ خوش نہیں تھا اور روز بروز یہ گرانی بڑھ رہی تھی۔

بدقسمتی سے انہی دنوں میں صوبہ دہلی کے عہدہ دار جو کہ آئمہ کو دی گئی اراضی کی تحقیق پر متعین تھا، قانون گویوں کے انکشاف پر جو محلہ فیروز آباد کے اکثر مکینوں اور قرب وجوار کے لوگوں اور کسی مسلمان سے بھی آپ کی شناسی وتعلق نہ تھا لیکن انہوں نے ان کو بھی آپ کے منتسبان ومتعلقان تصور کر لیا اور ان اسناد میں ہر قسم کا سقم وصحت کی پروا کئے بغیر ان سب کو آپ کی املاک میں ظاہر کر کے ایک بڑا پلندہ بنا کر ان آشناؤں اور ہمسایوں جو کبھی صرف عید کے روز یا عرس کے زمانہ میں آپ سے ملتے تھے،

Marfat.com

ناواقفیت کے باعث آپ کے خاص دوستوں اور متعلقان میں شمار کر کے وہ طومار حضرت بادشاہ کو بھیج دیا، جسے دیکھ کر اس کی ناخوشی وگرانی میں مزید اضافہ ہوا، اسی طرح آپ کا بادشاہ کو مبارک دینے اور تعزیت کرنے کے لئے نہ جانے کے پہلے واقعہ نے اس کے انور خاطر میں یہ بات بیٹھ گئی، پھر اس طومار کے دیکھنے اور اس حکایت کے سننے میں اس ناراضی میں مزید اضافہ ہوا۔

بادشاہ نے سلطنت کے بعض اکابر کے ساتھ خلوتِ خاص میں بھی آپ کے متعلق ناخوشی کا اظہار کیا۔

اس طرح ان حضرات نے عرصہ دراز کے بادشاہ کے خطاب وعتاب پر مشتمل خطوط آپ کو لکھے یہ سب کچھ جان کر بھی آپ نے اپنے گوشہ افتادگی سے باہر نکلنا پسند نہ کیا بلکہ توکل، عروۃ وثقی اور تسلیم ورضا کو ہی وسیلہ بنایا اور یہ کہا کہ جو کچھ بھی ہو راضی رہنا ہے، لیکن آپ کے حاضر اور غائب دوستوں اور مخلصوں نے اپنی بھرپور کوشش کر کے آپ کو دارالسلطنت بھیج دیا، جہاں آپ نے دارالسلطنت یعنی اکبر آباد (آگرہ) کے ایک مضافاتی علاقہ میں قیام کیا اور حضرت بادشاہ سے ملاقات میں توقف سے کام لیا، جس کا سبب یہ تھا کہ اگر آپ فوراً بادشاہ کے سامنے چلے جاتے تو اس امر کا گمان تھا کہ حضرت بادشاہ جو اخلاق کریمانہ میں ساری بنی نوع انسان میں منفرد ہیں حیاء سے کام لیتے ہوئے شرم وحلم سے اس طومار (جاگیر) کی تحقیق نہ کرواتے بلکہ چشم پوشی فرماتے اور وہ شبہات حضرت بادشاہ کے دل میں اور سلطنت کے وزراء میں ویسے ہی رہتے، اس لئے آپ نے ملاقات میں توقف سے کام لیا اور وزیروں اور حکومت کے امینوں سے ان شکوک کی تحقیق کی التماس کی، سلطنت کے معاونین آپ کے اصرار اور پرزور مطالبہ پر اس امر کی تحقیق پر مقید ہو گئے، انہوں نے ثابت کر دیا اس طومار میں کئی مقامات پر غلطیاں ہوئی ہیں اور اصل حقیقت بادشاہ کے گوش گذار کر دی گئی، اس سے

Marfat.com

بادشاہ کا ملال دور ہو گیا اور اس کے ضمیر کے تمام پہلو منور ہو گئے ۔اس طرح آپ جس غرض سے آئے تھے اس سے بھی فارغ ہو گئے اب آپ حضرت بادشاہ کے پاس درویشانہ اور بے غرضانہ گئے ۔اب بادشاہ سابقہ اعزاز واحترام سے پیش آیا اور پوری توجہ مبذول فرمائی ۔آپ سے خاص الخاص مصاحبت کے لئے نشست کا اہتمام کیا ۔اس بادشاہ دین پناہ کی ملاقات سے آپ کو کمال درجہ کی خوشی ہوئی اور ملاقات کے دوران آپ کی پیشانی سے اس شیفتگی ، دل کی گرمی ، خیر خواہی آپ کے مواعظ عالی اور نصائح ارجمند سے ظاہر ہوتی رہی ۔ پھر روز بروز بادشاہ دین پناہ پر آپ کے حال کا جمال روشن تر ہوتا گیا ، یہاں تک کہ بہت ہی کم مدت میں بادشاہ کے پاک دل میں آپ کے لئے کمال درجہ کی تعظیم واعزاز قائم ہو گیا ۔اب جونہی آپ اس سے ملاقات کے لئے گئے تو یہ فرمان جاری ہوا کہ آپ اس خاص مسجد میں بیٹھیں جو شاہی حرم معلیٰ میں ہے اور نواب خان عالم اور اس قسم کے دیگر سعادت مند امراء کو حکم ہوا کہ وہ آپ کے ساتھ ہمز بانی کا شرف حاصل کریں ۔

اب حضرت بادشاہ ( سلطنت کے ) بیرونی ہنگاموں سے فراغت کے بعد سکون کامل اور وقار کے ساتھ آپ کے پاس آتے اور آپ کی صحبت میں دیر تک رہتے ، دین و دنیا کی بہت سی مشکلات و مسائل کی آپ سے تحقیق کروا کر مسرور و خوشحال ہوتے ، لیکن ان صحبتوں میں وہ آپ کو واپس دہلی جانے کی اجازت میں توقف سے کام لیتے ، بلکہ آپ کی موجودگی میں اشارتاً اور آپ کی غیر موجودگی میں واضح طور پر کہتے کہ آپ کا دارالسلطنت میں قیام زیادہ مناسب اور بہترین ہے ۔آپ کے بھی دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ بادشاہ دین پناہ دراصل رخصت کا لفظ ہی استعمال کرنا نہیں چاہتے اور یہ سوچ لیا تھا کہ جب تک حضرت بادشاہ خود رخصت نہیں دیتے میری طرف سے التماس نہیں ہوگا لیکن کمال درجہ کی خودداری کے باوجود آپ نے طبعاً و روحاً اس پر آشوب شہر

Marfat.com

(آگرہ) میں بدنی و روحانی بے آرامی برداشت کی کہ شاید میرے اس (قیام) سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، اس لئے آپ نے اپنی تنگی دل کا اظہار نہ کیا۔

یہاں تک کہ سنہ ۱۰۴۳ھ میں آپ اپنے آباد کردہ علاقہ صوفی آباد جو دارالسلطنت (آگرہ) کے نزدیک ہے ایک مرض میں مبتلا ہو کر جوارِ قدس میں وصال فرما گئے۔

آپ کے مرضِ رحلت کی تفصیل اور اس کے متعلق تمام امور اس رسالہ کے خاتمہ میں بشرط وقت و توفیق بیان کی جائے گی، اب اس (رسالہ کا) دوسرا مقصد (باب) شروع کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

# مقصد دوم

آپ کی عبادات، عادات اور اخلاق کریمانہ کا مختصر بیان، اس مقصد (باب) کی تین فصلیں ہوں گی۔

فصل اول:...... آپ کی عبادات

فصل دوم:...... آپ کی عاداتِ شریفہ

فصل سوم:...... آپ کے اخلاق کریمانہ

## فصل اول

### آپ کی عبادات

جاننا چاہئے کہ اس فصل میں (درج کی جانے والی) عبادات کی تعداد اور ان کی تفصیلات کا بیان اس غم زادہ مخلص کی قابلیت سے باہر ہے، اس لئے اس مجبور اور کمتر کی زبان عاجز ہے۔

آپ کے محبوبوں اور مخلصوں پر یہ امر واضح ہو کہ اس کا کامل ترین قول و شرح یہ ہے آپ کے پرانوار ماہ و سال رمضان المبارک کی تراویح کی طرح ہوتے تھے، چنانچہ اس نماز کے انجام و آغاز کے بعد ہر رکوع میں اور پھر تراویح میں سے ایک رکعت میں طویل قیام کرتے تھے اور وہ تسبیح و تہلیل کے انوار سے بھی پُر ہوتی تھی۔

آپ نے اپنی مبارک عمر کے اوقات اس طرح تقسیم کر رکھے تھے کہ جس میں دماغ کی تازگی، اعضا کی آسودگی، قواء و حواس کی بیداری مثلاً طویل آرام، آدھی رات

Marfat.com

تک اور پھر آدھے دن کے بعد کھانا کھانا، وضو اور غسل سے فراغت کے بعد کئی قسم کی سخت عبادات کرتے تھے، پھر عمومی عبادات کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آدھی رات کو آرام سے بیدار ہو جاتے، تہجد کی نماز کبھی کھڑے ہو کر اور اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے، اس نماز کی قرأت میں زیادہ تر سیپارۂ عم پانچ مرتبہ تکرار کے ساتھ پڑھتے، فجر کے طلوع ہونے میں ابھی ایک گھڑی باقی ہوتی تو آپ پھر ذکر اور مراقبہ میں مصروف ہو جاتے، یہاں تک کہ موذن فجر کی اذان کہتا۔ اسی وقت آپ وضو دوبارہ کر کے فجر کی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے، پھر چاشت کے وقت تک آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے مراقبہ میں مصروف ہو کر اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتے، ابھی دن کے ڈھلنے میں تین چار گھڑیاں باقی ہوتیں تو آپ چاشت کی نماز ادا کرتے، یہ نماز اکثر اوقات چار رکعتوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھی، دو رکعتیں صلوٰۃ ضحیٰ اور پھر دو رکعت صلوٰۃ استخارہ بھی ادا کر کے استخارہ کی دعا کرتے تھے، تقریباً ایک گھڑی تک سکوت و مراقبہ کی حالت میں گذارتے، دو تین ورق درود کے پڑھتے اس کے ساتھ ہی فرقانِ مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے، اکثر دس سیپارے اور بعض اوقات تو تہجد میں آرام، سکون، تدبر اور تامل کے ساتھ پندرہ سیپارے تک پڑھ لیتے تھے، جب زوال کے وقت میں دو تین گھڑیاں باقی ہوتیں تو تلاوت سے فارغ ہو کر کھانا کھاتے پھر اسی وقت اپنے حجرۂ منورہ میں آ کر بستر پر دراز ہو کر آرام کرتے، آپ کا دل اور زبان درود نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مصروف ہو جاتے، اس وقت گویا آپ قیلولہ فرماتے تھے، زوال کا وقت ہوتے ہی اٹھ جاتے اور وضو کرنے لگ جاتے۔ بافراغت اور مکمل طہارت کے بعد مسجد جاتے، ظہر کی نماز ادا کرتے، اس کے بعد اس روز کا مقررہ وظیفہ اور تلاوت میں کسی مجبوری سے کمی رہ جاتی تو ظہر کے بعد اسے مکمل کرتے، اسی طرح مسجد میں ہی یا اپنی منزلِ شریف میں ہاتھ میں تسبیح لئے بیٹھے رہتے،

Marfat.com

اُس دوران حاجت مندون کی حاجت روائی میں عصر تک مصروف رہتے ، ان دو بڑے کاموں کے دوران یعنی تلاوت قرآن مجید اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے علاوہ شب وروز آپ کو بچوں کی تعلیم وتربیت کا بھی خیال رہتا تھا۔

اسی وقت آپ اپنے حرم معلیٰ میں تشریف لے جاتے ، دوبارہ طہارت کر کے عصر کی نماز پڑھتے ، اگر اس دن کی تلاوت یا مخلوق کی حاجت روائی میں کچھ کمی رہ جاتی تو اسے پورا کرتے ورنہ نماز عصر سے لے کر نماز خفتن تک مصلہ پر ہی مراقبہ کی حالت میں بیٹھے رہتے ، نماز خفتن پڑھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے ، کبھی اپنی خوابگاہ پر لیٹ جاتے اور کبھی ہاتھ گردن پر ڈالے تکیہ کا سہارا لئے بیٹھے رہتے اور کبھی سنت سنیہ کی رعایت سے بحکم حدیث شریف ''اے حمیرا مجھ سے بات کرو'' کے تحت اپنے اصحاب طریقت سے بات چیت کر کے خوش ہوتے تھے ، اس نازک وقت میں خصوصاً یہ عزیز بھی حاضر ہوتے ، سیادت مآب وسعادت نصاب میراں سید احمد ، حقائق آگاہ معارف دستگاہ نخبۃ الاولیاء میاں شیخ مرتضیٰ ، عزیز الوجود عالم نیک ذاتی ونیک نہادی میاں شیخ عبدالغفور ، سلالۃ الاولیاء عظام صفوۃ الاصفیاء کرام میاں شیخ نعمت اللہ ، سیادت و سعادت اقتران میر محمد زاہد ، مخدومی کمالات پناہ میاں شیخ یعقوب ، مشیخت پناہ ومعارف نصاب میاں شیخ رستم ، خجستہ خصال عالم آزادگی میاں محمد ہاشم سنبھلی اور شرفیاب قبول اہل اللہ مولانا محمد دوست۔

اگر اس نازک وقت میں ان اعزہ میں سے کوئی موجود نہ ہوتا تو آپ مثنوی مولوی یا مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری یا بیاض خاصہ جس میں آپ نے اپنے خط خاص میں بطریق نثر اشعار لکھے ہوتے تھے کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے ، اور اصحاب کی یہ صحبت اور صحبتِ کتاب اکثر نصف شب تک رہتی تھی۔

اسی وقت آپ دوبارہ وضو کر کے درود پڑھنے میں مصروف ہو جاتے تھے اور درود

Marfat.com

پڑھتے پڑھتے ہی آپ سونے کے لئے چلے جاتے تھے، مقرر کردہ طریقہ کے مطابق آپ بیدار ہو کر اپنے معمول کے اوقات کی تعمیر میں مشغول ہو جاتے۔

یہ ہے آپ کے شب و روز کے اعمال کا ایک خاکہ، سنن، نوافل، ادعیہ، سنن کی ادائیگی سے پہلے، وظائف، نوافل تہجد و چاشت، تسبیح و تحلیل مسنونہ اور مشہور پانچ سورتوں میں سے ایک سورۃ، فرض کی گئی نمازیں، وضو اور استنجا کے دوران کی دعائیں حتی کہ نیند اور غنودگی وغیرہ میں دن اور رات کے وہ اعمال جو آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے شہرت کا امتیاز رکھتے ہیں، سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے تھے۔

رمضان شریف کے مہینہ اور اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس کے دنوں میں آپ انواع و اقسام کی ریاضتیں کرتے تھے، چنانچہ اس مبارک مہینے کے دن اور رات اور دیگر چالیس روز کی تمام برکات، قیام، تلاوت اور ذکر میں گذارتے تھے، نیند صرف غنودگی اور کھانا محض بھوک روکنے کے طور پر کھاتے (قوت لایموت) رمضان کی راتوں کو پانچ چھ مرتبہ با جماعت قرآن مجید سنتے تھے اور کبھی کبھار تو ایک یا دو راتوں میں سارا قرآن شریف تراویح میں سنتے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کے چالیس دنوں میں ہر روز نو مرتبہ قرآن پاک کے ختم کا التزام کرتے تھے، جو آپ اپنے تمام احباب و اصحاب کے ساتھ سرانجام دیتے تھے، حساب کے مطابق سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں ہر روز ایک ختم کرتے تھے اور وہ نو ختم اکثر اس طرح ہوتے تھے کہ روزانہ دو مرتبہ ختم نہیں کر سکتے تھے، بلکہ راتوں کو چراغ کی روشنی میں اپنے خاص اصحاب و احباب کے ساتھ آدھی رات تک پڑھتے تھے۔

الغرض ماہِ رمضان اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے چالیس روزہ عرس کے موقع پر آپ جو عبادت و ریاضت کرتے تھے وہ متاخرین میں سے بہت کم کسی کو میسر تھی اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی و کرم سے آپ کے برکات سے معمور اوقات ہم جیسے مجبوروں کے حال

Marfat.com

میں بھی شامل کرے۔

## فصل دوم

### آپ کی عمدہ عادات (کا بیان)

جاننا چاہئے کہ سیرت نگار حضرات کے نزدیک عادات کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص کو کھانے پینے، پہننے اور سونے، بننے سنورنے، خوش طبعی، اپنے اہل خانہ، خادموں، غلاموں کے ساتھ رہنے کے طور طریقوں سے واقفیت ہو اور اسے اصحاب و احباب، جانے اور آنے والوں کے ساتھ مصاحبت کے آئین سے بھی آگہی ہو، سفر اور سواری کی حالت، بیماری کا علاج، مریضوں کی عیادت اور غریبوں و یتیموں کی احوال پرسی کے آداب سے واقفیت ہو، اور یہ مسکین (مولف) ان میں سے آپ کی ہر عادت شریفہ کو سات مقالوں میں بیان کرے گا۔

## پہلا مقالہ

### آپ کے کھانے پینے اور پہننے و سونے کے آداب

یہ امر پوشیدہ نہیں رہنا چاہئے کہ آپ کا کھانا نہایت قوت بخش ہوتا تھا، ثقیل قسم کی خوراک سے آپ کے معدہ شریف میں خرابی پیدا نہیں ہوتی تھی، اگر چہ ماہ و سال کے گذرنے اور صالح مہمانوں کے ساتھ مل کر بھوک کے مطابق تناول فرماتے تھے، اس زمانہ کے مستقیم مزاج حضرات کھانے کی مقدار بڑھاتے رہتے تھے لیکن آپ کا اس معاملہ میں مستقل طریقہ یہی رہا کہ جب آپ کھانے کے لئے بیٹھتے تو وہی نان جو خاص محفل کے حاضرین کو پیش کیا جاتا تو آپ اسی نان کو کھانا شروع کر دیتے اور خادم سے فرماتے تھے کہ دوسرے کھانوں کو برابر تقسیم کرو، اس دوران مسافروں اور مسجد کے

Marfat.com

طالب علموں کو بھی بلا کر فرماتے کہ اس کھانے کو الگ الگ کر دو۔

اس دوران آپ مختلف علتوں سے وہ خشک نان آدھی بھوک تک کھا کر فارغ ہو جاتے، اسی وقت آپ اپنا ہاتھ کھانے کے اس برتن تک لے جاتے جو سادہ، پتلا اور فالتو مسالوں کے بغیر ہوتا تھا سے ابتداء کرتے تھے، مثلاً حلیم، ہریسہ، شوربا اور جب کھانے کے تین چار لقمے باقی رہ جاتے تو چکنائی والے کھانے مثلاً تنجن اور بریانی جیسی چیزیں تناول فرماتے تھے، پھر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ دماغ کو درست رکھنے اور اس کی تازگی کے لئے اتنا ہی کافی ہے، کھانے کے آخر میں دو تین روغنی لقمے بھی کھا لینے چاہئیں، لیکن بدن کو ہلکا اور قوا واعضا کی تقویت کے لئے کم خوری، زیادہ مادہ والا کھانا کھانا چاہے کیوں کہ اس صورت میں بدن کو ضروری قوت حاصل رہتی ہے، اس سے نفسِ سرکش اعتدال پر رہتا ہے، اس لئے سیر ہو کر کھانے سے اجتناب کریں جب ایک چوتھائی بھوک باقی ہوتی تو کھانے سے ہاتھ روک لیتے، اور فرماتے تھے کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ کبھی سیر ہو کر کھانا کھایا ہو، اور میرے بدن میں کبھی ضرورت سے زیادہ تفاوت پیدا نہیں ہوئی، اگر کبھی مہمان آئے ہوئے ہوں تو ان کی صحبت کے ادب سے میں کھانے سے ہاتھ نہیں روکتا بلکہ نانوں کو ٹکڑے کر کے شوربے والے سالن کے برتن میں ڈال کر ان کا ثرید بنا کر کھاتے، اس بہانے یہ مجلس آخر تک پہنچاتے اگر کھانے کی کوئی دعوت اصحاب طریقت اور متقی حضرات کی طرف سے ہوتی تو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتے اور اگر اس کے علاوہ ہوتی اور قبول نہ کرنے میں کوئی نقصان محسوس ہوتا تو قبول ضرور کرتے اور خاص نان اپنے گھر سے ساتھ لے جاتے تو اس عزیز کے کھانے کی مجلس میں اسے اس نکال کر کھاتے کہ بہت کم کسی کو اطلاع ہوتی۔

ساگ، پیاز اور خشک کھانا آپ کو طبعاً اور روحاً سخت تکلیف دیتا تھا، چنانچہ اس مسکین (مولف) نے تیس سال کی مدت میں صرف پانچ چھ مرتبہ سے زیادہ سخت غصہ میں نہیں

Marfat.com

دیکھا، ایک مرتبہ اسی طرح کا موقع تھا اور ہاتھ دھونے میں بھی بہت مبالغہ فرماتے تھے، اگر دھونے کا سامان (صابن) موجود نہ ہوتا تو چہرہ مبارک پر اس کی پوری کراہت ظاہر کرتے تھے اور خشک کاغذ سے اپنے ہاتھ مکمل طور پر صاف کر کے پانی سے دھوتے تھے۔

آپ شوربے والا کھانا جس میں نان ڈالا جاسکے، ثرید، ابلے ہوئے گوشت کا سالن اور سوہن حلوہ پوری رغبت سے تناول فرماتے تھے، رمضان شریف کے ایام میں آپ نماز مغرب کے بعد افطار کے ارادہ سے جو کچھ موجود ہوتا مثلاً کلچہ اور نان خشک وغیرہ ناشتہ کے طور پر کھاتے تھے اسی طرح صاف معدہ اور سبک بدن کے ساتھ آپ نماز تراویح ادا کر کے کھانا کھاتے تھے۔

فرماتے تھے کہ اس طرح کرنے سے چار فوائد حاصل ہوتے ہیں، اول یہ کہ تراویح کی نماز سستی اور بے مزگی کے بغیر ادا کی جاسکتی ہے، دوم یہ کہ رات کو زیادہ پانی پینے کی حاجت جس سے کہ بدن کو سخت کوفت ہوتی ہے اور طاعت وعبادت میں بھی خلل آتا ہے سوم یہ کہ کھانا تیار کرنے والے خدام بڑی محنت سے کھانا لاتے اور گرمی کے موسم میں جلد ہی خلاصی چاہتے ہیں اور افطار کے بعد رات کے اوقات جو سرد ہو جاتے ہیں اشغال بآسانی ہوسکتے ہیں، چہارم یہ کہ سحر کے وقت روزہ رکھنے اور کھانا کھانے سے روزہ کے ساتھ سارا وقت قوت بحال رہتی ہے اور روزہ کا ضعف بالکل محسوس نہیں ہوتا، آپ کے پانی پینے کا طریقہ یہ تھا کہ اگر کھانے کے دوران پیاس کا غلبہ ہوتا تو تھوڑا سا پانی پی لیتے، اس کے بعد دیر تک یعنی تین چار گھڑی پانی پینے سے اجتناب کرتے، پھر چند مرتبہ پانی پیتے تھے اور پانی پینے کے دوران وقفے بھی کرتے تھے ہر گھونٹ پر سانس روک لیتے تھے، سانس روکنے کے بہت سے فوائد بھی بیان کرتے تھے اور ہر گھونٹ کے اول وآخر پر بسم اللہ اور الحمد للہ کہتے تھے، پانی کے کم پینے پر بہت زور دیتے

Marfat.com

تھے، پانی کے کم پینے کے فوائد اور کثرتِ نوشی کے نقصانات بھی بیان کرتے تھے۔

آپ اپنے لباس میں بھی میانہ روی کو پسند کرتے تھے، آپ کی دستار کا پرکالہ صحیح تھا اور یہ لمبائی میں بیس گز اکبری کے برابر تھی جو نفاست اور قیمت کے اعتبار سے اعلیٰ ترین تھی، آپ کا لباس اور چغہ بھی درمیانہ درجہ کا ہوتا تھا جو دوسروں سے الگ نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کا پیرہن اوسط قسم کا تھا جسے ہندی میں ادھوتر (موٹے کپڑے کا لباس) کہتے ہیں اور اس کا پرکالہ بھی دو تین روپے سے زیادہ کا نہیں ہوتا تھا اور آپ کا منفرد چغہ اوسط قیمت یعنی تین چار روپے سے زیادہ کا نہیں ہوتا تھا آپ کا کرتہ شریف ہمیشہ شانوں سے چاک ہوتا تھا اور اس کا دامن چوڑائی اور لمبائی میں بھی خاصا دراز ہوتا تھا اس کی آستینیں ہاتھوں کی انگلیوں سے بھی کچھ زیادہ ہوتی تھیں، اس کی وسعت صرف اس قدر ہوتی تھی کہ بدن کو کامل یا مختصر غسل کرتے وقت زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی تھی آپ کا منفرد چغہ بھی طول وعرض اور تنگی وفراخی میں پیرہن کی طرح ہوتا تھا البتہ اس میں کمر کے نیچے دائیں طرف جیب ہوتی تھی آپ کی شلواریں بھی ٹخنوں سے زیادہ اونچی ہوتی تھیں۔

آپ کے موسم سرما کے لباس کا اس رسالہ کے آغاز میں ذکر کیا جا چکا ہے، آپ موسم سرما کے چلہ کے سوا جب کہ ہوا نہایت ٹھنڈی ہوتی ہے گرم کپڑے نہیں پہنتے تھے، موسم سرما کے آغاز اور اختتام پر صرف ایک چھوٹا دوپٹہ (مفلر) ہوتا تھا، اگر کبھی سرخ تہ بند جو زرد نہیں ہوتا تھا اور جسے ہندی زبان میں اتان کہتے ہیں، وہ دوپٹہ آپ اپنے مبارک شانوں پر رکھتے تھے، آپ کے جوتے مبارک ہمیشہ جلد کے بغیر ہوتے تھے اور برسات کے موسم میں آپ ایسے لکڑی کے جوتے پہنتے تھے جو اوپر سے چمڑے کے بنے ہوئے ہوتے تھے، آپ نے اپنے سونے کے بستر اور پوشاک کی پسند کو اپنے حرم معلّٰی کی خواتین کو اختیار دے دیا تھا، وہ جس طرح چاہتیں آپ قبول کر لیتے تھے، وہ مہمان خانہ جو آپ نے دوسروں کے سپرد کر رکھا تھا کا بندوبست بھی انہی خواتین کے ذمہ تھا۔

Marfat.com

آپ کی نیند روزانہ بمشکل دو گھڑیوں کے برابر تھی، جو آدھی رات کے بعد رات کے تیسرے حصہ کے بعد ہوتی تھی، مذکوہ وقت پورا ہونے کے بعد ہمیشہ شکایت کرتے تھے کہ میرا یہ آزمودہ تجربہ ہے کہ اگر ہمت اور ذوق ساتھ دے تو ساری رات طاعت و عبادت میں گذار دوں، رات کے آخری حصہ یا چاشت کے بعد ایک دودھ پیتے بچے کی مانند کہ جو پستان چوسنے کے دوران اٹھ جاتا ہے اور وہ ساری رات بیداری کی کوفت کو دور کرنے میں صرف کرتا ہے لیکن تن آسانی اور کاہلی جو انسانی طینت کا خاصہ ہے کے گرداب سے آپ کی نیند کوسوں دور تھی، بیماری کے ایام میں آپ دیر تک سوتے رہتے تھے، رات اور دن کے آٹھ پہر اور پھر دو پہر کو بھی سونے کی عادت تھی اور اس امت کے لوگوں کی عمومی عمر ساٹھ سال ہوتی ہے، جب اپنے اوقات کا حساب کیا جائے کہ اس ساٹھ سال میں اس نے پورے پندرہ سال نیند میں گذارے اور فرض کریں کہ اگر اس نے اس عمر میں ساری راتیں سو کر گذاری ہوں تو اس کی نیند کے تیس سال کامل بنتے ہیں اور اس حالت میں قیامت کے روز عقل اور ایمان کی رو سے رضائے خدا دور ہے۔

آپ کے مزاج مبارک پر صفرا کا غلبہ ہوتا تھا اس وجہ سے موسم سرما کے چلہ کے سوا آپ ہمیشہ اپنے گھر کے صحن میں آرام کرتے تھے، چلہ کی راتوں کو کبھی کبھار طاقت حاصل ہو جاتی تھی، خواب (نیند) کی حالت میں آپ کی سانس مبارک کی آواز بلند ہو جاتی تھی چنانچہ جو کوئی بھی آپ کے نزدیک ہوتا وہ یہ آواز سن سکتا تھا، نیند کے ساتھ یقظہ میں آپ کی آنکھیں منور، ایسے سرخ خطوط کی مانند رنگین ہو جاتیں کہ کسی پھول کا پشتہ اور کوئی شیشہ شراب اس آب و رنگ کا نہیں ہو سکتا تھا پس اس کے پیدا کرنے والے کی پاکیزگی بیان کرو کہ اس نے کیسا (عمدہ) پیدا کیا اور اس کی تقویم کے جمال پر قربان جائیں۔

Marfat.com

## مقالہ دوم

### آپ کی آراستگی، خوشبو کے استعمال، پھل کھانے اور دیگر خوراک کا بیان

آپ اپنے سر مبارک کے بال ہر ہفتہ کٹواتے، لبوں کے اوپر اور نچلے ہونٹ جو پانی اور کھانے سے آلودہ ہو جاتے تھے، کو رہنے دیتے تھے، داڑھی مبارک کے وہ بال جو آپ کے چہرۂ منور پر آجاتے انہیں اتار دیتے تھے، گرمی کے موسم میں، شدت حرارت کے قریب وہ بال جو آپ کی گردن مصفا پر ہوتے اور پسینہ کے بڑھانے کا سبب بنتے تھے کی جڑیں نکلوا دیتے تھے، اپنی داڑھی مبارک کی لمبائی اور چوڑائی میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرتے تھے، بال کاٹنے کے آلات، موچنے کا استعمال، ناخن کاٹنا اور آرائش ریش کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور آپ اکثر اوقات زینت دینے والے (حجام) کی مدد کے بغیر ہی اپنے دست مبارک سے انجام دیتے تھے یعنی سر کے بال مونڈھنا، داڑھی کی حجامت وغیرہ خود ہی کرتے تھے، یہ کام اکثر لوگوں کے لئے ممکن نہیں ہے، خاص طور پر سر کے بال مونڈھنے سے تو ماہرین حجام بھی اس سے عاجز آجاتے ہیں۔

آپ خوشبو لگانا بہت پسند کرتے تھے، مختلف قسم کے عطر جو کہ رنگ اور خوش بو میں زیادہ موثر ہوں، ان کا استعمال کرتے تھے۔ مثلاً گلاب اور عبیر دونوں ہی آپ کے اہل خانہ کو بہت زیادہ نفاست اور لطافت بہم پہنچاتے تھے، آپ کے عطریات کے استعمال کا طریقہ یہ تھا کہ آپ بدن کے وہ مختلف اعضا جن پر بال اگتے ہیں مثلاً سر کے کناروں کے بال، داڑھی کے بال جن کو تر کرنے کی ضرورت ہوتی تو ان کو گلاب اور عبیر کے عطر سے معطر کرتے اور فرماتے تھے کہ بدن کے حصوں میں سے یہی بال ہیں جو بدبو پیدا کرتے ہیں، جو مخصوص قسم کے عطر کے استعمال اور دیگر اعضاء پر خوشبو ملنا محض ضائع

Marfat.com

کرنے کے برابر ہے، گلاب اور عبیر پر آپ خرچ کرنے سے بہت کفایت کرتے تھے چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ اپنی ساری عمر میں میں نے جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا حساب نہیں رکھا وہ رقم جو میرے متعلقین نے خرچ کی ہے وہ چونکہ اکثر قاعدۂ عقل معاش کے خلاف ہے اور دس بیس کے خرچ کو جمع کرنے سے کسی محتاج کی حاجت پوری تو نہیں ہوسکتی، اس کام کے تصور اور مشاہدہ سے بعض اوقات مجھ میں وہم پیدا ہوتا تھا جس سے میرے دل میں ملال بھی آتا تھا۔

اب جب کہ میں نے عبیر اور گلاب کے عطر کے استعمال میں نہایت کفایت سے کام لینا شروع کر دیا ہے اور اس خرچ میں نہایت ضبط و خاص اسلوب پیدا کر لیا ہے جس سے میرا مذکورہ وہم رفع ہو چکا ہے اور یہ سمجھ چکا ہوں کہ دیگر معاملات میں جو بے ضابطگیاں ہوئی ہیں وہ میری عدم توجہ اور التفات طبع کی کمی کے باعث تھیں اور ان کی کوئی دوسری وجہ نہیں تھی۔

پھلوں اور دیگر نعمتوں کے کھانے کے سلسلہ میں آپ خوب سوچ بچار اور خاصی احتیاط سے کام لیتے تھے، ان سب میں سے ہندوستان کے پھل جو کہ معلوم اور مجہول تھے اور ان کے مالک ان کا حساب نہیں رکھتے تھے مثلاً گاجر، کھیرا اور اس قسم کی دوسری چیزیں ان موسموں کے آغاز میں ہی فقراء، غرباء، مساکین اور یتیموں کو پیٹ بھر کر کھانے کے لئے دی جاتی تھی، لیکن وہ پھل جو زیادہ قیمتی ہوتے تھے اور دنیاداروں کے نفس کی پرورش کر سکتے تھے مثلاً انگور، خربوزہ اور تربوز وغیرہ (زیادہ نہیں آتے تھے) اس قسم کے پھلوں کو آپ دیر تک استعمال نہیں کرتے تھے۔ جب باغات میں یہ پھل ختم ہو جاتے تو بازاروں میں بھیج دیئے جاتے تھے تو یہ پھل طراوت کے طور پر کھیروں اور گاجروں کے بھاؤ خرید کر حق داروں یعنی مساکین اور غرباء میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے اس طرح آپ بھی ان اصحاب، احباب، فقراء اور مساکین کے ساتھ ایک دو مرتبہ

Marfat.com

تناول فرما لیتے اور تربوز و خربوزہ جو کہ میٹھا اور شیرہ دار ہوتا اپنے عزیزوں پر نثار کر دیتے تھے اور خود ان کے چھلکوں پر سے تراش تراش کر چھری سے کھاتے تھے۔

ان جملہ نعمتوں میں سے جو آپ کھاتے تھے حلواء سمنک[ا] اور حلوۂ سوہن تھا جو آپ پوری رغبت سے تناول فرماتے تھے، اس کی تعریف بھی کرتے تھے کہ کھانوں میں سے وہ کھانا جس کے دو فوائد ہوں یعنی اس سے غذا اور دوا دونوں حاصل ہوں وہ صرف سمنک ہے اور اس سے جو صحیح نفع ملتا ہے وہ کسی معجون اور طبیبوں کے حلوؤں سے جو کہ مادۂ حیات اور دوا کہتے ہیں، نہیں ملتا۔

## مقالۂ سوم

### آپ کے اپنے اہل خانہ، خادموں اور دوستوں کے ساتھ معاشرت کے اطوار

جاننا چاہئے کہ آپ کا بیرونی دیوان خانہ خلق اللہ کی حاجت گذاری اور بے سہارا لوگوں کی مدد کے لئے مخصوص تھا، اس طرح آپ کے حرم معلیٰ میں بھی سارے مسلمان کامل ادب اور سکون کے ساتھ بیٹھتے تھے، بے حال خواتین، بچے اور مایوس یتیم حضرت ام العارفین والدہ ماجدۂ مخدوم زادہ خرد خواجہ سراج الدین محمد کی وساطت سے اپنے احوال عرض کرتے تھے اور ان کے وسیلہ سے آپ کی مدد، سفارش، رائے اور تدبیر سے اپنا کام کرواتے تھے، آپ اس کمزور طبقہ اور یتیموں کی اپنے اہل خانہ کے ذریعہ پوری رغبت سے دل جوئی اور مہمان نوازی کرتے تھے، اسی طرح اوسط طبقہ کے لوگوں کے گھروں میں خصوصی مواقع اور عرس کے دنوں میں کھانے کی مقدار بڑھا دیتے تھے کیوں کہ اس وقت عوام کا ہجوم اور ازدحام ہوتا تھا، اسی طرح بغیر کسی ناغہ کے آپ کے

Marfat.com

حرم معلّی میں ضعیفوں اور غریبوں کا ہجوم ہوتا اور آپ کھانے میں اضافہ فرماتے رہتے۔ جو پوری عزت واحترام کے ساتھ کھانا حاصل کرتے تھے اور آپ بالکل اپنی ضرورت کا خیال نہیں فرماتے تھے، آپ ہر وقت اور ہر موقع پر اس دنیا میں رزق حلال اور سفر آخرت کی ام العارفین (زوجہ خود) کو تعلیم وتلقین فرماتے رہتے تھے، جس کی برکت سے آپ کے اکثر کمالات میں سے کچھ حصہ اس زینت دہ خواتین (زوجہ) کو حاصل تھا اور یقیناً اس وقت آپ کی سب سے زیادہ صحیح جانشین یہی ہیں اگرچہ آپ کے تمام اصحاب ومخلصین میں آپ کی تھوڑی تھوڑی برکات تقسیم ہوگئی ہیں لیکن ان میں سب یکجا ہیں اور حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں آیا ہے کہ اس عارفہء کاملہ سے اپنا دین حاصل کرو۔ آپ نے اپنے تمام اہم اختیارات ان (زوجہ) کو سونپ دیئے تھے اور آپ خود ان کی جانب سے اس میں تصرف کرتے رہتے تھے، معاشی معاملات میں تمام وکمال ان کی رضا مندی حاصل کی جاتی تھی اور اپنی رضا کو ان کی رضامندی سے مشروط کر دی تھی، انہوں نے صوری ومعنوی بلیات کے ازالہ کے لئے اپنی پوری توجہ مبذول کر رکھی تھی۔

چنانچہ ایسی عورتیں جو مسخرہ پن، گانے والیاں، بدنام، چغل خور اور جواں سال ہوں، اس آخری زمانہ کا کوئی فتنہ بھی آپ کے حرم معلّی میں راہ نہیں پا سکتا، پورے کاشغر سے لے کر اقصائے افریقہ تک اس وقت آپ کے گھر مبارک کے سوا کوئی گھر ان مذکورہ فسادات سے محفوظ نہیں ہے۔

یہ منقبت ان کی بڑی تعریف کے برابر ہے کہ وہ باتدبیر اور بصیر ہیں اور آپ ان کی بیماری کے دوران خود ان کی تیمارداری کرتے اور بہت سی نوافل پڑھ کر ان کی بیماری کو اپنے اوپر لے لیتے تھے، چنانچہ ایک مخدوم زادی عالی نژاد کی ولادت کے وقت وہ ام العارفین معذور تھیں، قضاء الٰہی سے وہ عاجزۂ مغفورہ بی بی سالمہ جو جواں سال اس دنیا

Marfat.com

سے رحلت کر گئیں، ان دنوں آپ نے بے تابی اور پریشانی میں اس کی نماز جنازہ اور تدفین کا کام اپنے اصحاب واحباب کے حوالہ کر کے خود اس کی والدہ کی حفاظت، نگہداشت، تسلی اور تشفی کے لئے اپنے آپ کو پابند کر لیا پھر کامل تین دن تک آپ مروی صلوات پڑھنے کے آپ کے پاس سے نہ اٹھے اور اپنے والد شریف کے خدام، حاشیہ نشینوں، غلاموں کے معاملہ میں جو کہ ترک ملازمت سے لے کر آپ کے آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے تھے کی بھی خبر گیری نہ کرتے تھے، صرف اپنے دو ازواج یعنی والدۂ حضرت مخدومزادۂ بزرگ ووالدۂ حضرت مخدومزادۂ خرد کے حقوق کے سوا اپنے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں رکھی تھی، کسی خادم، خوراک، (نگہداشتِ) جانوران وغیرہ اپنے ذمہ نہیں رکھی ہوئی تھی اور اپنے اکثر خاص کام مثلاً وضو کرنا، مصلا اور قرآن مجید اٹھانا، پنکھا جھلنا (کرنا)، وضو کے لئے مٹکے سے پانی لانا اور جوتے اٹھانا خود انجام دیتے تھے، اپنے اخلاص مندوں میں سے کسی سے مدد کے لئے کہہ دیتے تھے اپنے خدام اور غلام اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دیئے تھے اور ان کے احوال (ذمہ داری) سے مکمل طور پر آزاد ہو گئے تھے۔

اسی طرح حضرات مخدوم زادوں کی ماؤں کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے آپ اکثر کنیزوں، خدام اور غلاموں کو کام کرنے میں کاہلی، بیکاری اور سستی کرنے پر تنبیہ کیا کرتے تھے وہ آپ کی خدمت کرنے پر اکثر اپنی ماہانہ تنخواہ سے زیادہ انعام پانے کے خواہش مند رہتے تھے اور خدمت کے عوض ہر ایک کو بطریق انعام دینا بھی متعین کر رکھا تھا اور کام کے دوران غلطی ہونے پر اس میں سے کچھ کاٹ لیا جاتا تھا لیکن پھر اچھی خدمت کے عوض وہی کٹوتی انعام کے طور پر دے دی جاتی تھی، اس صورت میں ان سے جرمانہ لینا محض سیاست نہیں تھا بلکہ آخرت کے وبال سے بچنے کے لئے تھا کہ تاوان لینے سے منع کیا گیا ہے یہ طریقہ تنگ دستوں کو انعام سے نوازنا آپ کی سنت

Marfat.com

مسلوکہ تھی اسی طرح یہ مدرسہ کے بچوں، خدام اور ملازمین بھی اس طریقہ کے استعمال سے فوائد و منافع حاصل کرتے رہتے تھے، اس معاملہ میں آپ سے بہت سے نکات اور دقائق مروی ہیں جن کی تفصیلات طوالت کا باعث ہے، عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

## مقالہء چہارم

آپ کی مصاحبت کی وہ خصوصیات جو اپنے اصحاب واصحاب، جانے اور آنے والوں (مہمانان)، برادران دینی اور محبین سے متعلق تھیں۔

معلوم ہونا چاہئے آپ اصحاب کی محبت کے معاملہ میں منفرد حیثیت سے رہتے تھے، پیش آنے والے امور اور مختلف قضیات (حوادث) کے سلسلہ میں آپ باقاعدہ مشورہ سے عمل کرتے تھے اور اس سلسلہ میں جمع ہونے والے اصحاب کی رائے کے مطابق اقدام فرماتے تھے اگر کوئی اختلاف ہوتا تو فیصلہ کرنے والے کو اس کا اختیار دے دیتے، ان اصحاب مشورہ میں جناب مشیخت مآب میاں شیخ رستم اپنی اصابت رائے اور اعلافہم کے باعث کامل امتیاز رکھتے تھے (ان کی رائے) چار لوگوں کے برابر شمار کی جاتی تھی، وہ دونوں اطراف کے مساوی اور مختلف ناموں پر نظر رکھتے تھے، وہ اصحاب واحباب کی توصیف وتعریف کامل وجوہ کے بغیر نہیں کرتے تھے اور ان کی طرف سے ناز، بے نیازی، بدخوئی، بدگوئی، حد سے تجاوز اور غرور کا اظہار ہوتا تو وہ ان سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور کبھی برا نہیں مانتے تھے بلکہ ان کے ساتھ مسلسل کئی طرح کی دل جوئی اور مہربانی سے پیش آتے اور وہ صادق اخلاص رکھنے والوں کے سوا کسی سے اخلاص ومحبت کی توقع نہیں رکھتے تھے۔

Marfat.com

آپ کی مجالس عالیہ میں وہ تمام اصحاب کو زبان اور کردار کے اعتبار سے اپنے پر ترجیح دیتے تھے، آپ کے اکثر لاابالی مشرب دوستوں جن کی آپ کی طرف سے بہت تواضع و تعظیم ہوتی تھی لیکن ان کی طرف سے اس کا عشر عشیر بھی وقوع میں نہیں آتا تھا، بلکہ ان کی طرف سے اس کے برخلاف عمل ہوتا تھا جب کہ آپ اس کا تاثر اور تکدر ظاہر نہیں کرتے تھے چنانچہ اس فقیر (مولف) نے کئی بار یہ دیکھا ہے کہ نماز کے لئے صف بندی ابھی ہو رہی ہوتی تھی کہ لاپرواہ دوست آپ کی آمد کا انتظار کئے بغیر ہی تیزی کے ساتھ نماز ادا کر کے فارغ ہو جاتے اور پھر جب آپ مسجد پہنچتے تو آپ باجماعت نماز ادا کرنے کے عادی افراد کے بغیر ہی تنہا نماز ادا کرتے، اور آپ بالکل اپنے ملال کا اظہار نہ کرتے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا آپ اپنے تمام اصحاب اور عام صلحاء و فضلاء کی خدمت اور مدد سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

ہندوستان کے بلادِ معظمہ میں سے کوئی بلدہ ایسا نہیں تھا کہ وہاں کے اہل علم وصلاح کی کثیر تعداد کو آپ کی طرف سے معاونت اور خدمت کی پیش کش نہ ہوئی ہو اور ان کے مصائب و مسائل میں آپ نے موافقت اور شرکت نہ کی ہو، آپ کا یہ معمول بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہتا تھا جونہی کسی دوست پر کوئی تفرقہ یا مصیبت آتی آپ اس کے اس ابتلاء کے ایام میں پہلے دن سے آخری وقت تک موافقت اور معاونت کا سلسلہ جاری رکھتے، ان کے ہاں شادی کی رسوم و تکلفات شروع ہوتے ہی آپ بقدر ضرورت رسم سے ایک دن پہلے یا اس کے فوراً بعد آپ اس دوست کے گھر تشریف لے جا کر مبارک باد کی رسم ادا کرتے، رسوم کے موقع پر آپ اس سے زیادہ موافقت نہیں کرتے تھے، اپنے متعلقین اور مخلصین سے بھی یہی طریقہ اپنانے کے لئے کہتے تھے، ہر اس شخص کو جسے آپ کے ساتھ کچھ نسبت ہوتی یا اس نے کسی زمانہ میں آپ کی خدمت کی ہوتی تو اس کے متعلقین اور بچوں کی خدمت اپنے لئے واجب تصور کرتے تھے

Marfat.com

اور اگر کوئی دوست شرعی و طریقت کے طور پر اس عمل سے آزردہ ہوتا تو آپ اس کے روبرو یا اس کی غیر موجودگی میں سنجیدہ طریقہ سے نہایت ناگزیر حالت میں بڑے تحمل اور اختصار کے ساتھ کچھ کہتے تھے۔

اگرچہ آپ کی طرف سے کبھی بھی کسی دوست کی تحقیر کی کوشش یا ارادہ نہیں ہوا پھر آپ شرعی طور پر کسی کی بے عزتی کرنے پر راضی نہیں ہوتے تھے چنانچہ اس بندہ (مولف) سے فرماتے تھے کہ بعض متشابہات کی بنا پر میرے اور میاں شیخ احمد[1] قدس سرہ کے مابین کچھ اختلاف پیدا ہوا اور کدورت کا غبار ہمارے مصفی آئینوں پر اس اشتباہ کی وجہ سے حائل ہو گیا تھا، اگرچہ میاں جیو کے مریدین کی طرف سے کبھی کبھی کوئی تہمت یا اعتراض آ ہی جاتا تھا۔

میں نے ہر طرح کی کوشش کی مجھے واضح یا اشارتاً یہ معلوم ہو جائے یا انہیں جو کلام اللہ کے حفظ کی سعادت میسر آئی ہے یا ان دنوں جب کہ انہیں روحانی مشاغل میں بہت زیادہ غلو حاصل ہوا ہے سے نسبت دوں لیکن دل کسی سبب کو قبول نہیں کرتا تھا اور اس دوران کچھ بھی وقوع میں نہ آیا اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہمیشہ اسی امر کا منتظر رہا کہ کسی توجیہہ اور وضاحت سے ان متشابہات کی حقیقت معلوم ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی اس پر حمد اور احسان ہے کہ میاں جیو کی طرف سے واضح بیان سنا جس سے اس کدورت اور ملال کا نشان باقی نہ رہا۔

---

[1] میاں شیخ احمد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہیں

Marfat.com

# مقالہ پنجم

## آپ کے سفر اور سواری کا طریقہ

آپ ضرورتِ کلی کے بغیر سفر نہیں کرتے تھے اور سفر سے بڑی کراہت محسوس کرتے تھے، جس کی چند وجوہ تھیں:

ایک یہ کہ سفر کرنے سے آپ کے طریقۂ مرضیہ میں خلل آتا تھا، آپ کا طریقۂ مرضیہ یہ تھا کہ آپ پر اپنے فرزندوں کی والدہ کی ذمہ داری کے سوا شرعی طور پر کوئی دوسرا امر لازم نہیں تھا، اسی لئے قیام کے دوران آپ کے پاس کوئی نوکر اور بار برداری کا جانور نہیں تھا لیکن سفر کے لئے مجبوراً نوکر اور جانور کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس کی خدمت کا معاوضہ دینا بھی لازم ہو جاتا ہے جس کے باعث آپ کے وقت شریف میں بہت تفرقہ پیدا ہو جاتا تھا جس سے آپ کے طریقہ کے خلاف ارتکاب بھی ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ آپ کے وظائف اور دائمی عبادت میں وہم، خلل اور فتور واقع ہوتا تھا اس طرح سفر میں آپ کے شب و روز کے اوقات میں لوگوں سے میل و ملاقات میں گذر جاتے جس سے آپ کو کامل خلوت اور تنہائی میسر نہیں آتی تھی، اس سے آپ کو جسمانی اور روحانی کوفت بھی ہوتی تھی پس اس قسم کی وجوہات کی بنا پر جب تک کوئی مجبوری، کراہت شرعی یا عرفی نہ ہوتی آپ سفر نہیں کرتے تھے، جب آپ کو اس میں اختیار ہوتا تو آپ جانوروں کو ہمراہ لے جانے سے مکمل طور پر اجتناب کرتے تھے، اس معاملہ میں زبان عرض حال سے مفقود ہے، پیاس، بھوک اور بیماری کی اطلاع پر بھی معذور ہوتے تھے اس لئے اس عذر کی بنا پر آپ پالکی میں سفر کرتے تھے جنہیں انسان اٹھاتے ہیں ان میں سے چند افراد کو آپ بطور نوکر کچھ وقت کے لئے ہمراہ لے جاتے تھے اور وہ ارادہ رکھتے تھے کہ مقررہ معاوضہ کے علاوہ انہیں انعام بھی ملے گا، اور ان

Marfat.com

نے واجب سے زیادہ خدمت نہ لی جائے اور انہیں آپ کی طرف سے خدمت کا حق (معاوضہ) دے دیا جائے......

جب آپ سفر کرتے تو چاہتے کہ پوری تیزی سے مسافت طے ہو جائے، چنانچہ روزانہ دو منزل یا ڈیڑھ منزل تک جاتے اور سفر کے آخر تک ضرورت سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے، حدیث نبوی کے اتباع میں پہلے مسجد میں آتے، دو رکعت نماز ادا کرتے پھر اپنے اصحاب اور احباب سے ملاقات کرتے اپنے حضرت خواجہ کی ازواج محترمات کے گھروں کی فکر کرتے اور اپنی دعاؤں سے انہیں نوازتے، ان کی دعاؤں سے خود بھی خوش ہوتے، پھر اپنے گھر کی طرف جاتے، سنت نبویہ کے مطابق کئی گھروں میں جاتے اپنی بڑی بیٹی عصمت قباب سعادت نصاب ماہ بو بو سلمہا اللہ سبحانہ کے گھر جا کر ابتداء کرتے ان کے بچوں پر بے شمار مہربانی اور عنایات کرتے، پھر اپنے خاص گھر تشریف لاتے۔

## مقالہ ششم

### آپ کا اپنے مختلف امراض کے علاج کا طریقہ اور مریضوں کی عیادت ومزاج پوسی۔

جاننا چاہیے کہ اپنی صحت کی حفاظت کے لئے معتدل ادویات کی گولیاں بنا کر ہر روز مقررہ تعداد میں کھاتے تھے، جسمانی امراض زکام اور گلہ کی خراش آپ کو لاحق رہتی تھی، زکام دور کرنے کے لئے راموتی نام کی ایک چھوٹی گولی استعمال کرتے تھے اور گلے کی خراش کو آملہ کے میوہ سے جو کہ تر اور سبز ہوتا تھا دانتوں کے نیچے رکھتے تھے، دانتوں کے اطراف بھی مل رکھ کر پانی سے نیچے لے جاتے، معدہ کی حرارت کا گلاب اسپغول اور لسی سے علاج کرتے تھے، بلغم وریشہ کا علاج باسی بہات سے کرتے تھے،

Marfat.com

جسے آبِ زہر آلود میں رکھ کر خاکستر کرلیا جاتا تھا اور اس کا ایک نفیس پرچہ بنا کر منہ میں رکھالیا جاتا پھر بڑی تیزی کے ساتھ کھالیا جاتا تھا، لاحق ہونے والے تمام امراض کا علاج آپ راموتی نام کی گولی سے کرتے تھے جس میں معتدل (باردہ) ادویات ملالی جاتی تھیں، سانپ کے ڈسے ہوئے کو گُلِ کتول کھلاتے تھے، خون نکالنے کی خود کوشش نہیں کرتے تھے، صرف ایک مرتبہ آپ کی انگلی مبارک پر زخم اور درد ہونے لگا تو آپ نے اس پر گل سیاہ باندھ دیا۔

اہل حقوق میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی بیماری کے ختم ہونے کے ایام تک آپ عبادت و نوافل گذاری موقوف کر کے خود کو اس کی تیمارداری کے لئے وقف کردیتے، جب اسے صحت ہو جاتی تو اس کی کمزوری دور کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے اگر سفر کے دوران کوئی خادم یا دوست بیمار ہو جاتا تو اس کے صحت یاب ہونے تک اس کی خاطر تمام امور مثلاً کوچ، مقام، نزول اور روانگی، پانی اور کھانے کا انتظام کرتے اور آپ خود روزانہ اس کے پاس حاضر ہوتے اور اس کے مرض کے مطابق اس کے لئے کھانا پینا تجویز فرماتے چنانچہ جب آخری مرتبہ اکبرآباد (آگرہ) تشریف لے گئے تو قضائے الٰہی سے آپ کے اکثر ساتھی اور خدام وبا کے باعث بیمار ہوگئے، تو آپ بنفس نفیس روزانہ ہر ایک کے پاس جا کر احوال پرسی فرماتے تھے اور وہ جس طرح کے سلوک کا مستحق ہوتا اس کی مزاج پرسی کرتے، یہ معاملہ تین ماہ تک رہا اور اسی طرح تازگی اور دل گرم کے ساتھ احوال پرسی کرتے رہے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی سستی اور غفلت پسند نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

# مقالہ ہفتم

## آپ کی مزاج پرسی کی تفصیلات

غرباء، مساکین اور یتیموں کے احوال کی شرح کا دوبارہ بیان اس مقالہ میں ضروری نہیں ہے کیوں کہ آپ کی عبادات کی فصل میں اس کی تفصیل دی جا چکی ہے، خلق اللہ کی حاجت روائی آپ کے نزدیک تلاوت قرآن اور یومیہ عبادت و وظائف کی طرح تھی، البتہ یتیموں اور مسکینوں پر آپ کی شفقت اور مہربانی کا حال مختصر طور پر اس مقالہ میں بیان کیا جارہا ہے:

جاننا چاہئے کہ شفقت پدری اور جذبہ پشت پناہی قدرت کے ہاتھوں نے آپ کے طینت میں ودیعت کردیا تھا، آپ کی شفقت ومہربانی صرف بچوں اور یتیموں کے حال پر ہی مخصوص نہیں تھی بلکہ معمر اور سفید ریش لوگ بھی یتیموں اور بے سہارا حضرات کی طرح آپ کے دامنِ شفقت میں پرورش پاتے تھے چنانچہ جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو صاحبِ ارشاد پناہ مخدومی میاں شیخ اللہ داد کے سینہ سے سرد آہ نکلی اور کہنے لگے انہوں نے بوڑھوں کو یتیم کردیا ہے اور سچ یہی ہے کہ اس مخدوم اکمل واجل کی زبان سے جو کچھ نکلا تھا وہ صحیح ہے کہ پچاس ساٹھ گھروں کے لوگ جن میں بعض اکابر، خانوادے اور کچھ غرباء و مساکین جو کہ قلعہ فیروز آباد اور دوسرے علاقوں میں رہتے اور آپ کی پشت پناہی میں گذر اوقات کررہے تھے، جن کی بطریق احسن آپ غم خواری اور معاونت کرتے تھے، (بے وقعت ہوگئے)

چنانچہ بہت سے قرض دینے والے بقال آپ کی مہر وتحریر دیکھ کر ضرورت مند کو بشرط ادائیگی قرض دے دیتے تھے اس طرح ہر سال تقریباً تین ہزار روپے آپ پر قرض ہوجاتا تھا، جو کبھی تو آپ اپنی املاکِ خاصہ سے اور کبھی نذر اور فتوح سے ادا کرتے

Marfat.com

رہتے تھے، پھر اگلے سال اسی قدر قرض ہو جاتا تھا، پھر اپنی آخری عمر مبارک میں پانچ چھ مرتبہ بادشاہوں کے لشکروں میں آپ کی آمد ورفت ہوئی جس میں متعلقین، خدام، ہم رکابان اور جانورانِ بار برداری حضرت مخدوم زادۂ خرد خواجہ سراج الدین محمد کے لئے فراہم کئے گئے اور پھر اخراجات بھی زیادہ ہو گئے، تین چار سال تک قرض کی ادائیگی میں وقفہ بھی ہو گیا جس سے وہ قرض بارہ ہزار روپے تک جا پہنچا، آپ اپنی عمر کے آخری سانس تک اس قرض کی ادائیگی کی کوشش کرتے رہے، لیکن تقدیر خداوندی سے آپ کی زندگی کے ایام کو اجل نے مہلت نہ دی تو اس قرض کی ادائیگی آپ کے وصیت نامہ میں داخل کردی گئی، اب حضرت ام العارفین والدۂ حضرت مخدوم زادۂ خرد آپ کی وصیت کے حکم کے مطابق اس قرض کی ادائیگی کے لئے بطریق احسن کوشش کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ اس رابعۂ عصر کی ذات شریفہ جو کہ آپ کے کمالات کا نسخۂ کاملہ ہیں اپنے فضل وکرم سے دیر تک سلامت رکھے، آمین

Marfat.com

# فصل سوم

## آپ کے اخلاق کریمہ

جاننا چاہیئے کہ تمام اخلاقِ حمیدہ اور پسندیدہ احوال ومقامات انسان کی تین قوأ سے عبارت ہیں: اول نفع حاصل کرنے کی خواہش جسے ''قوت، شہویہ'' کہتے ہیں، دوم برائی کو دور کرنے کی قوت، جسے ''قوت غضبیہ'' کا نام دیا جاتا ہے، سوم چیزوں کو پہچاننے کی قوت جسے ''قوت ناطقہ'' کہا جاتا ہے اور ہر اس شخص کو جسے یہ تینوں قوتیں تہذیب وتکمیل کے دوران حاصل ہو جائیں اس پر وہ حالت طاری ہوتی ہے کہ یہ حالت فضیلت اور سعادت وہ قوت ہے جو قوت شہویہ اور قوتِ غضبیہ تہذیب سے آراستہ ہوکر اطاعت اور سلامتی کی طالب ہو کر عقلی، شرعی، سکون اور اتباع کے احکام کی فرمانبرداری کر کے سلطانِ عقل وشرع کے تحت ہو جاتی ہے اور سعادت وفضیلت کی یہ حالت ہی وہی دو مذکورہ قوتیں ہیں۔

یہی قوت ناطقہ یعنی قوت عاقلہ جو تہذیب وریاضت سے وہم کے شبہات اور خیال کی تمیلات سے متخلی ہو کر حالتِ صفا وطہارت حاصل کرلے تو یہی حالت سعادت وفضیلت کی قوت ہوتی ہے، پھر ان میں سے ہر ایک قوت'' حالات وملکات فاضلہ'' مذکورہ سے متخلی ہو کر معاملہ خدائے تعالیٰ، اس کی ذات اور خلق خدا سے ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں اس کے نام والقاب دوسرے ہو جاتے ہیں مثلاً قوت شہویہ اور قوت غضبیہ جو کہ ملکۂ فاضلہ سے متخلی ہو کر اس کا معاملہ بحیثیت جذب منفعت اس پر ایسا احوال طاری ہوتا ہے کہ اگر اس پر نظر ڈالیں تو اس کا نام عفت، قناعت، صبر اور توکل سے مسمیٰ کیا جائے گا، پھر اس کے مضرت رسان پہلو کو ختم کرنے کے لئے ایسا حال طاری ہوگا کہ اس احوال کا نام زہد، تقویٰ، ورع اور مجاہدہ کامل ہو جاتا ہے، اسی

Marfat.com

طرح قوتِ ناطقہء مہذبہ معاملہ میں خود ہی ''منفعت ملکاتی'' حاصل کر لیتی ہے۔ پھر ان ملکات کا نام حسن تدبیر واصابت رائے ہو جاتے ہیں، اسی وقت اس میں مضرت کو دور کرنے کا ملکہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، اس وقت اس کی نظر میں اس کا نام حزم، یتقظ[1] اور استعار[2] ہو جائے گا پھر قوت شہویہ مہذبہ کا خلق خدا کے ساتھ جذب منفعت کا معاملہ حسن معاشرت، انصاف، محبت اور شرافت کا ہو جائے گا۔

قوت غضبیہ مہذبہ کا خلق خدا سے مضرت کو دور کرنے کے معاملہ میں اس کا نام شجاعت قوت غضبیہ مہذبہ ہو جائے گا، پھر اس کا جولیت وحریت پر اطلاق ہو گا اور قوت ناطقہ مہذبہ خلق خدا کے معاملہ میں دونوں حیثیتوں سے انہی اسماء سے کہ جس کا اس معاملہ میں ذکر ہو چکا ہے، پھر قوت شہویہ اور قوت غضبیہ ء مہذبہ کے معاملہ میں خدائے سبحانہ کی عنایت سے اس کی نظر اللہ سبحانہ کے ظہوراتِ جمالی پر ہو جاتی ہے پھر وہ حالات و ملکات پیدا ہوتے ہیں کہ اسم ارادت، طلب، محبت، شوق اور رضا پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ کے ظہورات جلالی پر نظر کرنے سے اس میں حالات و ملکات پیدا ہوتے ہیں کہ اس کی حیثیت اسم عبودیت، ہیبت اور وحشت پر ہو جاتی ہے۔

قوت ناطقہ ء مہذبہ کے معاملہ میں خدائے سبحانہ سے اس کے وصف جمال کے اعتبار سے اسے حکمت، شہود، مشاہدہ وجود اور بقاء کا علم حاصل ہوتا ہے، پھر اللہ سبحانہ کے وصفِ جلالی سے اس کو اضمحلال، محو، فنا اور جہل ونادانی کے اعتراف کی حالت حاصل ہو جاتی ہے، قوائے مذکورہ کی ترقی کے یہ آخری مراتب ہیں (جو ایک سالک کو حاصل ہوتے ہیں)

آپ کے اس سے زیادہ اخلاق اور احوالِ ملکات، محمودہ کا بیان اس رسالہ کی گنجائش سے زیادہ ہے۔ جس قدر بیان ہو چکا ہے وہ اجمال، اختصار، شمول اور احاطہ

---

[1] یتقظ، ایقاظ، خبر دار کردن، ہوشیار کردن [2] استشعار، شعور دادن

Marfat.com

سے متصف ہے، اب اصل مقصود کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے۔

یہ امر مخفی نہ رہے کہ آپ تمام اخلاق، احوال اور ملکاتِ مذکورہ میں اپنے عہد کے بے بہا اور فردِ لاثانی تھے، ان میں سے آپ کے اکثر خصائص اور صفات سابقہ فصول میں آپ کی عبادات و عادات کے بیان میں روشن و واضح ہو چکی ہیں لیکن اس فصل میں آپ کے احوال و ملکات خدائے سبحانہ کے معاملہ میں اس قدر دقیق اور گہری ہیں کہ اس احقر (مولف) کی قابلیت اور قلم اس میں تصرف کی قوت نہیں رکھتا، اس لئے یہاں ان کو الگ الگ بیان کرنا چاہئے، پس آپ کے خصائص، صفات اور اخلاق جو خلق خدا سے متعلق ہیں وہ تعداد کے اعتبار سے بارہ فاصلوں میں بیان کئے جا رہے ہیں۔

## پہلا فاصلہ

آپ کی عصمت میں یہ فاضل ملکہ ودیعت کیا گیا تھا کہ خلق شریف اور خوی محمودہ جوانی کے آغاز میں ہی آپ کو حاصل تھی، دولت مندی (دورانِ ملازمت) کے زمانہ اور اس کے بعد بھی آپ کا ارادہ اور نظر منہیات پر نہیں جاتی تھی اگر چہ حسین چہرے آپ کے سامنے ہوتے تھے، آپ ان کے نظارے سے اتنا ہی لطف اندوز ہوتے جتنا کہ رنگین پھولوں، صاف پانی، روشن ستاروں سے ہر ایک کو حظ حاصل ہوتا ہے اسی طرح خوبروان اور خوش وضعان کو دیکھنے سے ہوتا تھا اور اس سے زیادہ آپ ان پر توجہ نہ کرتے اور نہ ہی شوق کا اظہار فرماتے چنانچہ اس بندہ (مولف) سے فرماتے تھے کہ منصب داری کے دنوں میں اختیار و امتحان کے طور پر والہی نام کی ایک حسینہ جو اپنے منفرد حسن اور شیریں اطوار کی وجہ سے شاہی دربار کی ساری طوائفوں میں منظور نظر تھی، کے ساتھ مجھے عشق ہو گیا، یہ عشق تقریباً تین چار سال تک چلتا رہا اور اس دوران میں نے اس پر ہر قسم کے انعام اور دلجوئی جو کہ اہل دولت کے پاس ہوتی ہے مبذول کئے

Marfat.com

رکھی مثلاً عمدہ لباس اور بہترین اسباب، جواہر و لآلی، گھوڑے، ہاتھی اور سواری کے لئے تمام قسم کی سہولتیں، غلام، حواری، توصیف، ہیتہِ نیاز تک نثار کردی لیکن اللہ تعالیٰ کے احسان سے میں نے کسی قسم کا اس کے ساتھ برا ارادہ نہیں کیا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے ہرگز اس کے ساتھ فعل بد نہیں کیا بلکہ اس پر قادر بھی نہیں ہوا۔

## دوسرا فاصلہ

### آپ میں قناعت اور خوشنودی کا ملکۂ فاضلہ

جاننا چاہئے کہ قناعت دراصل خوشنودی اور پسندیدگی سے عبارت ہے اور معیشت کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے، آپ میں یہ خوبی پوری طرح موجود تھی۔

اپنے عہد کے بہت سے دولت مند یہ آرزو رکھتے تھے کہ آپ ان کی نذر و نیاز قبول کریں لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی، امراء کی دوسری جماعت نے دلیری سے کام لیتے ہوئے از خود اپنی ساری نقدی و مبلغ اور اپنی جاگیر کی املاک بطور نیاز آپ کی خدمت میں بھیج دی لیکن آپ نے بہترین طریقہ سے معذرت کرتے ہوئے واپس کردی۔

ایک مرتبہ ملازمان نجابت و اقبال نصاب و سعادت نجابت آیات میرزا فتح پوری بن میرزا شاہ رخ برد اللہ مضجعہما نے ایک ایسا پرگنہ جو اسی قریوں سے زیادہ پر مشتمل تھا نیاز کے طور پر آپ کو دیا تو آپ نے تبسم فرمایا اس کو دنیاوی وسعت قرار دیتے ہوئے پورے انکسار اور تواضع کے ساتھ اس سے علیحدگی اختیار کرلی۔

اسی طرح ہزارہا نقد روپیہ امراء کی طرف سے آپ کے لئے بھیجا جاتا جسے آپ اس لئے قبول نہ کرتے تھے کہ وہ مشکوک ہوتا تھا لیکن آپ ان امراء کی دل شکنی کے تدارک کی غرض سے علماء، صلحاء اور مستحق حضرات کے لئے سفارشی خطوط لکھ دیا کرتے

Marfat.com

تھے اور خود سلطانِ وقت کی طرف سے بیت المال میں سے حقوق مسلمین کے طور پر یا کسی صادق الاخلاص امیر مثلاً خان خانانِ مرحوم کی طرف سے آتا تھا اسی پر قناعت کرتے تھے۔

## تیسرا فاصلہ

### آپ کے تحمل و برداشت کا ملکۂ فاضلہ

یہ امر مخفی نہ رہے کہ آپ میں یہ وصف احاطۂ تقریر سے زیادہ تھا۔ سلاطین و امراء کی جانب سے جتنی سختی اور شدت کا تصور کیا جا سکتا تھا وہ محض رضا جوئی کے عالم میں نیم حرفی سے ہی مندفع ہو جاتی تھی۔ نیز آپ کے اصحاب و احباب کی جانب سے جو آزمائشیں اور ناہموار باتیں ہوتی تھیں وہ آپ کی تھوڑی سے توجہ سے ہی دور ہو جاتی تھیں اور اسی طرح کے دیگر امور بھی۔

اسی طرح آپ کے زیر دست اصحاب مثلاً بچے، ملازمین، غلام اور کنیزوں وغیرہ سے گناہ یا غلطیاں سرزد ہو جاتی تھیں تو وہ آپ کے تھوڑے سے تیور بدلنے اور ماتھے کے بل سے اس کا علاج ہو جاتا اور ان تینوں مواقع پر آپ حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے عزیمت اور طریقت کے اطوار کے خلاف آپ تھوڑا سا بھی قدم نہ اٹھاتے بلکہ اکابر سے کم عمر اور سلاطین سے مساکین پر آپ کی عقل اور ہمت مسلمہ تھی۔ تمام بے قاعدگیوں اور ناراضیوں میں معذور جانتے ہوئے کسی کو بھی موجودگی یا غیر حاضری میں اس کی غیبت نہیں کرتے تھے۔

سلاطین کے ساتھ آنے والے معاملات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز اس بندہ (مولف) سے فرمانے لگے، جب میں جہانگیر بادشاہ کے حکم پر اس سے ملاقات کے لئے اجمیر پہنچا، جب میں سلام کرنے کے لئے اس کے پاس گیا تو میرے

Marfat.com

چہرہ سے ان صحبتوں سے انقباض اور تنگئ دل کا اثر نمودار ہو رہا تھا وہ بادشاہ مغفور ہر صحبت میں اس بات کا منتظر تھا کہ میری طرف سے ملاقات کے دوران بشاشت اور خوشی کا اظہار ہو اور خود مجھ پر بھی یہ امر ظاہر ہوا تو میں اپنی دل گرفتگی دور کرنے کے درپے ہوا لیکن ایسا نہ کر سکا کئی بار میں نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر ملا کہ شاید میری پیشانی (کے شکن) کچھ کم ہو جائیں، یہ بھی نہ ہو سکا جب اس بادشاہ مغفور کا انتظار امید بر نہ ہوا اور میری طرف سے کامل دل تنگی کا اظہار ہوتا رہا تو اس نے اپنی خلوتوں کے مقربین خاص سے اپنی رنجش کا اظہار کر دیا اور مجھے سزا دینے کا پختہ ارادہ کر لیا یہاں تک کہ ایک مقرب نے خلوت کی بات مجھ تک پہنچا دی تو بشری کمزوری کے تحت میرے دل میں خوف پیدا ہو گیا تو اس حکم کے تحت کہ ظاہری اسباب مہیا کرو میں نے نواب آصف خان کو جو دارالسلطنت کے وکیل تھے سے اس حقیقتِ حال کا ذکر کر کے اس سے بادشاہ کی ناراضی کے دوران امداد کی درخواست کی، اس نے بھی جو اسے فقراء کے حال پر شفقت و مہربانی کا جذبہ رکھتا تھا کے تحت اثبات میں جواب دیا لیکن قضائے خداوندی سے جب میں بادشاہ کے حضور حاضر ہوا تو اس وقت نواب آصف خان وہاں موجود نہیں تھا بس اللہ تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے میں بادشاہ کی مجلس میں آ گیا تو میں نے بادشاہ کے چہرہ پر پوری تبدیلی دیکھی، تھوڑی دیر کے لئے مجھے قدرے تردد ہوا، اس دوران بادشاہ مغفور نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اس دوران ایک اہل علم و صلاح کے ساتھ اس کا مکالمہ شروع ہو گیا وہ مکالمہ طویل ہو گیا۔ تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں اس مکالمہ کے بعض مقامات میں دخل دوں کہ شاید اس سے بادشاہ کے دل میں نرمی مہربانی پیدا ہو جائے پس بادشاہ کی دو تین جگہ سختی نرمی میں بدل گئی یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے اس کے دل میں سے اسی وقت ناخوشی کا اثر جاتا رہا، جب مجلس برخاست ہونے کے قریب ہوئی تو میں نے نواب آصف خان کو پیغام بھیجا کہ حضرت

Marfat.com

حق جل وعلا نے بادشاہ کے دل کو مجھ پر مہربان کر دیا ہے اب تم نے جو تکلیف کی ہے خود کو اس سے فارغ کر لو۔

آپ اپنے اصحاب واحباب کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرے اصحاب و میرے ساتھ رہنے والے کبھی مجھ سے حساب نہ مانگتے تھے اور بڑوں کو زیردست لوگوں سے جو حجاب ہوتا ہے وہ نہ رہا تھا اگر چہ یہ بات میرے لئے مبارک ثابت ہوئی لیکن میں کبھی کبھی اس معاملہ میں بھی تامل سے کام لیتا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا انجام معلوم تھا کہ میرے کارخانہء زندگی میں تعین اور تشخص کی گنجائش نہیں ہے اور ہمیشہ خود کو اللہ سبحانہ کی نظر کرم میں ذلیل وخوار محسوس کیا میری یہی بات میرے اصحاب کے باطنوں پر عکس انداز ہوتی تھی اور ان کے نفوس مجھ پر مسلط ہو جاتے تھے۔

## چوتھا فاصلہ

### آپ کا تفویض وتوکل کا ملکہء فاضلہ

جاننا چاہئے کہ تفویض وتوکل دراصل اپنے تمام ظنی امور اللہ سبحانہ کی تقدیر کے سپرد کر دینے سے عبارت ہے لیکن روزمرہ کے ضروری امور میں اپنے مواقع پر ظاہری اسباب کا سہارا لینا شرعی حکم ہے اور یہی واجب ولازم ہے، اس کو ترک کرنے یا اس میں سستی سے کام لینا سزا اور وبال کا موجب ہے آپ اس معاملہ میں پوری مہارت رکھتے تھے، روزمرہ کے امور میں اچھی نیت کے ساتھ حق تدبیر، تامل اور تردد کی شرط پر اسباب کا سہارا لینا چاہیے لیکن وہ امور جن کا تعلق وسوسہ، وہم یا ظن سے ہو اسے اللہ سبحانہ کے سپرد کر دینا ہی خود کو دل کے تفرقہ سے بچایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اس بندہ (مولف) نے کئی مرتبہ اور پھر اچانک بھی یہ دیکھا ہے کہ آپ بعض بڑے حوادث میں مصلحت راست، اپنی صائب رائے اور اپنے صحیح فہم کو استعمال

Marfat.com

کرتے تھے، کئی بار ایسا ہوا کہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ جس کی حقیقت میں آپ کو خبر تک نہ ہوتی، وہ کم عقلی اور بے وقعت رائے سے دوسرا طریقہ اختیار کرنے کو کہتا اور پوری کوشش اور مبالغہ سے اس میں دخل دیتا تو آپ اسے خطرناک تصور کرتے ہوئے الگ ہو جاتے اور غور فرماتے اور خود ہی ترک کر دیتے، اسے اتباع خیال کرتے اور غور کرتے ہوئے حق سبحانہ کی تقدیر میں پناہ مانگتے اس قسم کی مثالیں دوسری فصول" میں گذر چکی ہیں۔

## پانچواں فاصلہ

### آپ کی پرہیز گاری اور تقویٰ کے ملکہءفاضلہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ پرہیز گاری اور تقویٰ دراصل اپنے آپ کو مباحات، برائی سے بچانے کے لئے پناہ تلاش کرنا اور عاداتِ بد کے خاتمہ کے لئے سعی کرنے کا نام ہے، آپ اس معاملہ میں کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، اس معاملہ میں پینا، پہننا اور نکاح کہ جن پر اختیار ہوتا ہے ہر اکتفا کرتے تھے، چنانچہ آپ کی عادات کی فصل میں ان امور کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے۔

## چھٹا فاصلہ

### آپ کے مجاہدہ اور اجتہاد کے ملکہءفاضلہ کا بیان

دراصل مجاہدہ اور اجتہاد موانع دور کرنے اور طریقت کی راہ اختیار کرنے سے عبارت ہے، ان معنی میں کہ کمال حاصل کرنے کے قریب ہونا اور خود کو مواجید واحوال کے تلون سے آزاد کرنا ہے، جس کو یہ سب کچھ حاصل ہو جائے تو اسے کمال ہمت اور اعلیٰ درجہ کی مناسبت و مناقب مل جاتے ہیں جو کہ انبیاءعظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ اس طبقہ کی کتابوں خاص طور پر حضرت شیخ الشیوخ العالم (شہاب الدین سہروردی) اور حضرت شیخ اکبر (ابن عربی) قدس سرہما میں ان کا بیان موجود ہے اور اس آخری زمانہ میں آپ ان مناقب سے ممتاز تھے اسی لئے آپ زندگی کے آخری سانس تک اپنے نفس سرکش کی گوشمالی میں لگے رہے، انہیں اس کی نگاہداشت اور فریب سے روکنے سے ہی فراغت حاصل نہیں ہوئی۔ حالانکہ آپ کو تمام عمدہ اوصاف میں کامل رسوخ اور ان تمام مقامات کا ملکہ حاصل تھا، عمل اور کردار میں حدیث طلب کی طرح کہ جس کا نفس کئی قسم کے مبرات اور تمام مضمرات کا طالب ہوتا ہے۔

## ساتواں فاصلہ

### آپ کے انصاف اور دوستی کے ملکۂ فاضلہ کا بیان

عدالت اور مواخات دراصل حقوق خلق اللہ میں دوسروں کو برابری دینے سے عبارت ہے یہاں تک کہ ایک طرف سے فریب اور دوسری طرف سے ظلم نہ ہو، اس وقت تک الگ نہ ہو اور آپ اس معاملہ میں بنی نوع انسان کے استاد اور اپنے عہد کے عاقل ترین فرد تھے، صوبۂ دہلی کے تمام عامل اور امراء بلکہ ہندوستان کے بادشاہ اپنے بڑے بڑے امور اور قضیات کے حل کے لئے آپ کی رہنمائی اور اشارت کے منتظر رہتے تھے اور جو کوئی آپ کے فرمانے کے مطابق کام کرتا تھا اسے کسی قسم کا نہ تو افسوس ہوتا اور نہ ہی مصلحت کے خلاف ہو کر ندامت کا باعث بنتا چنانچہ اپنے وقت کے بعض کامل عقلا مثلاً نواب خانِ خانان مرحوم سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ اگر عہد کا بادشاہ ہر سال کے آغاز پر اپنے ایک سال کا دستوالعمل جس میں تمام ملکی اور مالی امور بھی ہوں آپ سے بنوالے تو اسے اگلے سال ارباب فکر و دانش کی محنت، تدبر اور وقت سے خلاصی ہو جائے گی۔

Marfat.com

ملک کے اکثر اخلاص مند امراء مثلاً خانِ خانان بزرگ میرزا عبدالرحیم رفع اللہ مکانہ، سپہدار سترگ مہابت خان عاملہ اللہ سبحانہ بالفضل والاحسان اور نواب قلیج خان ثانی اور اسی طرح دیار دلی و اکبر آباد اور لاہور کے اکثر مشائخ اور اکابر واقعات کے آغاز اور قضیات کی اصلاح و رہنمائی کے لئے آپ سے استدعا کیا کرتے تھے، آپ اقدام فرماتے اور اس کے احسن نتائج سے مستفید ہوتے تھے۔

## آٹھواں فاصلہ

### آپ کے حسن معاشرت اور محبت کے ملکہ فاضلہ کا بیان

حسن معاشرت دراصل کسی کا خلق اللہ کے ساتھ زندگی گذارے اور ایک دوسرے کے ساتھ دوستی سے عبارت ہے، آپ اس معاملہ میں تو روح و خوشبو کی مانند تھے جو بھی آپ سے واقف ہو جاتا وہ تازہ جان اور بے حساب راحت محسوس کرتا تھا اور آپ اس سے کبھی بے زار یا پیشانی پر بل نہیں آنے دیتے تھے، عزیزوں کی ایک بڑی جماعت جو پہلے آپ کی غیبت اور بے ادبی وغیرہ کرتی رہتی تھی وہ جونہی آپ کے سامنے آتے تو آپ کے چہرے کی بشاشت اور طراوت سے رنگین اور پرنور ہو جاتے اور اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر تازہ جان و ایمان سے مشرف ہوتے۔

ایک جماعت ایسی بھی تھی جو پوری کوشش کر کے اور وقتی حیلے تراش کر آپ کی پاک نہاد زندگی میں شورش پیدا کرے، لیکن جونہی آپ سے قدرے قرب و مناسبت پیدا ہو جاتی اور وہ کچھ فساد پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگتے تو وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے بلکہ اپنے ارادہ کے خلاف آپ کے چہرہ کی نورانیت، صفا اور آپ کے کلام کی حلاوت سے ان کے باطن کی کدورت جاتی رہتی، وہ فتنہ پھیلانے کے لئے آتے تھے لیکن فتنے

Marfat.com

سے خالی اور خیر وصلاح سے آراستہ ہو کر رخصت ہوتے تھے۔

## نواں فاصلہ

### آپ کی حسن تدبیر اور اصابت رائے کے ملکۂ فاضلہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حسن تدبیر اور اصابت رائے دراصل صحیح ترین امور کا سراغ لگانے کا نام ہے، جو انسان ہر وقت اور حالت میں جاری رکھے، آپ اس معاملہ میں حق جلاؔ وعلاء کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، آپ سے کسی وقت اور حالت میں سوائے اللہ سبحانہ کی مرضی کے آپ کا عمل مناسب ترین، صحیح ترین، بہترین اور قریب ترین امور میں کبھی فوت نہیں ہوتا تھا (خطا نہیں کرتا تھا) آپ کا فعل اور عمل کسی کے نزدیک بھی غلط نہیں ہوتا تھا۔ الہام ربانی سے مطابقت اور فیض سبحانی سے ماخوذ ہوتا تھا آپ ہر وہ کام کرتے تھے جس میں خدا اور اس کے رسول کی رضا شامل ہوتی تھی۔

اس بندہ (مولف) نے ثقہ راویوں سے یہ سنا ہے اور حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کے زمانہ میں یہ کئی دفعہ ہوا بھی ہے کہ حضرت خواجہ نے ایک امر کا ارادہ کیا اور وہ کام کرنے لگے تھے کہ آپ کے دل میں دوسری رائے آئی اور جب وہ رائے حضرت خواجہ تک پہنچتی تو وہ اپنا ارادہ ملتوی فرمادیتے اور آپ کی صواب دید کے مطابق عمل کرتے، حضرت خواجہ سے یہ روایت منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہماری دست اور دستگاہ یہ بدخشی جوان ہے، یعنی یہ سارا دردسر ہم نے اس جوان کے لئے اختیار کیا ہے اور یہ سب ہنگامہ (کارروحانی) اس جواں آدمی کی خاطر اختیار کیا ہے، ورنہ ہمیں تو دوسرے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کی استعداد میں بیج بو دیا ہے، ان کو پانی دینا اور پروان چڑھانا اور منزہ

Marfat.com

کر کے اس تخم کو میوہ دار کرنے کے لئے اس جوان (خواجہ حسام الدین احمد) کے حوالہ کر دیا ہے وہ اس سے بھی عہدہ برآ ہو گیا ہے۔

## دسواں فاصلہ

### آپ کی احتیاط اور ہوشمندی کے ملکہء فاضلہ کا بیان

دراصل حزم وہوشمندی آنکھیں کھلی رکھنے اور حاضر باش رہنے سے عبارت ہے کہ کوئی ضرر اور آفت آپ کے دامن سے آلودہ نہ ہو جائے لیکن آپ میں تو یہ وصف دوسرے تمام ملکات فاضلہ سے زیادہ موجود تھا کہ کوئی آفت یا مضرت کسی بھی راہ یا طرف سے آپ یا آپ کے احباب کی طبائع میں شامل اور اخلاط سے پہلے ہی آپ اس مضرت سے آگاہ ہو کر اس سے بچنے کی تدبیریں کرنے لگ جاتے تھے چنانچہ جناب عالی حضرت میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ سبحانہ اور خدام فتوت ونجابت التیام میر منصور بیگ عافا اللہ سبحانہ جو آپ اور حضرت میاں جیو کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے، کے آفات اور مشکلات میں گرفتاری سے پہلے ہی زمانہ اور اہل زمانہ کے شر سے بچنے اور پرہیز کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن چوں کہ قضاء ربانی اسی طرح تھی کہ آپ امتحان میں مبتلا ہوتے اور ایسا ہی دوستوں کے لئے ہوتا ہے اور ان دوستوں کو آپ کے ارشادات کے مطابق عمل کرنے اور بندوبست کا موقع نہ مل سکا، ان دوستوں کو چندروزہ رنج ومشقت برداشت کرنے کے غیر مترقبہ فوائد اور عظیم منافع حاصل ہوئے کہ (قلعہء) گوالیار کے بہت سے قیدی جو عرصہ دراز سے وہاں قید تھے ان اکابر اسلام سے ملاقات اور ان کی اعلیٰ نصیحتیں سننے سے محروم تھے، ان کی مبارک ملاقات سے ان کے ایمان تازہ ہو گئے اور ان حضرات کے ارشاد وہدایت کی بدولت ان کو توبہ وانابت کی توفیق ملی، بے شک یہ واقعہ فائدہ کے اعتبار سے قیدیوں کے لئے حضرت یوسف الصدیق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی قید کے مشابہہ ہے کہ حضرت یوسف کی برکت سے بہت سے قیدیوں نے اپنا قبطیوں والا دین چھوڑ کر دین اسلام سے مشرف ہوئے، اسی طرح ان عزیزوں نے جو کہ قلعہء گوالیار میں قید تھے گناہوں سے توبہ کر کے اہل صلاح کی جماعت میں داخل ہوگئے اور وہ جو قرآن مجید پڑھے ہوئے نہیں تھے وہ قرآن خوان بن گئے اور دوسرے ذکر کی تلقین سے مشرف ہوکر تصفیہ وتزکیہ سے بہرہ ور ہوئے، اس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

## گیارہواں فاصلہ

### آپ کی شجاعت اور بہادری کے ملکۂ فاضلہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ شجاعت بدنی خوف کے ہجوم میں اپنے دل کو قائم و برقرار رکھنے کا نام ہے اور یہ جذبہ آپ میں طبعی اور موروثی طور پر موجود تھا، آپ کو حضرت جنت مکانی جہانگیر بادشاہ کے عہد میں کئی مرتبہ اچانک اور مکرراً سختی کے ساتھ، شدید غضب کی حالت میں اور شدید سزا کے ساتھ طلب کیا گیا اور اس دوران اور ان ایام میں بھی آپ اوراد و وظائف اور عبادت پوری دل جمعی اور فراغ ضمیر کے ساتھ پڑھتے ہوئے اپنے مسکن شریف میں ریاست و سیاست کے حکم پر خدام اور دوستوں سمیت صادر اور وارد کے ساتھ بھی بشاشت کے ساتھ رہے تھے۔

اس بندہ (مؤلف) کو آپ کی زبان مبارک سے یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب میں بادشاہ کی صحبت اور نوکری کا پابند تھا تو مجھے متعدد مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ بڑے بڑے بہادر اور سفاک لوگ جو کہ ہاتھی اور ببر شیر سے بھی مقابل ہو جاتے تھے وہ بادشاہ کے حضور بغیر کسی گناہ سابقہ کے اس کی گرفت و گیر سے عاجز ہوکر لرزنے لگتے تھے۔

Marfat.com

لیکن جب آپ سلاطین کی بارگاہ میں آتے تو حق عزجل کی کبریائی کا عکس آپ کے چہرے پر ظاہر اور روشن ہوتا تھا، جس پر بڑے بڑے بادشاہ آپ کے روبرو شرم وحیا کرتے تھے چنانچہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) بردہ اللہ مضجعہ سے روایت ہے کہ جب جہانگیر نے آپ کو نواب مہابت خان کے ذریعہ لاہور طلب کیا کہ آپ رات کی محفل میں بادشاہ سے ملاقات کریں تو اس کی روایت ہے کہ مجھے روزانہ خواجہ حسام الدین احمد کے رومنور پر شرم وحجاب محسوس ہوتا تھا، آپ کی شجاعت اور بہادری کے شواہد اور مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے عالم بالا کی طرف انتقال کیا (فوت ہوئے) تو ان دنوں جو فساد برپا ہوا تو اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ پر نمودار ہوئے، دہلی کے مختار خان ملک نے لوٹ مار اور دست درازی شروع کردی، اس نے دہلی شریف کے اکابر کے ساتھ بڑی بڑی زیادتیاں کیں، اس نے چاہا کہ اس افراتفری کے زمانہ میں دہلی کے عوام سے شہر کی پاسبانی کے عوض اتنی رقم ہتھیالوں کہ (مزید حاجت نہ رہے) اس نے یہاں کے عوام کو اتنا عاجز اور پریشان کردیا کہ انہوں نے جلاوطنی اور گھروں کو مسمار کرنا شروع کردیا تو اس وقت آپ نے اس فساد کو ختم کرنا اہم ترین مہم تصور کیا، آپ نے اپنے تمام صوفیوں، طلبہ، رشتہ داروں اور اقرباء کے ساتھ کمر ہمت باندھی اور خان مذکور کے ظلم وستم کے خلاف صف آراء ہوگئے اور بخاری سادات اور شہر کے اکابر واہالی کے ساتھ اتفاق کرکے اس مقاتلہ اور محاربہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے، تو خان مذکور بھی جنگ کا سامان جمع کرنے لگا، اس نے سپاہی اور ہاتھی وغیرہ لے کر میدان جنگ آراستہ کرلیا۔ بعض نیک اور عاقبت فہم لوگوں نے اُسے جنگ سے منع اور تنبیہ کی اور وہ جنگ کرنے یا نہ کرنے میں متردد تھے کہ صبح ہوتے ہی اقبال بندگان حضرت پادشاہ دین پناہ (شاہ جہاں) افق سعادت پر نمودار ہوا تو بداندیش اور فتنہ انگیز لوگوں نے دامن خوف میں پناہ لی اور

Marfat.com

اطاعت کی طرف رجوع کیا تو ساحت زمین سے آفات خس وخاشاک کی طرح دور ہو گئیں، اس پر اللہ سبحانہ کا شکر ہے۔

## بارھواں فاصلہ

### آپ کی حریت اور بلند ہمتی کے ملکۂ فاضلہ کا بیان

علو ہمت دراصل ایک مرد کی کامل آزادی کے ساتھ، خود کو دنیا کے نفائس اور مفاخر سے پاک رکھنے سے عبارت ہے اور آپ اس وصف میں شانِ عظیم کے مالک تھے، متاخر مشائخ میں آپ کے امتیاز اور تفرد کا یہی ایک نکتہ ہے کہ آپ اپنی زندگی کے آخری سانس تک آپ کا شیوہ ان اسباب کو رڈ کرنا تھا، آپ کی مقبولیت اور رجوعِ خلق کے اسباب میں انقطاع اور تجرد تھا یعنی آپ کا امارت اور مسند دولت مندی سے علیحدگی مشہور اور معلوم ہے اس طرح آپ کی بعض اکابر مشائخ مثلاً ابراہیم ادھم بن منصور تمیمی، ابوبکر شبلی، ابوعلی رودباری، ابوعبداللہ خفیف اور شیخ رکن الدین ابوالمکارم علاء الدولہ سمنانی وغیرھم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک طرح کی شرکت ہو جاتی ہے۔

لیکن اس منقبت کے ذیل کے طور پر اگر کسی کا ذکر کرنا چاہیے تو آپ کی مانند و مثل کوئی دوسرا معلوم نہیں ہے، اس کا بیان اس طرح ہے کہ مقام کمال و تکمیل پر فائز ہونے کے بعد آپ نے مقتدائی و مشیخت کے مذہب کو امارت کی عزت و احتشام کی طرح ترک کر دیا اور اس فرض (مشیخت) کو مسلمانی کا فرض کفایہ خیال کرتے ہوئے اپنے عہد کے سارے بڑے مشائخ جو اس امر عظیم کو قائم رکھے ہوئے تھے، مسلم کر دیا آپ کی نظر کبریت احمر، اخلاص اور محبت بنی احمر و بنی اصغر کی مانند ہے اور تمام گوشہ نشین، مستند احوال رکھنے والے اولیاء، اوتار، ابدال اور رجال جبال کی آپ سے ارادت تھی اور قیامت کے دن آپ کو رسول رب العالمین کے نزدیک قبول عظیم اور گناہگاروں کی

Marfat.com

شفاعت کے لئے اعلیٰ مقام حاصل ہوگا، اس حال کے مناسب یہ حکایت ہے جو کہ مجھ تک مستند راویوں کے ذریعہ پہنچی ہے، میں اس کے ثبوت کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

وہ حکایت اس طرح ہے کہ حضرت ابوسلمان داؤد بن نصیر الطائی علیہ الرحمۃ جو بلند ہمتی، خیریت اور حضرت ذات سبحانہ کے خلوص توجہ سے اس امت کے مخصوص ترین اولیاء میں سے ہیں اور انہیں حضرت امام اعظم اقدم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی صوفی سے بھی شرف تلمذ و استفادہ رکھتے تھے، حضرت امام ہمام کی رحلت کے بعد جب آپ اصحاب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم اویسی انصاری اور ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی، رحمہما اللہ سبحانہ کا ظہور ہوا تو حضرت داؤد طائی کی صحبت، محبت اور سارا انس امام محمد کے ساتھ تھا اور امام یوسف سے کنارہ کشی اور بڑا بُعد اختیار کرلیا چنانچہ مختلف مسائل میں اگر حق امام محمد کی جانب ہوتا تو وہ امام محمد کے نام کے ساتھ اس کا اثبات کرتے اور فرماتے تھے جیسا کہ امام محمد نے کہا ہے اور اگر وہ امام ابو یوسف کی رائے کو صحیح سمجھتے تو صرف اشارہ پر اکتفا کرتے اور فرماتے تھے یہ قول بھی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے آپ کے مخلصین میں سے کسی نے پوچھا کہ اس امر کا کیا سبب ہے کہ آپ کی تمام تر محبت امام محمد سے ہے اور آپ نے امام یوسف سے علیحدگی اختیار کرلی ہے؟ کہ یہ دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں اور علم و فضل میں دونوں یکساں ہیں تو اس عالی جناب نے جواب میں کہا ہاں یہ دونوں مادۂ علمی اور فضائل میں ایک دوسرے کے قریب ہیں لیکن ان دونوں نے علم پر جو اثر مرتب کیا ہے ان میں بڑا فرق ہے امام محمد حکام اور امراء کے خاندان سے تھے لیکن وہ امام (ابوحنیفہ) سے ایک مرد فقیر و نادار اور مسکنت و تواضع کے ساتھ رہے اپنے عز و تجمل ظاہری کو درویشی سے مشرف کیا اور ابو یوسف کا تو تعلق ہی اہل فقر و فاقہ و افلاس سے تھا انہوں نے تو تحصیل علم کیا ہی دنیاداری و حشمت کے لئے تھا پس علم کا تخم ابو یوسف نے سینہ میں اس طرح بویا کہ اس کا پھل بے مزہ ہو کر ان کے

Marfat.com

نصیب میں ہوا اور اس کا بقیہ مطہر امام محمد کے ضمیر میں پرورش پا کر برگ و بار حاصل کیا۔

اسی طور آپ اپنے تمام معاصر مشائخ میں مشیخت و منصب ارشاد کے تجمل اور اعزاز کو نہ قبول کرنے سے ممتاز تھے، اپنے روزگار سے علیحدگی کے اسباب کے تعین کو راہ نہ دی، دنیا، لذت اور دنیا کی عزت کو بیک جنبش قلم ابتدا میں ہی ترک امارت سے کیا اور آخری سانس تک اس پر واپس آنے کے لئے راضی نہ ہوئے، وہ محض رضائے خدا کے لئے تھا نہ کہ کسی بندہ کی غرض کے لئے تھا اور اللہ سبحانہ کے اسم پاک کے سوا اُسی وقت دل سے سب کچھ نکال دیا۔

## مقصد سوم

آپ کے ارشاد و ہدایت کا طریقہ، آپ کے کچھ ملفوظات و فرمودات، آپ کے تصرفات اور کرامات میں سے چند ایک کا بیان اور یہ مقصد تین فصلوں میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

### فصل اوّل

آپ کے ارشاد و ہدایت کا طریقہ

### فصل دوم

آپ کے بعض اقوالِ نفیسہ

### فصل سوم

آپ کی بعض کرامات

Marfat.com

# فصل اوّل

## آپ کے ارشاد وہدایت کا طریقہ

اس بندہ (مؤلف) کے خاص دوستوں اور رفقاء جو کہ آپ کے مخلصین و نیا مند بھی ہیں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ مشیخت کے اطوار اور ارشاد کے لوازم سے قدرے وابستہ رہے اس منصب کو آپ فرض کفایہ سمجھتے تھے دوسرے تمام اکابر مشائخ کی طرح جو کہ اس امر کے قیام اور اس کام کو کفایہ جاننے پر اکتفا کرتے تھے لیکن چند افراد کو جو آپ سے خاص ارادت و اخلاص رکھتے تھے ان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کئے رکھا اور ان کی لطیف قسم کی تربیت اور خاص عنایات فرماتے تھے اور انہیں بطریق احسن راز دان بنا کر پورے اہتمام کے ساتھ ان کے وقت کی حفاظت اور دل کی محافظت فرما کر ان کے باطن میں لے آتے تھے آپ کی دعوت و ارشاد کا طریق کچھ اس طرح تھا کہ تہذیب اخلاق، تعمیر اوقات کے ساتھ نفس و شیطان کے مکر و فریب کا پورا ادراک کروا کر سلف صالحین کی سیرت، حال کی استقامت، باطن و خطرات کی پراگندگی سے خالی کروا کر مصاحبان سو سے الگ کر کے انہیں ان کو صحبت و اختلاط سے بچاتے، پھر انہیں ضروری اسلامی علوم سے آگاہ کر کے صراط مستقیم پر ڈال کر دل کا جناب احدیت سے رابطہ قائم کرواتے، اس طرح حاصل ہونیوالے احوال اور کیفیات کو پوشیدہ رکھنے اور عیب جوئی و غیبت سے پرہیز کی تلقین کرتے، حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق کہ میں نے اپنے مخلصین میں استعداد کا بیج بو دیا ہے اس کی پرورش کرنا اور پانی دے کر اُسے پروان چڑھانا اور پھل دار بنانے کی ذمہ داری خواجہ حسام الدین احمد کو سونپ دی ہے، اب انہیں اس عہدہ سے برآ ہونا ہے، آپ نے اس ارشاد کے مطابق حضرت خواجہ کے تمام خواص اصحاب کو اپنی کامل

Marfat.com

استعداد کے ساتھ ان کے مرتبہ کمال تک واصل ہونے تک انہیں مجتمع رکھا تا کہ صوری و معنوی تفرقہ سے انہیں بچایا جا سکے، اس طرح آپ انہیں ہر حال اور زمانہ میں ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق تعلیم اور القا فرماتے رہتے لیکن مشیخت کی اصل روش کو نہ اپنایا بلکہ دوستانہ اور مصاحبانہ طریقے سے سلوک کی تعلیم جاری رکھی، تربیت وارشاد کا حق ادا کردیا، ان عزیزوں کو وہی فیوض حاصل ہوئے کہ جن کے حضرت خواجہ کے زمانہ میں شواہد ملے تھے، یہاں تک یہ اعزہ حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد پوری تشنگی اور طلب کے باوجود کسی شیخ اور مقتدیٰ سے اپنی دل بستگی اور انس پیدا نہ کر سکے اور آپ کے سوا کسی کی صحبت سے وابستہ نہ ہوئے، وہ جہاں کہیں بھی گئے، کچھ دیکھا، واپس آپ ہی کے پاس آگئے، آپ کی صحبت میں رہ کر راضی اور شاکر رخصت ہوئے۔

اب تک وہ نورانیت اور صفاء حال جو ان عزیزوں میں مشہود محسوس ہوتی ہے، وہ دوسری جگہ کم ہی ملے گی، جب حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کے عہد میں آپ ان عزیزوں کے ساتھ حجاز مقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو اکبر آباد (آگرہ) میں کچھ عرصہ کے لئے قیام فرمایا تو اس خیال سے کہ خدانخواستہ اس پرُ آشوب شہر میں کہیں ان عزیزوں کے حال میں تفرقہ پیدا نہ ہو جائے، آپ دن رات ان اصحاب کے احوال پر متوجہ اور متفکر رہے اور یہ طے پایا کہ رات کو دن کی طرح صوری و معنوی اشغال اور اعمال جاری رکھیں گے، روزانہ کے فرائض ادا کرنے کے بعد، ان کا سونا، آرام، روزہ اور سکوت میں گزارنا اور ان عزیزوں کے اوقات طریقہ کا ان عمدہ تدابیر کے ساتھ بسر کرنے سے وہ اس عجیب وغریب شہر کی آفات سے بچ گئے، جب آپ دہلی واپس آئے تو آپ اس مذکورہ خدشہ کے خیال سے اپنے مخلصین واعزہ کو ساتھ لے کر شہر سے باہر حضرت خواجہ کی تربت کے جوار میں وقت گزارا، اس طرح پانچ چھ سال تک آپ نے ان عزیزوں کو اعتکاف سے باہر نہ نکالا، گویا ان کا وقت اور حال لطیف اہل خانہ

Marfat.com

(امرائے سو) کی نظر غیر اور آسیب سے محفوظ رکھا، اس قسم کی تربیت اور طریقۂ ارشاد رحلت پیران کے بعد سننے میں نہیں آیا اور اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ ان عزیزوں کی تکمیل واکمال کے دوران آپ میں مشیخت کے تصور کا شائبہ تک نہ دیکھا گیا، بلکہ وہ سب مساویانہ زندگی بسر کرتے رہے، ان عزیزوں کو استعداد کی انتہا تک پہنچانے کے لئے حضرت خواجہ قدس سرہ کی مذکورہ وصیت پوری کرنے کے بعد آپ خود اپنے کام میں مصروف ہو گئے یعنی اتباع شرع شریف اور اپنے پیر بزرگوار کے طریقہ کے مطابق تنہائی کی عادت اختیار کرلی اور اداءِ زکوٰۃ کی نیت کی طرح نئے آنے والے عزیزوں جو کہ اس محلّہ کے نوجوان، محلے کے بچوں اور رشتہ داروں کو اپنے اس حلقہ عبادت میں داخل کرلیا اگر ان میں سے کسی میں اس راہ طلب و تلاش کی خواہش کی خوشبو محسوس کرتے تو وقت کے بڑے مشائخ مثلاً میاں شیخ احمد، حضرت میاں شیخ تاج الدین (سنبھلی) اور حضرت میاں شیخ الہ داد ایداللہ سبحانہ ببرکاتہم جو کہ ترتیب تحریر کے مطابق حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے، کے پاس جانے کے لئے رہنمائی فرماتے البتہ ان میں سے تین چار کو کمال نوازش وعنایت سے ان کے پرکرم فرماتے اور اپنے پاس رکھ کر تلقین وذکر اور طریقہ کی تعلیم سے سرفراز کرتے، یہ کاتب حروف (مؤلف) بھی جو ان میں سے کمتر اور ہیچ ترین ہے ان افراد میں شامل ہے جسے آپ کی طرف سے سعادت دارین کا سرمایہ حاصل ہوا، آپ کی نظروں سے نوازا گیا، اپنے کردار میں اب تک روسیاہی کے سوا کچھ نہیں پا سکا اگر اسے روز جزا کو آپ کی حرمت اور صدقہ سے نہ بخشا گیا کیونکہ اس روسیاہ کو آپ کے طریق ارشاد وہدایت سے کچھ حاصل ہوا ہے۔

اس حلقہ میں دن رات آپ کا یہی معمول رہا تاکہ خلق اللہ کے لئے یہ کارخانۂ ارشاد جاری رہے۔

کلام کا خلاصہ اس طرح ہے کہ اگرچہ اس عظیم اُمت کے مشائخ کے تمام طریقہ

Marfat.com

اور روشیں پسندیدہ ہیں لیکن ہر زمانہ میں ارشاد کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ان اصحاب طریقت کے درمیان مختار و مفتی ہوتا ہے پس اس آخری دور میں بے شک وشبہہ زمانے کے عزیزوں میں ہمت و قابلیت کے اعتبار سے سب سے صحیح و بہترین طریقہ آپ ہی کا ہے جو غرور اور تکبر، نخوت اور رعونت، بطالت اور لغزش کی آمیزش سے بارش کے پانی کی طرح پاک وصاف ہے اور اس پر عبودیت، نیستی اور خاکساری جو کہ آپ کے طریقہ کی کامل شان ہے جس کی تفصیل اس رسالہ میں تحریر کی جا چکی ہے جس کسی کی سعادت ساتھ دے وہ اس میں شامل ہونے کی کوشش کرے۔

## فصل دوم

### آپ کے بعض فرمودات وملفوظات

یہ امر مخفی نہ رہے کہ آپ کے اقوال قدسیہ اور ملفوظات شریفہ اس کتاب کی گنجائش اور مؤلف کے حوصلہ سے زیادہ ہیں۔ حقیقت میں طریقت کے طالبوں کو مشائخ کی عادات اور ان کے اطوار و کردار کی پیروی میں جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کے اقوال سننے سے ان کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض مواقع اور اشخاص کو تو نفع اور فائدہ سے زیادہ نقصان کا احتمال ہے۔ لیکن چونکہ مشائخ کی سیرت اور حالات کے مرتبین کی چونکہ یہ رسم اور روش ہے کہ ان کے کلمات واقوال بھی رسائل میں لکھے جائیں اس لئے ہم بھی ان کے نقش کی پیروی کر رہے ہیں۔

یہ مخلص (مؤلف) آپ کے ملفوظات ۳۳ کی تعداد میں آپ کی تکمیل کی عمر کے اعتبار سے ہر قول کے آغاز میں انہیں نجم نجم لکھ کر درج کر رہا ہے اور اس مسکین (مؤلف) نے یہ لفظ اس حدیث شریف کہ ''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جنہوں نے ان کی اقتداء کی وہ ہدایت پا گئے۔'' کے اس ارشاد سے لیا ہے اور اس قول قرآن بصورت

Marfat.com

نجماً نجماً نازل کیا گیا، پس سمجھ لیں۔

## پہلا نجم

فرماتے تھے کہ سالک کے باطن پر معارف و مکاشفات کا فیضان دراصل معدہ میں غذا داخل ہونے کی طرح ہے چنانچہ اگر غذائی معدہ فالتو اشیاء کے شمول سے محفوظ ہے تو اس کی غذا کی قوت اور ہاضمہ بھی مضبوط ہوگا اسی طرح غذا کے تمام اجزاء اس غذا نقصان سے خالی ہوں گے جو حل ہو کر ہاضمہ کے نظام میں خرابی نہ کرے، نہ ہی کھٹے ڈکار آئیں اور نہ معدہ میں فساد پیدا ہو، بلکہ سب کچھ ہضم ہو جائے جو بدن کی قوت میں اضافہ کا موجب بنے۔

اسی طرح اگر سالک کے باطن کی وُسعت بہت سی فضولیات سے پاک ہے اور اس کی طلب کرنے کی صلاحیت و ہمت قوی ہے اور معرفت صحیح کا ادراک باطن کے تحقق و تشرف کے دوران اس معرفت کا کوئی اثر بھی تلقین لسانی اور اسرار ربانی کے ورود کا راز ظاہر نہیں ہوگا اور اس طرح وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ اس کے دل کا جوہر ایک ہو کر موارد الٰہیہ شریفہ کے دل پر نقش کرنے کی قوت میں اضافہ ہو جائے گا عکسوں پر عکس ہوتا ہے البتہ اگر کوئی فضل الٰہی سے اس کے علوم و معارف مقررہ کے مطابق حاصل کر کے وہ شرع اور ملت کا ستون بن جائے پس ہمیں چاہیے کہ صوفیۂ خام اور ناقص موحدین کے ردّ کی نیت رکھیں۔

## دوسرا نجم

فرماتے تھے کہ وحدت وجود کے اسرار اور ذات و صفات الٰہی کے معارف کا بیان اُسی کیلئے سزاوار ہے جس کے کشف و بصیرت کی قوت متخیلہ اور واہمہ کے قویٰ پر

Marfat.com

پوری طرح غالب اور حاوی ہو، ورنہ اکثر یوں ہوتا ہے کہ قوت متخیلہ اور واہمہ کے روشن سمع سے وہ معرفت مباحث معقولہ کے درجہ سے عدم مطابقت کے علاوہ انحطاط پذیر ہو جاتی ہے تو اس کا قائل اپنے گمان میں اسے بلند معارف تصور کرتا ہے پس اس غلط فہمی کو دُور کرنے کیلئے اس معرفت کے قائل کو اس طبقہ کے اکابر یعنی شیخ اکبر محی الدین عربی، شیخ صدرالدین قونوی، حضرت خواجۂ عالم خواجہ احرار، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور حضرت خواجۂ آفاق خواجہ ما (باقی باللہ) قدس سرہم کے مقرر کردہ مسلمہ قانون پر توجہ دینی چاہیے۔ اگر اس کا (کشف) ان اکابر کے اصول کے مطابق ہے تو اس کے صدق اور حقیقت کو ناقابل تردید سمجھے، ورنہ وہ یہ بات یقین کے ساتھ جان لے کہ وہ معرفت محض اس کی عقل اور دماغ کی پیداوار ہے نہ کہ اس کے دل اور باطن کی۔

## تیسرا نجم

فرماتے تھے کہ صحیح دین اور درست عقائد صرف وہی ہیں جو صحابہ کرام اور ان کے متبعین نے مقرر کئے تھے ان بزرگوں کے اقوال نصوص (آیات قرآنی) اور احادیث نبوی سے مقتبس ہیں، اس دعویٰ کو تقویت دینے کیلئے آپ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے ایک عرصہ بعد رمضان کی تراویح کی مسجد میں اقامت کی تجویز پیش ہوئی پھر اس تجویز کے خلاف بھی بات کی گئی، ہر چند فقہ کی کتب میں اس کی تجویز مل گئی، لیکن کوئی دل میں گھر کرنے والی دلیل اور اس کی قوی ترین اصل ان فقراء کے نزدیک کوئی تھی جس پر عمل کیا گیا بعض فقہا میں اس امر میں اختلاف تھا جس کے جواب میں میں نے کہا کہ ہمارے حضرت خواجہ کے زمانہ میں ایک دو دفعہ تراویح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ میں نے بھی پڑھی تھی اور وہ وقت ایسا زمانہ نہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کوئی کچھ کرتا۔

Marfat.com

## چوتھا نجم

فرماتے تھے کہ سلف صالح کی عہد نبوت کے ساتھ قرب کی نسبت وہی نسبت ہوتی ہے جو ملکوت، نفوس اور عقول عالیہ کو حضرت کبریا سبحانہ کے ساتھ ہے، جب کائنات کے وجود میں آنے کے بعد یہ سلسلہ منتشر ہوا تو حیوانات، نباتات اور جماد پر جا کر ختم ہوا اسی طرح دین داری، تقویٰ، خداشناسی اور عبادت کا سلسلہ ہم جیسے اس آخری دور کے کمترین افراد پر جا کر منتہی ہوا البتہ اگر کوئی اپنی فکر، اندیشہ، عقیدت اور سیرت و سنن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور پھر ان بزرگوں کے اقوال، افعال اور مطالعہ و مباحثہ انہی کی روش میں کرے تو اُسے عہد نبوت کے قرب اور بُعد کا صاف علم ہو جائے گا، اس امر کی وضاحت کیلئے یہ حکایت بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابو عبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ سبحانہ کے آغاز شباب میں ایک خوبرو عورت ان کی طرف مائل ہوگئی لیکن آپ اس کا جواب نہیں دیتے تھے، انہی دنوں جب ایک روز آپ ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے وہ آراستہ ہو کر آپ کے پاس آئی اور ناز و اَدا و نخرے سے اپنی فاسد خواہش کا اظہار کیا آپ وہاں سے چل دیئے اور وہ عورت بھی تیزی کے ساتھ روانہ ہو کر شرم سے پردہ کر کے اور دل برداشتہ ہو کر بلند آواز سے کہنے لگی اے باغ کی لطافت کی افزائش کرنے والے سرو کے درختو! اور باغ کے حسن افروز نظارو! مجھ پر اتنی بے رحمی نہ فرماؤ اور میرے حال زار پر بخشش کرو، لیکن آپ نے اس کے جادو اور فسانہ پر کوئی توجہ نہ دی اور بادِ نسیم اور نہایت سبک رفتاری سے خود کو باغ سے نکال لیا، اس طرح آپ نے اس کے مکر و فریب سے رہائی پائی، جب اس واقعہ کو ایک عرصہ گزر گیا اور یہ واقعہ امتداد زمانہ سے ذہن سے اُتر گیا تو اچانک وہ سرگزشت آپ کو یاد آ گئی، تو اس عورت سے جو صدمہ پہنچا اور پھر اس بدفعل (قساوت) کی جب یاد آئی

Marfat.com

تو میری نزہت گاہ باطن اس سے متاثر اور خلل پذیر ہوئی اور پھر کہا صد افسوس کہ میری ساری عمر صفا اور تزکیۂ باطن میں بسر ہوئی اور اب میں بڑھاپے میں پہنچ گیا ہوں اور چالیس سال پہلے نوجوانی میں میں اس حادثہ کا شکار ہوا تو اللہ سبحانہ کی تائید سے مجھے اس سے خلاصی نصیب ہوئی، کیا ہوا کہ عمر کے آخری حصہ میں میری عادت کیخلاف مجھے پھر یاد آ گئی اور میں بے حال ہو گیا، اس غم میں جو تین رات دن تک مجھ پر مسلط رہا، آخر الامر آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو مجھ سے فرماتے تھے، اے محمد! تم بالکل غم نہ کرو اور خود کو رنج والم میں مبتلا نہ کرو، بلکہ اس کو خطرہ کو جو تمہارے دل میں آیا ہے وہ میرے زمانہ سے بعد کے باعث ہے اور جوانی کے واقعہ کا اس وقت یاد نہ آنا ہمارے عہد کے قرب کی برکات میں سے تھا پھر چالیس سال کے بعد اس برے خیال کا تیرے دل میں آنا اس لئے ہے کہ لوگ جتنا میرے زمانہ سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی نفس اور شیطان کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔

## پانچواں نجم

فرماتے تھے کہ کم سنی سے لے کر حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ سے واصل ہونے تک دو مسائل میرے دل میں گھر کر گئے تھے اور ان دو اشکال کا کسی طرح کا حل نہیں ملتا تھا: ایک یہ کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کیوں کر ایمان پر جمع نہیں ہو سکتے، فاسقین اور گنہگار دائرہ اسلام اور احاطۂ ایمان سے کیونکر خارج نہیں ہیں؟ اس جماعت کا ابتدائی حال کفر میں ملفوف کیوں نہیں ہے؟ دوسرا یہ کہ اہل بیت کے ساتھ سچی محبت اور بعض صحابہ کرام کے ساتھ تعلق خاص کے باوجود انہوں نے اہل بیت پر تلوار کھینچی؟ یہ دونوں باتیں یعنی محبت اہل بیت اور پھر ان پر تلوار کشی یہ دونوں امر کیسے یکجا جمع ہو گئے؟ یہ وہ دو اشکال تھے جو میرے دل میں بیٹھ گئے تھے،

Marfat.com

اور کسی تاویل وتقریر سے رفع نہیں ہوتے تھے، اگر چہ ان مسائل خلافیہ کے دوران میں توبہ واستغفار بھی کرتا رہا اور میں جبراً خود کو زمرۂ اہل سنت و جماعت میں شمار کرتا رہا۔ لیکن ان خیالات نے مجھے ہمیشہ پریشانی میں مبتلا کئے رکھا، یہاں تک کہ جب میں حضرت پیر دستگیر (خواجہ باقی باللہ) کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو یہ دونوں اشکال رفع ہوگئے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق مجھے یقین حاصل ہوگیا جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اس امر کا بھی یقین ہوگیا مقامات سلوک طے کرنے اور صفا باطن کے حصول سے ان مسائل کی تحقیق و تصدیق ہوگئی اگر چہ دوسرے حضرات تقلید سے وابستہ ہوکر تعصب سے اس عظیم سعادت سے مشرف ہوئے ہیں لیکن اس عظیم اُمت کے خواص کے سوا ان مسائل میں کسی کو یقین اور اطمینان حاصل نہیں ہے۔

## چھٹا نجم

فرماتے تھے کہ قضا و قدر کے مسئلہ میں وادیٔ متفکرہ میں نہ بھٹکنا چاہے اور اس معاملہ میں قیل وقال سے بے وقوف نہیں بننا چاہیے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ خود ساختہ ہے چنانچہ اس دنیا کون وفساد میں اعمال خیر و بد کی جزا نیکیوں اور برائیوں سے ہے جو تمام عقول اور عقل شناسی کے نقطہ نظر سے عدل اور ایفاء حق کے طور پر واجب ہے اسی طرح روزِ جزاء، پوشیدہ انعام اور جہنم کا عذاب ظاہری حال پر مبنی ہوگا، اس عمل سرائے (دنیا) میں یہ مجازی پردہ پردہ باطن میں جادو کی طرح ہے اسی طرح روز جزا بھی اس پردہ کو اپنی جگہ پر ہی ہونا چاہیے اور حکم حقیقت کو نہ اس دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں لباس مجازی سے برہنہ ہونا چاہیے چنانچہ اس زمانہ میں کہ ہر طرف نفسا نفسی ہے اور اس معاملہ میں شرع کا حکم قصاص تک پہنچ جاتا ہے اور وہ بدل پورے عدل وانصاف کا ہوتا ہے اگر چہ وہ اس شخص کی ضرب کا مظہر ہی ہے، اسی طرح کفار و گناہگاروں کے لیے آخر

Marfat.com

کا رعذاب اور سزا ہوگی، ظاہری طور پر یہ صحیح ترین انصاف ہے اور ازل و ابد کا یہ مجازی پردہ احاطہ کئے ہوئے ہے، عمل کو اس کی دوا، دارِ جزا کو اس صف بند کو چہ امیدواری میں کسی عہد و پیمان کے بغیر ہے۔

## ساتواں نجم

فرماتے تھے کہ (صوفیہ) کا سلاطین و بادشاہان وقت کے ساتھ اختلاط وصحبت کے باوجود اپنے اوقات کی حفاظت اور نسبت کا قیام احاطہ امکان سے باہر ہے لیکن بعض عزیزوں مثلاً شیخ پیر میرٹھی اور میر سید احمد قادری کا تعمیر اوقات اور ذوق و حال کی حفاظت ہمارے نزدیک ان کی کرامات میں سے ہے۔

## آٹھواں نجم

فرماتے تھے کہ طبقہ صوفیہ میں اگر چہ رزق حلال اور پختہ کھانا خوب سیر ہو کر کھانا احتیاط کے تقاضے کے قریب ہے، سلوک کے آغاز یا انتہا پر بسیار خوری کدورت کا باعث اور حال میں سے حلاوت کا خاتمہ ہے، مجھے ہر گز یہ بات یاد نہیں ہے کہ میں نے سیر ہو کر کھایا ہو اور پھر اس سے میرے وقت میں خرابی واقعہ نہ ہوئی ہو۔

## نواں نجم

فرماتے تھے کہ ہر وہ شخص (طالب، سالک) جو رات کو اطاعت اور عبادت جاری رکھے اور صبح ہوتے ہی دوبارہ کامل طور پر غسل کرے اور وہ فقر وانکسار کے ساتھ اپنے قلب و باطن پر مراقب ہوا تو امید ہے کہ طلوعِ فجر تک اسے بہترین باطنی فتح نصیب ہوگی مگر وہ شخص جس نے اپنی اندرونی سنگدلی اور انحراف سے اپنے آپ کو تباہ

Marfat.com

کرلیا ہوگا اس سے یہ اہلیت ختم ہو جاتی ہے۔

## دسواں نجم

فرماتے تھے کہ اس معاملہ (مذکورہ نجم نہم) کا مقصد اور اس کام کا مدار دائمی انتظار پر ہے اور اس میں وہ انکسار سے بھی متصف ہو، مجھے اس معاملہ میں حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ سے زیادہ کامل دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، میں ان کے ایام طلب (شیخ) کے دوران بھی ان کی صحبت مبارک سے مشرف ہوا تھا، میں کس زبان سے اس عجیب قسم کے انتظار کی دولت کی تفصیل بیان کروں جو ان کے شامل حال شریف تھی، مختصر یہ کہ وہ ایسا بدن تھے جو محض انتظار کامل کے ساتھ زندہ تھے اور انہوں نے اپنے معمولات میں سے تمام دوسرے حواس خارج کر دیئے تھے اور ان کے بدن شریف میں شدید امراض کے پیدا ہونے کا یہی سبب تھا اور یہی ان کے مرض رحلت کا موجب بھی تھا۔

## گیارہواں نجم

فرماتے تھے کہ اس دنیا میں دھوکہ دینے والے نفس کی نفس کشی کا خیال رکھنا چاہیے بلکہ ایسے ہی جیسے ایک دشمن دوسرے دشمن کو لڑائی میں شکست (زبوں حالی) دے دیتا ہے البتہ جب تک اس کی پشت کو زمین سے نہیں لگا دیتے اس کے مکروفریب سے محفوظ نہیں رہ سکتے کیوں کہ بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ شکست خوردہ دشمن اپنے حیلہ اور فریب سے پھر غالب آ جاتا ہے اس طرح غالب پھر مغلوب ہو جاتا ہے، شکست خوردہ کی پشت کا زمین کے ساتھ لگ جانے سے اس کی شکست تسلیم کر لی جاتی ہے، اب فاتح شاندار لباس میں ڈھول بجانے والوں کے ہنگامے میں خراماں خراماں و نازاں واپس اپنی جگہ کی طرف رجوع کرتا ہے بالکل اس طرح سالک کی روح اس دنیا میں کئی نفس

Marfat.com

رکھنے والے کے درمیان گھری ہوئی ہوکر اپنا دفاع کر رہی ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات وہ قصداً جھک جاتا ہے اور پھر اس کے نفس مطمئنہ میں عجز پیدا ہو جاتا ہے لیکن اسے (نفس) کو گوشمالی سے فارغ کر دینا اور اُسی قدر اس کے جھکاؤ (نفس کشی) اور عجز پر اکتفا کر لینا مصلحت کیخلاف ہے جیسا کہ خیار فروش بیج بوتے وقت اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اُسے صرف زمین پر ڈال دینے سے کام نہیں بنے گا بلکہ اُسے اس کی لحد تک پہنچانے تک اس سے غافل نہیں ہوتا۔ (اس طرح انسان) کی تدفین مذکورہ کے بعد انبیاء، و اولیاء اور ملائکہ مقدسہ کی ارواح جو کہ اس زمین پر اللہ کے گواہ ہیں سے مشرف ہوتا ہے اسی طرح جواں سال فوت ہونے والے کی روح خوشی کا ڈھول بجانے والے کی آواز پر خراماں و نازاں طور پر اپنے مقر اصلی یعنی جوار رحمت سبحانہ کی طرف رجوع کرتی ہے۔

## بارہواں نجم

فرماتے تھے کہ مرید و مراد کے درمیان جو فرق ہے وہ بطریق احسن بیان کیا جانا چاہیے کہ اس کے حال میں جمال اور لطافت نظر نہیں آتی اور وہ اپنے کمالات و مقامات کی وقعت اور مقدار کو نہیں سمجھتا حالانکہ اس کے تمام کمالات و حالات حق سبحانہ کے عطیات میں سے ہیں اور اس کے اپنے عمل اور کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے اس کے دماغ میں کسی قسم کا غرور نہیں آنا چاہیے۔

اس کے خلاف کہ مرید کے احوال و مراتب جو اُسے حاصل ہوئے ہیں وہ اس کے اپنے عمل اور کوشش کا نتیجہ ہیں اس کے نزدیک ان تمام احوال و مکاشفات کی بڑی قدر و قیمت ہے اس سلسلہ کا آخری دشوار مرحلہ کامل محنت اور سخت کوشش سے طے ہوتا ہے وہ عقبہ (مرحلہ دشوار) عجب ہے، اس مرید کے نزدیک دنیا سوز زدہ اور حاصل عمل

Marfat.com

بھی ہے کہ اس کی نظر اس کے نفع ونقصان پر بھی لگی ہوتی ہے، اس کے حاصلات چونکہ اس کے ہاتھ کے عمل سے وابستہ ہوتے ہیں اس لئے اس میں فخر اور غرور ہمیشہ شامل حال رہتا ہے اس کے مقابل مراد موروثی طور پر دولت منداور وہ اچانک حاصل ہونے والے دفینہ کا بھی مالک ہوتا ہے جس کی اس کے اپنے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی وہ اس کو بے دریغ عطا کرنے یا بے جا صرف کرنے کا خیال بھی نہیں رکھتا۔ سلسلہ عالیہ احراریہ نقشبندیہ کے وابستگان زیادہ تر اسی قسم کے مراد ہیں، خاص طور پر ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے مخصوص اصحاب جو کہ اعلیٰ معانی اور خاص الخاص کیفیات ونسبتوں سے مشرف ہیں اس لئے دید اور غرور ان کے پُرامن روزگار میں راہ نہیں پاتا۔

## تیرہواں نجم

فرماتے تھے کہ نجات حاصل کرنے کا قاعدہ مختصر طور پر یہ ہے کہ اپنی زندگانی کو اہل دنیا کی طرز اور روش کے خلاف اختیار کرلو، اس پر غلو یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ اس تاریک اور سیاہ کار دنیا کے فوائد اور ان پر توکل کرنا بے سعادتی ہے اور اس کے مقابل آخرت کے مسائل ومصالح پر توجہ کریں یعنی دنیوی ضروریات کے زیادہ ہونے پر توکل سے کام لیتے ہوئے ان مسائل سے جنگ کریں، پھر اُخروی اعمال کے لئے غلو سے کام لینا چاہیے۔

## چودھواں نجم

فرماتے تھے کہ وہ نوجوان حضرات جو ۲۳ سال کے ہوں اور وہ ایسے کام کریں جو ۶۸ سال کی عمر تک کرتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ ۸۹ سال کا نظر آئے گا، پھر وہ عقل منداور تجربہ کار کی طرح کام کریگا ورنہ گویا اس نے اپنی عمر سے ہاتھ دھوڈالے۔

Marfat.com

اس کیلئے یہ بھی مسلم ہے کہ اس کی کج روی، بزرگوں کی نافرمانبرداری، خاص اور اس کی رائے اور فکر کی ناپختگی دوسروں پر ظاہر ہو جائے گی۔

## پندرہواں نجم

فرماتے تھے کہ ارباب طریقت سے خالی زمانوں میں (صوفیہ کو) اپنے احوال چھپانے اور غیروں کی مزاحمت و مداخلت سے بچنے کے لئے انہیں ملامت کا طریقہ اپنانا پڑا لیکن اس زمانہ میں راہِ ملامت اختیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، پس ایک ایسی طہارت (وضو) کریں جو دوسروں کو مطمئن کرے پھر ترتیل و تعدیل کے ساتھ تلاوت کر کے دو رکعت نماز ادا کریں تو کوئی ملامت اور طنز کا سایہ تک باقی نہیں رہے گا اور کسی پر کسی قسم کی آفت نہیں رہے گی بلکہ دنیا کے نزدیک تصوف کے مشرب اور مذاق سے بالکل بے نصیب نہیں رہیں گے اسی طرح زہد خشک اور رسمی دین (کی بجائے اصل کی طرف راجع ہو جائیں گے)

## سولہواں نجم

فرماتے تھے کہ ہماری اللہ سبحانہ کی تعظیم ہمارے دل کی لذت ونعمت کیلئے واجب اور لازم ہے، اس کی تحقیر اور اسے کم کرنا بھی کفر اور زندقہ ہے لیکن حالت وجد، دیوانگی، سکر اور مستی کی حالت میں وہ قابل معافی ہے۔

## سترہواں نجم

فرماتے تھے کہ خواہشات کی انتہا تن آسانی اور شہوت رانی حاصل کرنا ہے، اس برائی میں ملوث اور اس بلا میں گرفتاری یہودیوں کے چہروں پر ہرگز نہیں دیکھنے چاہیے،

Marfat.com

بلکہ ندامت، شرمندگی اور فکر بد دراصل اپنی ہی حالت کا نام ہے، مختصر یہ کہ اپنی بیکاری ہی سب سے برا فعل ہے آپ اس مدعا کی تقوی کیلئے حدیقہ کا حسب ذیل شعر پڑھا کرتے تھے۔

بتراز کاہلی ندانم چیز کاہلی کرد رستمانرا چیز

## اٹھارہواں نجم

فرماتے تھے کہ اپنے پیرومرشد کے حق میں اعتقاد رکھنے کے مراتب میں سب سے ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ پیر کے اصحاب وخلفاء میں جو کمالات ومقامات دیکھے یا گمان کرے وہ سب اس کی ذات شریف میں موجود ہونے کا اعتقاد رکھے، اس کے باوجود کہ ان کے اس دعویٰ کا سب سے قوی ثبوت ہیں، آپ کے خلفاء اور مخلصین کا ہر وصف آپ کی ذات مقدس میں ہر طور پایا جاتا تھا لیکن آپ کے خاص کمالات کسی میں نہیں پائے جاتے تھے۔

## انیسواں نجم

فرماتے تھے کہ اگر ہندوستان رہنے کا اختیار دیا جائے تو دست لاہور کے زیر علاقوں میں قیام کرنا دراصل اولاد کو ضائع اور اپنے اخلاف کی تضلیل ہے، ہمارے والد یعنی حضرت غازی خان علیہ الرحمۃ نے ہندوستان میں محض اپنی مجبوری سے قیام کیا تھا، سلطان خواجہ (جداعلیٰ خواجہ حسام الدین احمد) نے کئی مرتبہ (سفر ہند پر اولاد کے ضائع ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا، انہوں نے اس پر آنسو بھی بہائے تھے، میں اس وقت صرف سات سال کا تھا، مجھے یاد ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ زانوؤں پر مارے تھے، ان

Marfat.com

دونوں عزیزوں کے بآواز بلند رونے کا سبب میں اس وقت پوری طرح نہ سمجھ سکا اور تعجب کرتا رہا، اب سمجھ آئی ہے کہ ان کی گریہ وزاری کمال درجہ کی بصیرت اور عاقبت اندیشی تھا حقیقت حال جان لینے کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ عربستان یا ماوراالنہر کی طرف منتقل ہو جاؤں لیکن مشکل ترین مجبوریوں کے تحت یہ ممکن نہ ہوا۔

اب اپنے خواجہ زادوں (فرزندان حضرت باقی باللہ) اور اپنے بیٹوں کیلئے میری وصیت یہ ہے کہ اگر وہ دوسرے ممالک کو ہجرت نہ بھی کریں تو ہندوستان کے بلاد میں سے لاہور یا احمد آباد کو بطور مسکن اختیار کرلیں کیونکہ ان دوشہروں میں ہندوستان کے دیگر بلاد کے مقابلہ میں کم ضرر ہے اور دینی وروحانی منفعت زیادہ ہے۔

## بیسواں نجم

فرماتے تے کہ دہلی اور آگرہ یا ان تمام بلاد کے جو پائے تخت کے قریب واقع ہوں وہاں کے رہنے والوں پر دیگر مضرات میں سے ایک ضرر یہ ہوتا ہے کہ پہلے تو وہ رزق حلال کمانے اور اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کرنے کی خواہش ان سے جاتی رہتی ہے اور ان کی توجہ سلاطین سے امداد اور وظائف حاصل کرنے پر لگ جاتی ہے اگر اس ذلیل کو چند دنوں کیلئے نان مفت اور دربار میں جگہ مل بھی جاتی ہے تو گویا اس کی نسبت حیوانوں سے ہو جاتی ہے ورنہ وہ گداگری اور لنگر کھانے پر اپنی ہمت مرکوز کر دیتا ہے اس طرح وہ گناہ اور آخرت کے وبال میں گرفتار ہو جاتا ہے، اس کے برعکس لاہور اور احمد آباد کے رہنے والے تو مردم ولایت (سنٹرل ایشیا) کی طرح کاروبار، تجارت اور حرفت میں لگ جاتے ہیں، وہ ننگ اور بے عزتی سے غیروں کے احسان کا انتظار نہیں کرتے اور پھر رزق حلال کی برکت سے اس کا دین اسلام آخر زمان کے حوادث کی تند ہواؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔

Marfat.com

## اکیسواں نجم

فرماتے تھے کہ اس راہ (سلوک وعرفان) کے سالک کے لئے نفس کے فریب سے کبھی امن نہیں مل سکتا، اسے نفس کے مآخذ اور شر پر سوآنکھوں سے نظر رکھنا چاہیے، یہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر اوقات وہ لطیفہ خبیثہ اعمال حسنہ کے روپ میں وسوسے پیدا کرتا ہے اور اس کا فہم وادراک ہوتا ہی نہیں ہے، اس مفہوم کی وضاحت کیلئے آپ یہ مثال دیا کرتے تھے کہ جب میں تنہا گوشہ صحرا میں آستانہ منورہ (حضرت خواجہ باقی باللہ) پر ہوتا تھا تو اس وقت باطنی اعتبار سے میری روح کو صحرا سے بڑی الفت ہو جایا کرتی تھی چنانچہ میں اس شعر کو اپنے حال کے مطابق تصور کرتا تھا۔

شہر گنجائش غمہای دِل ما چو نداشت
آفریدند برای دل ما صحرا را

اسی طرح میرے اہل حقوق میں سے کوئی نہ کوئی بیماری یا پریشانی کے عالم میں میرے پاس آجاتا تو شہر جا کر نفس شوم آلودہ ہو جاتا تو نفس کے حال سے مجھے یہ احساس ہوتا کہ وہ مریض مرگ پر راضی تھا کہ جنازہ کے بہانہ سے میں شہر آجاؤں اور اہل شہر کے ساتھ چند گھڑی محشور اور مخلوط رہوں تو اس احساس سے میں حیران اور متعجب سا ہو جاتا تھا، توفیق الٰہی سے مجھے قرار بھی آجاتا تھا کہ اگر بیمار (واقعی) مرجاتا اور میں شہر میں نہ ہوتا تو پھر قرار دادِ مذکور میں ہی قرار دیتا، اس طرح اب اس نفس کے بوجھ اور وسوسہ سے مجھے نجات مل گئی۔

## بائیسواں نجم

فرماتے تھے کہ اس طریق (سلوک) کے مبتدیوں کے لئے اس کار میں

Marfat.com

مشغولیت اور تمام عبادات کے دوران ان پر وسوسے اور بیہودہ گوئی سننے میں بھی آتی ہے اس سے اس کا دل تنگ نہیں ہونا چاہیے بلکہ شاہد عدل کو اس اعلیٰ استعداد اور قابلیت کو اپنی سمجھ کر شکر الٰہی بجا لانا چاہیے کیونکہ منزل کے خالی چھوڑ دینے سے اس میں چور گھس جاتا ہے اس منزل پر چوروں کا ہجوم اور رکاوٹوں کے زیادہ مواقع موجود ہیں جو کہ آبادان کا مایہ اور خواستہ ہے، اسی طرح نفس اور شیطان، دل کے احداث اور وسوسے دراصل سالک کی اپنی استعداد کی قلت و کثرت ہے لیکن ان کو دل سے دور کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان کی طرف التفات وتوجہ ہی نہ کی جائے۔اسی طرح برے لوگوں کی حرکت، بدگوئی اور رکاوٹ ومداخلت کی وجہ سے اپنے مشاغل (روحانی) ترک نہیں کرنے چاہیں اور اس کا حساب بھی نہیں کرنا چاہیے اسی طرح دل کے وسوسوں کا شمار بھی نہ کریں اور نہ ہی انہیں روکنے کی کوشش کریں۔ان شاء اللہ سبحانہ وہ خود بخود ختم ہو کر مٹ جائیں گے، اگر ان کی مدافعت کی کوشش کی تو یہ ممکن نہیں ہے، کیونکہ ہر ضعیف خطرہ مزید سو خطرات کو جنم دیتا ہے، بالکل جنات کی پیدائش کی طرح کہ ہر جنیہ ایک دن میں ایک سو بچے جنتی ہے واقعی ان (خواطر) کا شمار حساب سے باہر ہے، مدافعت کرنے والا سالک ان جنات اور بدروحوں کے ہاتھوں پہلی فرصت میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔

## تیسواں نجم

فرماتے تھے علوم معقول کلامیہ میں مصروفیت سے اکثر افراد انسانی کو نفع سے زیادہ نقصان پہنچا ہے، یہاں تک کہ خیر القرون کے زمانہ کے ختم ہونے تک جو تبع تابعین کے عہد پر منتہی ہوتا ہے، پھر اس اُمت مرحومہ کے افراد میں اس مذہب اسلام سے بدعت اور انحراف کا آغاز ہوا اور جب مامون باللہ عباسی (مامون الرشید) کے عہد

Marfat.com

حکومت میں روم کے یہودی علماء اور راہبوں نے علوم فلسفہ میں اپنی اغراض بے تدبیر شامل کر دیں اور اپنی بوالہوسی بھی ان علوم میں ڈال دی، اب تمام دین فروش اور خوشامدی علماء اس کے گرد جمع ہو گئے اور ان علوم کے یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے، اسوقت کے جدید لذت کے طالب انہیں سیکھنے کے درپے ہو گئے اور ان علوم سے ملوث شدہ اذہان نے ان میں مہارت حاصل کر لی، اس طرح مذہب قدر، جبر اور نظریہ خلق قرآن کریم قبول کروایا گیا، اس طرح لوگ مذہب (اسلام) سے برگشتہ کئے گئے اور اس قسم کی دیگر (خرافات) کو رواج دیا گیا، درحقیقت انہی ایام میں (اس ملت میں) ۲۷ بدعتی فرقوں نے انہی علوم کے پھیلنے کی شامت سے جنم لیا اس طرح عہد نبوت سے قرب نہ ہونے کے باعث ان علوم کے برے اثرات پھیل گئے، اس سے ہمارے عہد یعنی حدود ۱۰۴۰ھ تک قیاس کریں کہ کیا نتیجہ نکلا ہوگا ہاں ہمارے زمانہ کے تمام علماء ان علوم (عقلیہ) میں غلو رکھنے کے باوجود اہل سنت وجماعت کے ساتھ شرف اختلاط رکھتے تھے یہ تقلید اور ان کے تصلب کا ہی نتیجہ ہے اور ان کی عمریں مذہب سنت وجماعت کی حمایت وتحفظ میں گزری ہیں لیکن معقولات کی اشاعت کے باوجود ان کی نظر اپنے مذہب میں تعصب (تصلب) کے سوا دوسری کوئی چیز آتی ہی نہیں ہے فرض کریں کہ اگر کوئی ایسا شخص پیدا بھی ہو جائے جس نے اہل سنت کا مذہب اپنے آباؤ اجداد سے اخذ نہ بھی کیا ہو تو اس آخری زمانہ میں جب وہ علوم معقولہ کا شغل اختیار کرے تو لامحالہ اس کا ذہن ضعف عقیدہ میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، ہم اپنے ذہنوں کو منقول اور معقول میں تطبیق دینے پر اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔
(آیہ کریمہ ہے) ''اے ہمارے ربّ! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔'' (۳/۸)

Marfat.com

پس اسی کی مناسبت سے قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کیلئے عقلی دلائل بھی موجود ہیں جو کہ اصحاب خیر القرون میں متعارف تھے، انہی پر اکتفا کرنی چاہیے اور منطقی دلائل و براہین کی مشق میں وقت ضائع نہ کریں، بے راہ رو فلسفی کی اتباع نہ کریں۔

## چوبیسواں نجم

ایک روز یہ مسکین (مؤلف) آپ کی خدمت میں پہنچا (اور دریافت کیا کہ) بے ادب مریدین سے قابلیت سلب کرنے کا کونسا وقت متعین کرنا چاہیے، فرمانے لگے کہ مرید اور مرشد کے مابین جب محبت کا تعلق اور اس کے دل کی پناہ کا معاملہ ست پڑنے لگے اور وہ مرشد کے سامنے نہ ہچکچائے، اللہ سبحانہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

## پچیسواں نجم

فرزندں کے لئے (آپ نے) اپنے قلم خاص سے نصیحتیں تحریر کی ہیں جس میں لکھا ہے کہ تواضع، بردباری اور خلق خدا پر شفقت کرو، حق سبحانہ کی پناہ تلاش کرو کیونکہ یہ دنیا فانی ہے اور قریب ہے کہ وہ دنیا سے چلا جائے (فوت ہو جائے) اور وہ آخرت کا طالب ہو کہ یہی اس کیلئے دائمی ہے۔

## چھبیسواں نجم

فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ تعجب انگیز امر میرے لئے یہ تھا کہ قلعہ فیروز آباد کے رہنے والے اس کے باوجود کہ یہاں مسجد فیروزی بھی ہے جو کہ اکابر مشائخ خصوصاً ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے انوار و برکات سے پُر ہے وہ دوسرے

Marfat.com

مرشد کے طالب کیونکر ہوتے ہیں؟ شرط اور قاعدۂ طریقت کے مطابق اگر وہ یہاں کچھ عرصہ اعتکاف کریں تو دیگر مساجد اور دوسرے مشائخ کی صحبت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

## ستائیسواں نجم

فرماتے تھے کہ میں حیران ہوں کہ دوست ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) کی تربت منور سے کس نیت اور ارادہ سے رخصت ہوئے ہیں جبکہ ان میں طلب کا جذبہ بھی موجود ہے اور وہ مزید طلب کا اظہار بھی کرتے ہیں، ہم یہ بات پورے یقین سے جانتے ہیں کہ اس درگاہ کے بعض مخلصین و مخصوصین قلب کے رابطہ اور سچی توجہ کے ساتھ رابطہ کریں اور وہ اس قلعہ میں آپ کی عنایات سے وظائف پورے کریں تو انہیں حضرت پیر دستگیر (خواجہ باقی باللہ) کے ساتھ خصوصی نسبتیں پیدا ہو جائیں اور وہ ہمارے حضرت خواجہ کو اپنے قریب دیکھ لیں گے اس طرح وہ آپ کی اجازت و رخصت سے وہ کام انجام دیں اور انہیں آپ کی توجہات اور تربیت سے شاندار فتوحات اور عظیم ترقیاں حاصل کریں۔

## اٹھائیسواں نجم

فرماتے تھے کہ جو کوئی بھی فقراء کی اس جماعت میں شامل ہو اور وہ چاہے کہ کسی کم سے کم درجہ کی سعادت سے بھی خالی نہ رہے تو وہ یہ کرے کہ نماز میں شامل ہونے سے پہلے خود کو کامل طہارت کا پابند کر لے، وہ صبح سویرے اہل محلہ سے پہلے مسجد میں داخل ہو، اگر وہ اپنے آپ میں یہ توفیق نہ پائے تو وہ بیہودہ لوگوں کی طرح درویشی کی

Marfat.com

رسم کا پابند نہ ہو، اور وہ اس بات کو ذہن میں رکھے اور خود کو کذابوں میں شامل نہ کرے۔

## انتیسواں نجم

فرماتے تھے کہ خانقاہ کی خدمت تین روز تک کریں اس کے بعد خدمت کا کام بند کردیں پھر وہ ایک ماہ تک جاری رکھے اس ایک ماہ کے دوران اگر وہ محنت، بھوک اور فاقہ کشی سے فرار اختیار نہ کرے تو اس پر نماز باجماعت اور فقراء کی صحبت اس کے دل گیر ہو جائیگی اس کے ساتھ ہی اسے ناگزیر معیشت کی نیک خبر بھی ملے گی، اسی طرح اسے مسافروں اور شکستہ حال غریبوں کی بھی خبر گیری کرنی چاہیے کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک دو مرتبہ خانقاہ کے مختلف زاویوں اور گوشوں کی بھی خبر لینی چاہیے کہ شاید اس وقت کوئی وہاں آیا ہو، یا اس وقت کوئی بھوکا وہاں پڑا ہو۔

خانقاہ کے خادم سے روایت ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ہم خانقاہ کے دروازے مقفل کر کے سونے کے لئے جا رہے ہوتے تھے کہ اس وقت آپ بذات شریف اکیلے ہی دس پندرہ نان دستر خوان میں لپیٹ کر لاتے اور خانقاہ کے دروازہ پر پہنچ جاتے مجھے آواز دے کر بیدار کرتے میں فوراً آ کر دروازہ کھولتا، جب خانقاہ میں داخل ہوتے وہ دستر خوان میرے ہاتھ میں دے کر فرماتے کہ مسجد کے مختلف حصوں میں جا کر دیکھو اگر کوئی بھوکا آیا ہو تو اس کو یہ نان دے دو، جب میں اس خدمت سے فارغ ہو جاتا کبھی اپنی منزل شریف (گھر) تشریف لے جاتے اور کبھی تہجد کی نماز اور مراقبہ خانقاہ میں ہی کرتے آدھی رات سے چاشت کے وقت کے ہونے پر خانقاہ سے باہر نہیں آتے تھے اور فرماتے تھے کہ نان دینے کی فکر میں اگر ساری رات خانقاہ میں بسر کرنی پڑے کروں گا اس کے بغیر مجھے نہ نیند آتی ہے اور نہ ہی قرار ملتا ہے۔

Marfat.com

## تیسواں نجم

فرماتے تھے کہ کم سنی میں مَیں نے اپنی والدہ صاحبان کی نسبت مغل عورتوں کو اپنے اپنے شوہروں سے سختی اور درشتی سے پیش آتے دیکھا کرتا تھا اور وہ مجھے معقول نظر آئیں کہ وہ ہندوستانی اقربا سے بہتر ہیں اور اب جب کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور شادی کا وقت بھی گزر گیا ہے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ دنیا میں رفاہیت کے حساب سے میری پہلی رائے ہی صحیح ہے لیکن آخرت کے نقطہ نظر سے بیوی کی حیثیت سے مغل عورت ہی بہتر بلکہ بہترین ہے کیونکہ مغل عورت اپنے زور سے شوہر سے اپنے حقوق حاصل کر لیتی ہے اور شوہر کو یوم جزا کے موقع پر اس سے بری الذمہ کر دیتی ہے اس کے خلاف ہندوستانی عورت جو قناعت، کم گوئی اور نامرادی کی وجہ سے اپنے شوہر سے کسی قسم کا تعرض کرتی ہی نہیں ہے وہ اُسے زیر بار ہی رہنے دیتی ہے جس سے وہ اس میں مبتلا ہی رہتا ہے۔

## اکتیسواں نجم

فرماتے تھے کہ خواتین والے گھر میں مغنیہ کی آمد، چند شراب میں بدمست شرابیوں کے گھر میں آنے سے زیادہ نقصان دہ اور ہمارے نزدیک اس کا انجام برا ہے چہ جائیکہ بری خصلتوں کی تاثیر فریب دینے والی مطربہ کی سرایت (اثر پذیری) کے ہم جنس ہونے کے باعث زیادہ ہے اور اس کا ضرر بھی کئی گنا ہوگا، بہت جلد وہ گھر فواحش کا گھر بن جائے گا۔اب اس گھر کی منکوحہ عورتوں کو طلاق کے سوا چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

## بتیسواں نجم

فرماتے تھے کہ اس قطعہ (حدود خانقاہ قلعہ فیروزی) کے بوڑھوں، جوانوں اور

Marfat.com

بچوں کو دنیا کے لوگوں کے عیش و عشرت سے تشبیہ دینا حد افراط سے بڑھانا ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے زمانہ سے قرب کے باعث ان کے آباء کے نطفوں اوران کی صالح امہات کی فطرتوں کو خانقاہ اور مسجد سے شائستہ مناسبت ہوگئی ہے۔ ان کے قویٰ اور معدوں میں عیش پرستی کا دخل نہیں ہوسکا ہے ان کے قوی و قابلیت کو بھی علم اور عبادت سے کامل نصیبہ حاصل ہے اسی طرح انہوں نے اپنے قوی کاملہ سے اس عمل (عیش و عشرت) کو خارج کر کے قویٰ ناقصہ و ناتمام کے حملوں کو خیر و برکت کی آمد سے بدل لیا ہے انہوں نے اسے اہل علم و صلاح کی نظر میں بے اصل اور مردود بنا دیا ہے اور اہل دنیا کے نزدیک اسے (عیش پسندی) قابل تمسخر اور نشانہ (ہدف) قرار دے دیا ہے۔

## تیتیسواں نجم

اس بندہ (مؤلف) سے فرماتے تھے کہ خواجہ! اگر تم اور تمہارے بھائی خواجہ محمد عبداللہ (خواجہ خرد) علوم لسانی اور کتابی مولویت کے انتہائی درجہ تک تحصیل کر کے تدریس اور تصوف دانی میں کمال حاصل کرلو، مشیخت کی تمام رسوم اور خانقاہ داری کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوکر سجادگی کے صحیح اعمال اور احوال سے تجاوز کروتو یہ میری اور تمہارے والد بزرگوار کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ ان کے مقام و منزلت شریف سے ہزار ہا فرسنگ دور لے جائے گا اور اے بصد افسوس کہ اب میں صرف اس قدر راضی ہوں کہ اب اس امت کے تمام صلحاء میں تمہارے والد جیسا کوئی نہیں آئے گا اور اب یقینی طور پر ایسا کبھی نہیں ملے گا اب خدا کیلئے اس کی قدر کرو اگر میری زندگی تک تم نیک وضع اختیار نہ کرو گے تو جلدی وضع بدنہ اپنانا اور صبر کرنا اور نہ ہی میں تمہیں بغیر پہچان (بے نشان) چھوڑ کر دنیا سے جارہا ہوں، اب تمہیں گناہوں کی دلدل، مکروہات، دشمنی

Marfat.com

اور تنازعوں میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں (پس ایسا انسان) برباد ہوا، برباد ہوا، کہ جس کا ایسا مربی، شفقت کی دولت نثار کرنے والا، صاحب اور چھوٹوں و بڑوں کا ولی نعمت ہم سے نالاں اور آزردہ خاطر ہو کر دنیا سے چلا جائے، میں تو آنحضرت (خواجہ باقی باللہ) کے حصول رضا اور فرمانبرداری میں ناکام و قاصر رہا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں بخش دے اور ہمارے گناہوں سے درگذر فرما، بے شک تو رؤف ورحیم ہے۔

# فصل سوم

## آپ کے بعض تصرفات وکرامات کا بیان

صاحب صدق وصفا دوستوں پر یہ امر روشن اور واضح ہو جانا چاہیے آپ کے برگزیدہ احوال اور عظیم کمالات اس قدر بلند اور مشہور ترین ہیں کہ ان کے لئے اس کتاب میں کسی فصل کے ضمیہ یا الحاق کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ کرامت اس آنے والے عزیز کی وجہ سے ظہور میں آئی ہے کیونکہ طلب کے آغاز میں وہ اس کے مشاہدہ کا محتاج ہوتا ہے چنانچہ اس طبقہ کے اکابر دین کی کتب میں بیان کیا گیا ہے کہ کرامات کے ظہور کے دو فوائد ہیں، اول یہ کہ مخالف پر اعجاز کا اظہار کرنا دوم انبیاء کے عہد (معجزہ) کی تائید کرنا، پہلے فائدہ کا تعلق کفار سے ہے دوم اس کے دیکھنے والے ضعیف الیقین صحابہ کو یقین آ جائے، عہد نبوت کے ختم ہونے کے بعد صلحاء کی طرف سے کرامات کے ظہور کے بھی دو فائدے ہیں۔ لیکن اعجاز کا فائدہ صرف نفس اور شیطانیت کو ہے جو کہ کفر اور حسد سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اعانت کا

Marfat.com

فائدہ سالک کے اعتبار میں خاص طور پر نفس پر شیطان وضعف کے غلبہ کے باعث اس کا دل اور ہمت خوارق کے مشاہدہ کی بہت محتاج ہوتی ہے اس طرح قدرت الٰہی کے عجیب آثار کا ظہور اس کی راہ طے کرنے کیلئے اعانت وتقویت کا سبب بنتے ہیں اب اس سالک کے مرتبہ کمال وتکمیل پر فائز ہونے کے بعد دعوت وارشاد خلق کے دوران وہ قدرت الٰہی کی صفت کاملہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ تو اس سے کئی قسم کی کرامات اور تصرفات آفاقی ظہور میں آتے ہیں لیکن صدیقان اور اس راہِ سلوک کے صاحبِ نسبت حضرات جو آغاز فطرت اور شعور سے ہی عالم ملکوت کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں وہ نفس کے احکام اور اپنے طبعی مزاج میں اس کا بہت کم دخل رکھتے ہیں، اسی طرح اس قسم کے سالکین طلب کے آغاز سے ہی خوارق کے مشاہدہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، کمال حاصل کرنے کے بعد ان کا دل ومحبت اور رضاء الٰہی کے طابع ہو جاتی ہے تو وہ خوارق کے اظہار پر کم ہی توجہ دیتے ہیں اور ان حضرات سے ساری عمر میں صرف چند تصرفات آفاقی ہی کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ خلفاء اربعہ یعنی صدیق اکبر، فاروق اعظم، (عثمان) ذوی النورین اور اکرم وامام اولیا (علی) مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جیسا کہ معلوم ہے صرف چند تصرفات آفاقی ہی ظہور پذیر ہوئے تھے۔

افضل الحق بعد از انبیاء طبقہ اولیاء واصفیا میں سب سے مکرم اور بعض چھوٹے صحابہ مثلاً سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ بن انس جہنی، خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہم وغیرھم سے کرامات عظیمہ اور تصرفات مروی ہیں۔ لیکن وہ صاحب جو کہ طلاب طریقت کی دعوت کے دوران خوارق کے اظہار پر مامور اور ماذون ہوتے ہیں مثلاً حضرت غوث الثقلین) (عبدالقادر جیلانی)، حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری) اور حضرت خواجہ عالم خواجہ (عبیداللہ) احرار قدس اللہ اسراہم (سے کرامات کا بکثرت ظہور ہوا) ہاں ولی کامل سے کرامات کے اظہار کی دو وجوہات

Marfat.com

ہوتی ہیں ایک دشمنوں کی گوشمالی اور تادیب دوسری یہ کہ احباب میں الفت اور تالیف قلوب کی جائے، پہلی وجہ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ وہ اکابر صدیقین جو کہ مقامِ فنا و نیستی، خاکساری و تسلیم اور تفویض میں کامل ترین ہو جاتے ہیں، خاص طور پر جب وہ مقامات مذکورہ میں راسخ ہو کر لوگوں سے ملامت کا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں تو وہ اس (اظہار خوارق) سے بہت دور کر لیتے ہیں اور اس ملامت سے مراد وہ ملامت نہیں ہے جس کے سننے سے لوگوں کو قرار آ جاتا ہے بلکہ اس سے شیخ الشیوخ عالم شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہما اور اہل ملامت کے رئیس سید انبیا و حبیب رب ارض و سماء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ حالت (ملامت) ایک اختیاری نوعیت کی وضع ہوتی ہے جو کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ بظاہر یہ تمام احوال خواہ وہ ایک شخص سے متعلق ہی کیوں نہ ہوں بلکہ ہر کسی کو ان (کاملین) کی ولایت اور قرب حق کا گمان نہ گزرے۔ وہ حضرات دراصل باطنی طور پر درگاہ خداوندی کے اقرب ترین افراد ہوتے ہیں اور (ملامت کی یہ روش) اپنا نا سلسلہ شریفہ نقشبندی کی اصل خاصیت ہے۔ اس سلسلہ کے اکثر اکابر نے یہ وضع اختیار کیے رکھی، خاص طور پر ہمارے (حضرت) خواجہ حسام الدین احمد) نے اس وضع کے ساتھ خوب انصاف کیا اور اس مقام پر اتنا راسخ قدم رہنے والا اور کوئی کم ہی گزرا ہے۔

ظہور خوارق کا دوسرا سبب یعنی صادقین میں الفت پیدا کرنا اور ان کی تالیف قلوب کرنا تمام اولیا کا معمول رہا ہے اور اس روش میں کسی ولی سے عدم التفات واقع نہیں ہوا۔ لیکن اس قسم کی کرامات کا ظہور اور آشکار ہونا مخصوص مخلصین اور صادق قسم کی ارادت رکھنے والوں کے لئے ہے، منکرین اور اس دولت خداوندی پر شبہ کرنے والے تو اس سے محروم ہی رہتے ہیں چنانچہ آپ سے ملازمان اخلاص کیلئے چند مکاشفات، کرامات اور خوارق عادات ظاہر ہوئی تھیں، اگر یہ مسکین (مؤلف) ان سب کی تفصیل

Marfat.com

احاطہ تحریر میں لائے تو اس کے لئے ایک جداگانہ کتاب کی ضرورت ہوگی لیکن اگر اس حکم کہ ''جو کوئی تمام اشیاء کا ادراک نہ کر سکے اسے سب کچھ چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔'' کے تحت آپ کے بعض تصرفات جو ثقہ راویوں کے ذریعہ مجھ تک پہنچے ہیں (یا) اس مسکین (مؤلف) نے اپنی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا ہے، وہ بارہ آیات کے تحت بیان کئے جا رہے ہیں۔

## پہلی آیت

جب آپ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کے حکم کے مطابق بلدۂ اجمیر تشریف لے جا رہے تھے تو اس بلدۂ شریفہ کی کاروان سرائے میں آپ نے قیام کیا، ایک روز اس سرائے کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد آپ اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھے ہوئے تھے کہ سرائے کی عمارات کی طرف سے اجمیر کے دامن کوہ سے ایک عزیز نورانی چہرہ اور لمبی داڑھی اور دراز قد ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آئے اور آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ کے اشارہ سے اس مقام سے منتقل ہونے کا اشارہ کیا، وہ اشارہ آپ اور راوی کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، آپ نے اسی وقت اپنے ہمرکاب آنے والے ساتھیوں کو بلایا اور فرمایا کہ جلد از جلد یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں چونکہ خدام کو اس تکلیف دہ حالت کا علم نہیں تھا اس لئے اس حکم پر عمل کرنے میں لیت و لعل کرنے لگے، جس پر آپ نے سرکاری وکلاء سے فرمایا کہ اگر ہمارے خدام اس خدمت میں تساہل سے کام لیں تو ان کا روزینہ دوسرے لوگوں کو دے کر ان سے یہ خدمت لے لیں جس پر لاچار ہو کر خدام نے اس پر عمل کیا، جونہی رات کی تین چار گھڑیاں گزریں، اسی وقت پہاڑ کے دامن سے ایک بڑا سیلاب جوش مارتا ہوا آیا اور آپ کے مقام سابق پر جہاں آپ کا پہلے قیام تھا زیر آب کر دیا جو اس ضلع کے بہت سے مسافروں کا رخت سفر اور دیگر سامان بہا کر لے گیا جس سے ہر چھوٹے بڑے پر آپ کے فرمانے کے

Marfat.com

بھید کا راز کھلا۔

## دوسری آیت

آپ اور کمالات نصابی مخدومی ملاذی استاذی کمال الحق و الحقیقۃ والدین حضرت میاں شیخ عبدالحق کو بوالفضول (علامی ابوالفضل) کے ہم خیال اقربا کے اکسانے پر حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے طلب کیا تو یہ حضرات کابل و بنگش کے نواح میں جہاں لشکر تھا (سے ملاقات کیلئے روانہ ہوئے) تو آپ نے براہ راست لاہور سے ہٹ کر براستہ سیالکوٹ جانے کا فیصلہ کیا جس پر حضرت مخدومی (شیخ عبدالحق) حیران ہوئے تو انہوں نے بذریعہ پیغام اور پھر بوقت ملاقات آپ سے اس راستہ کے اختیار کرنے کی حکمت دریافت کی۔ تو آپ نے بڑی عمدہ توجیہات کر کے انہیں ورطہء حیرت سے نکالا اور سیالکوٹ لے آئے اور سیالکوٹ میں شدید بارش کے باعث چند روز قیام کیا اور پھر جناب مقبول الاولیاء میاں محمد ہاشم سنبھلی جو کہ آپ کے صادق الاخلاص مرید تھے، کے گھوڑے کی بیماری کی وجہ سے مزید چند دن ٹھہرے رہے، یہ توقف حضرت مخدومی پر بہت ہی شاق گزرا لیکن آپ کی رفاقت کی خاطر اسے بھی قبول کر لیا اور پھر اس قیام میں جو راز تھا، کے ظہور کے منتظر بھی نظر آئے، اس قیام کی اصل حقیقت جب ظاہر ہوئی تو آپ پر عقیدت و اخلاص کا مزید اضافہ ہوا اس مختصر کی توضیح اس طرح کی جا رہی ہے کہ ان دنوں اعلم العلماء وقت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اپنے مستقر سیالکوٹ سے وہاں کے ان عہدہ داروں کے بغض اور دشمنی کے باعث جو کہ آپ کے اس علاقہ کے عہدہ داروں کے ساتھ تھی اس عہدہ میں بڑا حصہ رکھتے تھے بلکہ آپ کی وجہ سے وہ اب معزول کر دیئے گئے تھے بلکہ اس صوبہ کے معاملات کا دارومدار آپ پر ہی تھا اور وہ مفسد اپنے خبث باطن کی وجہ سے متحد ہو کر مولانا کو ہلاک کر دینا چاہتے

Marfat.com

تھے چنانچہ مولانا کے قریبی بھائیوں میں سے ایک کو اس جماعت نے اغوا کر کے مار ڈالا تھا، اب مولانا نے یہ حالات دیکھ کر سنت سید المرسلین (ﷺ) کے مطابق اپنے خانوادہ سمیت وہاں سے شہر کے جوار میں دامن کوہ کے ایک مضبوط حیثیت کے فرد کے ہاں پناہ لے لی تھی۔

جب مولانا کو آپ کے سیالکوٹ آنے کی خبر ملی تو مولانا کو جنہیں آپ سے کمال درجہ کی عقیدت واخلاص تھا اس تمام خوف اور ہلاکت کی پرواہ کئے بغیر اپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دوتین دن تک اپنے ساتھ رکھا، آپ نے ان دشمن عہدہ داروں کو بلایا، انہیں نصیحت اور نرمی سے سمجھایا بلکہ محض اپنے تصرف باطن سے ان کے دلوں کو دشمنی سے صاف کیا اور ان کے درمیان صلح کروادی، اس جماعت کو نفاق اور عداوت سے نکال کر اتفاق کی طرف راغب کیا، آپ کے دوستوں اور ہمرکاب اصحاب کو اس توقف کی حکمت کا راز معلوم ہوا کہ مولانا جیسا فرد جو اکثر علوم اسلامیہ میں علماء عصر میں سند اور حجت کا درجہ رکھتے ہیں ان درندہ صفت کتوں کے ہاتھوں ہلاک نہ ہو جائیں۔

## تیسری آیت

اسی سفر کے دوران یعنی سفر پنجاب جس میں آپ منازل ومراحل طے کر رہے تھے۔ برسات کی ہوا ارض وسما کو تہہ وبالا کر رہی تھی جس نے ہر قدم پر ہمراہیوں کو تیز بارش سے تشویش میں مبتلا کر دیا جب یہ وسوسہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمانے لگے کہ اس کی قدرت کاملہ اور کرم عمیم سے کیا دور ہے کہ ان درویشوں کے سفر میں بارش کے تردد سے نجات مل جائے اور یہ درویش اس بارش سے محفوظ رہیں اور بارش سے ہوا کی شدت فرحت میں بدل جائے اور اس میں بھیگنے سے بچ جائیں۔

راوی کہتا ہے کہ منزل مقصود پر پہنچنے تک ہمارا یہی حال رہا کہ ہمارے آگے اور پیچھے

Marfat.com

بارش ہوتی رہی اور ہم پر اس کا ایک قطرہ بھی نہ پڑا اس عظیم تصرف کے مشاہدہ سے ہمارے دلوں کے تالے تازہ ایمان کی کلید سے کھل گئے اور ہمیں شرح صدر حاصل ہوئی۔

## چوتھی آیت

اس سفر میں آپ منازل طے کرنے میں آہستہ روی سے کام لے رہے تھے جس سے حضرت مخدومی (شیخ عبدالحق محدث) خوش نہیں تھے اور اس پر مصر تھے کہ جلدی جلدی سفر کیا جائے جس کے جواب میں آپ فرماتے تھے کہ لشکر کی پریشانی سے جس قدر جلد خلاصی ہو جائے غنیمت میں شمار کروں گا لیکن میں خود ہی اس بے مزگی میں پڑ کر کیا کروں اس ضمن میں آپ نے اپنے بعض ہمرکاب ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھے خدا سے امید ہے کہ جس روز ہم لشکر میں جائیں گے تو اسی دن نواب سپہید بزرگ مرزا محمد زمان مخاطب بہ مہابت خانان عاملہ اللہ بالفضل والاحسان کہ جوان دنوں ان فقراء پر قدرے بے التفات رہا تھا اور جب سے وہ پائے تخت گیا ہے ہم اس کے ساتھ یک جا (ملاقات) نہیں ہو سکے، راوی کہتا ہے کہ جونہی آپ لشکر میں داخل ہوئے تو نواب سپہ سالار لشکر سے باہر آئے اور لکھی جنگل کی طرف روانہ ہو گئے اس وقت لشکر کے قریب ہی ہماری ان سے ملاقات ہو گئی اس نے اپنے ہمرکاب قالینچہ کو زمین پر بچھایا، کچھ دیر آپ اور حضرت مخدومی کیساتھ گزارا پھر جلد ہی اس نے رخصت کیلئے فاتحہ کی درخواست کی اس کی درویشوں سے اس حسن التجاء اور انکساری کی برکت سے مقصود تک پہنچنے یعنی حضرت بادشاہ دین پناہ صاحب قرآن ثانی (شاہجہاں) مدظلہ العالی سے ملاقات ہونے تک ہم تمام آفات اور خطرات سے سالم و محفوظ رہے۔

Marfat.com

## پانچویں آیت

پہلی مرتبہ جب آپ سفر حجاز کے ارادہ سے اکبر آباد عرف آگرہ تک پہنچے تھے تو آپ کو استخاروں کے ذریعہ اور قطب الاولیاء خواجہ قطب الملت والدین بختیار اوشی قدس سرہ اور حضرت امام صدیقین خواجہ بیرنگ (باقی باللہ) قدس سرہ کی ارواح مقدسہ سے رخصت کے واضح اشارات نہ ملنے پر آپ نے چند دنوں کے لئے اس شہر میں قیام فرمایا تھا اور اپنے ہمراہ آنے والے عزیزوں کو اس شہر کی خاصیات اور تاثیرات کے ضرر سے محفوظ اور مامون رکھنے کا خاص خیال فرمایا تھا۔ چنانچہ اس میں سے کچھ حال اس کتاب کی فصل جس میں آپ کے ارشاد و ہدایت کا بیان ہے گزر چکا ہے، انہیں دنوں کی بات ہے کہ نتیجۃ الکرام میاں شیخ جعفر جو کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ) کے مقبول مریدین اور آپ کے صادق الاخلاص مخلصین میں سے ہیں آپ کے ساتھ ہمرکابی کا شرف رکھتے تھے جو فقر و درویشی میں کمال درجہ کی وضع کے حامل تھے۔ وہ اپنی زندگی ایک چادر، لنگی اور کنبل میں ہی گزار رہے تھے، تقدیر کا ایسا پھیر ہوا کہ وہ اس پرُ آشوب شہر کی آسائش سے متاثر ہو گئے، آہستہ آستہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ دو دو تین تین دن تک عزیزوں کی صحبت سے دور رہنے لگے اور اس پرفتنہ شہر کی سیر و تماشا میں گزارنے لگے، پھر آپ کی خدمت میں واپس آگئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے عزیز بھائی آپ نے خود کو اس شہر پرفتن کے تماشے میں مصروف کر لیا ہے مجھے خدشہ ہے کہ تم آج نہیں تو کل تک (ہم جیسے) لوگوں کو حقیر سمجھنے لگو گے، میاں شیخ جعفر کم سنی کے باعث آپ کے ان کلمات کا ادراک نہ کر سکے اور وہ سیر کی خواہش سے باز نہ آئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تقریباً ایک ماہ تک اپنے ہمراہی عزیزوں کے پاس واپس نہ آئے اس دوران وہ ناجنس لوگوں کی صحبت میں رہ کر ملازمت کی طرف مائل ہو گئے اور ہر کسی سے قرض لے کر اسلحہ

Marfat.com

اور بے اصیل گھوڑا حاصل کر لیا اور نوکر ہو گئے اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کی وضع میں بھی تبدیلی آ گئی اور ایک روز وہ ٹیڑھی دستار، رنگین دانت، تلوار اور خنجر لئے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے جونہی آپ کی نظر ان پر پڑی آپ فرمانے لگے اے میاں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس شہر میں زیادہ نہ جانا کہ تم میں بے ہودگی سرایت کر جائے گی یہ اسی کا تاثر تھا کہ میاں شیخ جعفر کا سر شرمندگی سے جھک گیا، آپ سے رخصت ہو گئے لیکن چونکہ وہ اکابر اولیاء کی نظروں میں قبول رہ چکے تھے اس لئے جلد ہی نوکری سے متنفر ہو کر اپنی پہلی وضع پر واپس آ گئے اور آج کل وہ حضرت دہلی کے نیک اصحاب میں سے ہیں۔

## چھٹی آیت

یہ انہی دنوں جب آپ چند دنوں کے لئے اکبر آباد (آگرہ) میں سکونت پذیر تھے اور اپنی ہمشیرۂ عزیزہ عصمت مآب خانزادہ ماہ غفرہا اللہ سبحانہ کی حویلی میں تشریف لے گئے تھے زمانہ سابقہ میں یہ حویلی کسی خواجہ سرا کے پاس تھی اس لئے وہاں لوگوں کی آمد و رفت سے پرہیز نہیں کیا جاتا تھا ہر چند ناصحین یہ کہتے تھے کہ وہاں سے چلے جائیں یا پردہ کرنے کے لئے وہاں ایک دیوار بند کے طور پر بنا دیں لیکن ان لوگوں نے بے سعادتی کے باعث اس بات پر توجہ نہ دی اور آپ کو بھی اس سے بہت تکلیف ہوتی تھی آپ اپنی وضع درویشی کے باعث اس پر تعرض نہیں کرتے تھے اپنے خادموں کو بھی خاموشی اختیار کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بے چین نہ ہوں کہ شاید وہ قضاء الٰہی سے بے دخل کر دیا جائے پھر بہت جلد ہی اکبر آباد کا صوبہ دار نواب خواجہ جہان کا اس کوچہ میں آنا ہوا تو وہاں اس کو اس گھر میں آپ کے قیام کا علم ہوا اور اُسے اس منزل شریف پر خواجہ سرا کے قصبہ کا علم ہوا تو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس منزل شریف پر یہ بے ادبی

Marfat.com

ہو رہی ہے اسے بتایا گیا کہ یہ فلاں خواجہ سرا ہے اس نے بیلچہ برداروں اور سنگ شکنوں کو حکم دیا کہ اس کا گھر ڈھادیں اور پھر اس خواجہ سرا کو کئی طرح کی سزائیں بھی دی گئیں۔

## ساتویں آیت

یہ ۱۰۳۸ھ کا واقعہ ہے کہ استقامت نصاب مواجید وعرفان مآب صوفی قربان جو کہ حضرت قطب المحققین میاں شیخ احمد کے اکابر اصحاب میں سے تھے آپ کے قلعہ (فیروز اباد) کے عزیزوں کے ساتھ اخلاص والفت کے باعث اس قلعہ میں سکونت اختیار کرلی بدقسمتی سے ان دنوں انہیں ایک خوبرو عورت سے محبت ہوگئی جس کے نتیجہ میں وہ بے تاب و بے آرام ہوکر رہ گئے، لیکن بعض فضول دوستوں اور غیبت فروشوں نے اس قصہ کو ان فقراء کی مذمت کا ذریعہ بنا کر ہنگامہ سخن برپا کردیا۔ جس کا آپ کے دل مبارک پر گہرا صدمہ ہوا، یہاں تک کہ آپ نے ایک روز عشا کی نماز کے بعد تمام درویشوں اور مخلصوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ صوفی مذکور کے اس ابتلا سے ہمیں فارغ نہیں رہنا چاہیے ہمیں توجہ اور ہمت کرنی چاہیے کہ حق سبحانہ اس صوفی کو اس پریشانی سے جلد نجات دے، آپ ان اصحاب کے ساتھ دیر تک مراقبہ کی حالت میں بیٹھے رہے اور دل و ہمت کو اس بلیہ کو دور کرنے پر لگا دیا، حضرت حق جلا وعلا نے آپ کی توجہ کی برکت سے اس صوفی کو اس گرداب سے نجات مل گئی چنانچہ ایک مخلص نے جو اس جلسہ (نشست مراقبہ) میں تھا نے دیکھا کہ جناب صوفی کے دل کا معاملہ ایک ایسے درخت کی مانند نظر آیا جو جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور اس کے دو تین کمزور ریشے اس کے حال پر گرے۔ پھر اسی شب وہ صوفی اس بے آرامی اور اضطراب کے بلیہ سے فارغ ہوگئے، وہ خوش اور خوشحال ہوگئے اور خوشگوئی کے طور پر کہنے لگے کہ کیا خوب ہوتا اگر دو تین ضعیف ریشے ان پر اور گر جاتے۔

Marfat.com

## آٹھویں آیت

میاں ہاشم سنبھلی سے روایت ہے کہ آدھی رات کے بعد آپ کے خدام میں سے ایک خادم میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت آپ کو بلا رہے ہیں یہ فقیر آپ کی عادت کے خلاف کہ اس وقت آپ نے کبھی طلب نہیں فرمایا تھا، حیران رہ گیا، میں حکم بجالایا جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ قبلہ رو ہو کر مصلے پر حالت مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں میں گیا اور سلام عرض کیا، ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اس وقت آپ کی ہیبت اور رعب مجھ پر طاری ہو گیا میں نے اپنے حواس پر قابو پایا اور ذکر میں مشغول ہو گیا، زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ آپ کے جوار میں رہنے والے ایک گھر سے سید خواتین کا شور سنائی دیا۔ آپ شفقت اور مہربانی کے جذبہ سے اپنی جگہ سے باہر آئے اور کسی کو دوڑایا کہ حقیقت حال معلوم کرو تو آپ تک یہ خبر آئی کہ ایک خاتون کو سانپ نے کاٹ لیا ہے آپ نے فرمایا کہ گل کتول کو پانی میں ملا کر اس مارگزیدہ کو کھلائیں میاں محمد ہاشم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، گل مذکور لے آئے تو آپ نے اسے کھلانے کا طریقہ خادم کو سکھایا اور اس کو پاس بھیج دیا جس سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس (خاتون) کو سانپ کے زہر سے بچالیا پس میاں محمد ہاشم کو معلوم ہوا کہ اس تاریک رات کو انہیں خلاف عادت طلب کرنے کی کیا غرض تھی۔

## نویں آیت

حضرت جنت مکانی (جہانگیر) برد اللہ مضجعہ کے آخری عہد حکومت میں جیسا کہ اس رسالہ (زاد المعاد) کے مقدمہ میں بطور ابتدائیہ لکھا جا چکا ہے آپ اکثر شہر سے باہر اپنے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کی تربت پر وقت گزارتے تھے، اس عہد کے

Marfat.com

افسوس ناک واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت اہل دہلی پر بڑا قحط مسلط ہو گیا، چنانچہ پندرہ سیر گندم بصد مشکل ایک روپیہ میں ملتی تھی، آپ ان احوال سے فقراء اور شہر کے غرباء کے بارے مین بہت غم اور الم سے گزر رہے تھے، ایک روز آپ نماز پیشین اور وظائف و تلاوت سے فراغت کے بعد اپنے والد بزرگوار (نواب غازی خان بدخشی) کے مزار پر بڑی غم زدہ حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، اُسی وقت اپنے حرم معلیٰ کے خادم کو طلب کیا اور دریافت فرمایا کہ اس وقت ہمارے گھر میں کتنی گندم موجود ہوگی؟ عرض کیا گیا کہ تقریباً پانچ سو من ہوگی، فرمانے لگے کہ ساٹھ ستر من خانقاہ کے فقراء کے رکھ کر باقی گندم ایک روپیہ فی من کے حساب سے فروخت کردو کہ شاید اس اچھے عمل اور اس نیت کی برکت سے بازار کا نرخ واپس اسی پر آجائے، خادم نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا، آپ کے نفس شریف کی برکت سے بازار کا نرخ بھی یہی ہو گیا اور پھر جب تک آپ بقید حیات رہے اس سے کم نہ ہوا اور آپ کی رحلت کے بعد اس رسالہ کی تاریخ تحریر (۱۰۴۴ھ) تک دو سال سے اس دنیا پر قحط اور تنگدستی مسلط ہوگئی ہے، دنیا اور آخرت کی برکات بھی آپ کے ساتھ ہی رخصت ہوگئیں۔

## دسویں آیت

جب رمضان کا مہینہ آتا تھا تو آپ بہت کوشش کرتے تھے کہ یہ مسکین (مؤلف) اور میرے برادر عزیز خواجہ محمد عبداللہ (خواجہ خرد) تراویح کی نماز میں حاضر رہیں، لیکن یہ فقیر کبھی کبھار افطار کے بعد کاہلی، گرانی، ضعف اور ناتوانی بلکہ محض بے توفیقی اور کم سعادتی کے باعث بصد محنت اور کاہلی عشا کے فرض اور وتر پڑھ کر سونے کے لئے چلا جاتا تھا، جونہی آپ مسجد میں آتے تراویح کی نماز کی اقامت کرتے اس دوران اس بے سعادت نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ اس فقیر کے سرہانے کھڑے ہیں اور

Marfat.com

فرماتے ہیں لوگ سنت تراویح کی اقامت میں مصروف ہیں اور تم اس جوانی کی عمر میں راحت کے بستر پر سور ہے ہو، یہ کس مذہب اور مشرب کے مطابق جائز ہے۔ یہ فقیر اسی وقت بیدار ہو گیا، وضو کیا، بصد شرمساری مسجد گیا، چند تراویح میں شرکت میسر آئی۔ یہ واقعہ صرف ایک بار نہیں پیش آیا بلکہ رمضان کے دوران چھ سات مرتبہ یاد ہے کہ آپ نے اس بندہ (مؤلف) کو تنبیہ کرتے ہوئے نشاندہی کے طور پر ظہور فرمایا۔

## گیارہویں آیت

اگرچہ اپنی رحلت (۱۰۴۳ھ) سے لے کر اب تک آپ اس فقیر (مؤلف) پر کئی بار ظاہر ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس فقیر کے گھر میں چوری ہوئی تو اس مسکین کے تمام حامی اور خادم گھر کی تمام کنیزوں کو تنبیہ کرنے اور انہیں سزا دینے کے درپئے ہوئے، واہی روبیہ نام کی ایک خادمہ پر اس کا الزام عائد کیا گیا انہوں نے چاہا کہ اس کو ایک غیر شرعی قسم کی سزا دی جائے، یہ فقیر اگرچہ اس سزا کے حق میں نہیں تھا۔ بلکہ اس میں میری شرکت اور موافقت خادموں کے ساتھ بس واجبی سی تھی، انہی دنوں آپ کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ اس کنیز کو سزا نہ دیں کیوں کہ یہ کام اس نے نہیں کیا اور وہ گمشدہ چیز واپس آنے یا ملنے والی نہیں ہے، آپ کے اس اشارہ کے مطابق جس پر اللہ سبحانہ کی حمد واحسان ہے کہ مجھے خادموں کو اس سزا سے منع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی، اس کے بعد ثبوت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ نامراد کنیز اس معاملہ میں ملوث نہیں ہے اور اس کی بریت اور پاک دامنی بھی ظاہر ہوگئی۔

## بارہویں آیت

اس رسالہ (زاد المعاد) کی تحریر سے چند ماہ پہلے تک یہ فقیر (مؤلف) فضول قسم

Marfat.com

کے مشاغل کی وجہ سے اپنی حضرت والدۂ محترمہ کی خدمت میں نہ جا سکا اور کئی دنوں تک ان کے دیدار سے بھی محروم رہا، جس پر حضرت والدہ کو دلی تکلیف پہنچی اور اس فقیر کو ان کی اس دل آزاری کی خبر نہ ہو سکی، ایک رات آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس بے سعادت کے سر پر التفات سے سایہ فگن ہیں اور فرماتے ہیں کہ آج پندرہ دن ہو گئے ہیں اور تم اپنی والدہ سے ملنے نہیں گئے ہو وہ اس وجہ سے غمزدہ ہیں اب تم ان کی دلجوئی اور فرحت خاطر کے لئے پہلے سے زیادہ کوشش کرو چنانچہ یہ فقیر اسی رات والدہ کی خدمت میں پہنچا اور انہیں بڑے رنج والم کی حالت میں دیکھا اور اس فقیر کے ان کی خدمت میں نہ جانے پر بہت سی شکایتیں کیں کہنے لگیں کہ آج رات میں میں بڑی تکلیف کے ساتھ سوئی تھی اس فقیر نے پوری شرمساری کے ساتھ اپنا سر ان کے قدموں میں جھکا دیا اور معافی کا خواستگار ہوا مجھ پر لطف و مہربانی کرتے ہوئے معاف فرما دیا۔

یہ ہے آپ کے مکشوفات، تصرفات اور اعانت کی شرح جو کہ قوت بیان کے احاطہ سے باہر ہے جن سے مخلصین کے دل ان دقائق اور احوال سے واقف ہیں اور آپ تمام تفکرات اور مشکلات ظاہر و باطن میں معین و مددگار ہیں اور اسی طرح جیسے اپنی زندگی میں اپنے احباب کی دستگیری کرتے تھے اب اپنی رحلت کے بعد بھی ویسے ہی مخلصین کو آنے والے خطرات اور صوری و معنوی بربادیوں پر متنبہ کرتے اور مطلع فرماتے رہتے ہیں، اس فقیر (مؤلف) کی اس وقت تک ہر قدم اور موقع پر امداد اور راہنمائی کی ہے کہ اگر ان سب کو بیان کیا جائے تو لوگوں کی قوت سماعت ان کی تاب نہ لا سکے گی اور اسے پاگل پن شمار کیا جائے گا اور یہ بدترین فعل بھی گنا جائے گا، پھر بھی ہمیں حسن ظن رکھنا چاہیے نہ کہ بدظنی میں مبتلا رہنا چاہیے لیکن یہ حضرات اس علم کی حقیقت سے ناواقف ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک یہ مالیخولیا ہے لیکن حقیقت وہی ہے کہ عالم مثال ان بزرگوں کی ارواح طیبہ میں اپنے مخلصین کے ساتھ اسی طرح ملاقات،

Marfat.com

مکالمات اور خطاب کرتی ہیں لیکن یہ نعمت و دولت صرف سچی توجہ اور قوت اخلاص سے ہی حاصل ہوتی ہے اور منکر و شک کرنے والے کیلئے یہ جسمیات اور حسیات کو عبور کرنا ممکن نہیں ہے، یہ شعر مؤلف کا ہی ہے۔

نیست ایں قصہ در خور ہر گوش
خامش ای بندۂ خدا خاموش

Marfat.com

# خاتمہ

## آپ کے مرض رحلت اور اس پر ملال دنیا سے رخصت اور رب ذوالجلال کے حضور حاضری کی کیفیت کا بیان

جاننا چاہیے کہ دراصل بڑھاپے کی عمر انسان میں قیامت کبریٰ کا اثر رکھتی ہے پھر وہ عمل، شغل اور حالت کہ جو جوانی اور بڑھاپے میں وقوع پذیر ہوتی ہے اور کسی میں رسوخ پیدا کر لیتی ہے تو وہ اس عمل کا ایک جز و اور نتیجہ اس کے بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے اور ان اعمال، ملکات اور ہیات مذکورہ عمر میں اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں، مثلاً ہر ایک اپنی عمر کے بہترین اوقات یعنی جوانی کا زمانہ میں اپنے اندر غضب کی قوت کی پرورش کرتا ہے، اس طرح وہ خلق کو نقصان اور تکلیف دینے کا عادی ہو جاتا ہے، وہ اپنے قویٰ کو بے کار اور معطل کر بیٹھا ہے حالانکہ وہ بڑھاپے میں اپنے قویٰ دیگر کی تربیت کرنے کی طاقت سے مسلوب کر لیتا ہے بلکہ دوسرے قویٰ کا وہ اپنے اندر نام ونشان بھی نہیں پاتا اور وہی بے کار صلاحیتیں یعنی قوت غضبیہ اس کے چہرہ اور بشرہ سے ظاہر ہوتی ہیں اس کا شمار کتوں اور بھڑوں میں ہوتا ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ خباثت اور ذلالت اس کی سرشت میں شامل ہو جاتی ہے یوں کہیے کہ زندگی کے بہترین ایام (جوانی) جس نے سفلہ پن، پستی، خباثت اور حیلہ سازی کی عادت اپنائی ہو تو بڑھاپے میں اس سے رشد و ہدایت کی اہلیت مسلوب ہو جاتی ہے، اس طرح وہ صوری و معنوی اعتبار سے خبیث بن جاتا ہے بلکہ شیطان بھی اولاً خوف سے حول پڑھتا ہوا اس کی طرف جاتا ہے۔

اسی طرح ہر وہ شخص جو اپنی زندگی کے اشرف اوقات (جوانی) میں اپنی صلاحیتوں

Marfat.com

اور اچھی خصلتوں کو صحیح علوم کی تحصیل اور صالح اعمال کی توفیق حاصل کر لیتا ہے تو وہ بڑھاپے میں پہنچ کر جسم اور جسمانیات کے احاطہ سے اوپر قدم رکھ کر روح مجرد (منزہ از مادہ) بن جاتا ہے پھر وہ ملائکہ مقدسہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس کی فطرت مبارک عیش اور کدورت نفس لیم اور مردود شیطان سے پاک ہو جاتا ہے وہ (تجلیات وعنایات) ربانی کا اکسیر بن جاتا ہے اب اس کی نظر التفات لوگوں کے دلوں کے اندر کی ماہیت اپنے اندر پاتی ہے اور وہ خالص سونا بن جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کی قرب رحلت کا بیان اس کی تمام عمر کا حاصل اور نتیجہ ہوتا ہے۔

اسی مناسبت سے سیر واخبار مشائخ کے علماء فن نے بزرگوں کے احوال مرض موت بڑی احتیاط اور تفصیل سے پوری توجہ کیساتھ لکھی ہیں۔ ہم بھی یہ فصل دوسری فصلوں کے مقابلہ میں زیادہ مفصل اور واضح طور پر لکھیں گے یہ مسکین (مؤلف) ہمیشہ اس امر کی آرزو رکھتا تھا کہ آپ کی رحلت کے قریب دنوں میں آپ کی خدمت میں حاضر رہے تا کہ ان مبارک دنوں میں آپ کی رضا حاصل کر سکے اور خدمت کی سعادت بھی حاصل ہو جائے اور پھر آپ کی نظر کی برکات بھی خاطر خواہ مل جائیں۔ لیکن اپنی سیاہ بختی، بے سعادتی اور بد قسمتی سے کہ اس روزگار تباہ روسیا (مؤلف) کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی کیونکہ آپ کے وصال کا یہ سانحہ جانکاہ بقعہ منورہ صوفی پورہ میں پیش آیا جو کہ اکبر آباد (آگرہ) کے نواح میں آپ کا اپنا آباد کیا ہوا ہے اور یہ روسیاہ ان دونوں بیوی بچوں کی بے اصل مجبوریوں میں گرفتار دہلی میں مجبور بیٹھا تھا لیکن سعادت مند عزیزوں جو کہ آپ کے اس وقت ہمرکاب تھے اور میرے سوال کرنے پر انہوں نے اس سرگزشت کے چند بڑے بڑے واقعات بتائے تھے جو میری یادداشت میں محفوظ رہ گئے وہ اس وقت لکھے جا رہے ہیں، اس زمانہ کی بیشتر روایات اخوت وفتوت مآب فراست وکیاست نصاب مولانا دوست محمد بن میر محمد یوسف مرغینانی کی زبانی بیان کی

Marfat.com

گئی ہیں جوکہ اخوندزادہ ہونے کی صفت سے متصف تھے اور کم سنی سے بڑھاپے تک آپ کے حوزۂ تربت میں بڑے ہوئے اور آپ کی اطوار اور آثار کے اتباع میں اپنے ہم سنوں، پر فوقیت رکھتے ہیں وہ چندان اصحاب میں سے تھے جو آپ سے بیعت ہوکر آپ کے صادق الاخلاص مخلصین میں شامل ہوئے اور پھر آپ کی درگاہ شریف کی مفارقت قبول نہ کی۔ وہ خلافت مآب میاں شیخ رستم کی خلوات خاصہ میں ان کے رفیق اور نائب کی حیثیت سے شریک رہے، خاص طور پر آپ کی رحلت کے دنوں میں وہ ان چار بزرگ اصحاب میں شامل رہے جن کو ان دنوں آپ کا قرب، مصاحبت اور خدمت کا موقع ملا، ان میں پہلی شخصیت حضرت مخدوم زادہ عالی استعداد خواجہ سراج الدین محمد جوکہ آپ کے مقبول اور نظر عنایت میں تمام مخلصین اور احباب میں ممتاز ہیں، دوسرے کمالات انتظام خواجہ محمد افضل (بدخشی) جو آپ کی قرابت قریبہ، توجہ اور عنایت خاص سے آپ کے فرزندوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

تیسرے جناب خلافت مآب میاں شیخ رستم ہیں جوکہ آپ کی منفرد خصوصیات، عجیب نسبتوں کے حامل اور روئے زمین پر واقعی وہ واحد شخصیت ہیں جو آپ کو صحیح طور پر جانتے اور آپ کے کامل فوائد حاصل کرکے آپ کے کمالات کا جامع ترین نسخہ اور خلیفہ برحق ہوئے اور وہی اس وقت ربع مسکون میں آپ کے ایسے پروردہ شخص ہیں کہ ان کا ثانی نہیں ہے۔

چوتھے اخوت مآب مذکور یعنی مولانا محمد دوست کہ جن کے مناقب میں سے کچھ حصہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔

لیکن ان میں سے جناب خلافت مآب میاں شیخ رستم اور اخوی مذکور (مولانا محمد دوست) نے آپ کی خدمت کو اپنے لئے لازم کرلیا اور وہ ہمیشہ حاضر رہتے تھے، اس فقیر (مؤلف) نے جو اخوی سعادت نصاب (مولانا محمد دوست) سے جو کچھ سنا وہ

Marfat.com

وہی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور یہ بھی کہ آپ کو مرض رحلت سے سات آٹھ ماہ قبل ہی اس میں ناگزیر واقعہ (وفات) کا الہام ہو گیا تھا چنانچہ آپ نے اپنے بعض اکابر اصحاب کو اشارۃً اور کنایۃً خبردار کر دیا تھا۔ مخدوم زادۂ خرد سے روایت ہے کہ انہی دنوں آپ نے فرمایا تھا کہ اے میرے فرزند اگر چہ اس سفر میں مجھے لوگوں کی مزاحمت کے بغیر تلاوت قرآن مجید اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن مجھے آگرہ میں مرنا نہایت مکروہ لگتا ہے اور اس شہر مین موت آنا میرے دل کو بہت ہی برا محسوس ہوتا ہے لیکن جیسا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ (شاہجہاں) ادام اللہ ذکرہ کی خواہش کے مطابق میں یہاں پر ہوں اسی وجہ سے یہاں سے رخصت ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ اگر میں اسی شہر میں ہو اور مجھے اجل موعود آجائے تو انہی دنوں مخدومزادۂ خرد یہاں پہنچے تھے آپ نے پوچھا کہ اے بیٹے تمہاری عمر کتنی ہو گئی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے سولہویں سال میں قدم رکھا ہے آپ فرمانے لگے کہ میرے والد کی وفات کے وقت میری بھی یہی عمر تھی اور میں اس وقت سن رسیدہ ہو گیا ہوں یعنی میری عمر چھیاسٹھ سال ہوئی ہے اور میں اس وقت تمہاری عمر کا تھا اس کے مصداق آپ نے اس واقعہ (رحلت) سے دو سال قبل اپنے مخدوم زادۂ خرد سے یہی فرمایا تھا کہ اگر عمریں بھی موروثی ہوتی ہیں تو میری زندگی بھی صرف دو سال باقی رہ گئی ہے انہی دنوں آپ نے اپنے بعض ان دوستوں اور مخلصوں کو جو آپ کی صحبت سے دور تھے مثلاً شیخ ابوالمکارم، جناب سیدی میر ابراہیم حسین اور مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین اور اس بندہ یعنی کاتب حروف (مؤلف) کو اپنے مکاتب شریفہ میں اپنی (رحلت) کی طرف واضح اشارات کر دیئے، اس قیامت خیز خبر سے مخلصین کے دل و ہمت اور طاقت جاتی رہی یہ وہی حالت ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی وفات سے چھ سال پہلے ہی سفر میں اپنی رحلت سے خوش ہوئے تھے۔

Marfat.com

اس بندہ (مؤلف) کو حکم دیا کہ تم اس قصہ کو عربی سے فارسی زبان میں ترجمہ کرو تو اس بندہ نے آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس ترجمہ کا مسودہ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپ نے وہ مسودہ (کتاب) وقایہ اور تفسیر حسینی جو آپ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے کے (خالی) اوراق پر لکھ لیا اور آپ اکثر ان کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے گویا آپ کو یہ امر مکشوف ہو گیا تھا کہ آپ کی رحلت بھی مسافرت میں ہی ہو گی یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوذر غفاری کے اس قضیہ کے مطالعہ سے آپ کے دل میں گرمی پیدا ہوتی تھی اور اس عظیم الشان صحابی کے ساتھ (فکری) ہم آہنگی سے آپ خوش ہوتے تھے گویا اس طرح کے بہت سے تصریحات اور تعرضات آپ کی رحلت سے قبل وقوع میں آئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرض کے غلبہ سے چند ماہ پہلے آپ نے اپنے لئے بعض سختیاں برداشت کرنا شروع کردی تھیں مثلاً کھانا کم کردیا تھا اور دل سے کھچڑی، دال اور ساگ کا خیال اپنی رحلت سے ایک عرصہ پہلے ہی نکال دیا تھا، انہی دنوں آپ نے دربار میں اپنی آمدورفت بھی ترک کردی تھی خصوصاً حضرت بادشاہ (شاہجہاں) کی صحبت نیک جس کا مقصد صرف اور صرف بادشاہ تک ''کلمات حق'' پہنچانا ہوتا تھا جب اس مقصد کے لئے آپ اپنے دولت خانہ سے باہر آتے تو اس وقت حاضر لوگوں میں سے کسی سے یہ فرماتے تھے کہ امیر تیمور صاحب قران سے لے کر آج تک جو کچھ (سلاطین سے) کہنا چاہیے تھا میں نے کہہ دیا ہے اور خیر خواہی (ملت اسلامیہ) اور کلمہ حق کہنے کا فریضہ میں نے پورا کردیا ہے اگر کوئی بادشاہوں کے پاس اس مقصد کے علاوہ جائے تو اس کی دربار میں آمدورفت بہت ہی بری ہے اور اس کے بعد آپ کبھی دربار میں نہیں گئے۔

الغرض آپ روز بروز اپنی ضروریات کو کم اور پھر ختم کرتے جا رہے تھے، یہاں تک کہ مرض کے غلبہ سے ایک ماہ پہلے ہی اپنے خادموں سے فرمانے لگے کہ ہر قسم کا

Marfat.com

سامان چیزیں اور کھانے پینے کے برتن مجھ سے دور ہٹا دو اور انہیں شہر کے اندر لے جا کر میری ہمشیرہ کی حویلی میں رکھ دو، اس وقت آپ نے مخدوم زادۂ خرد سے جو آپ کی رفاقت سے مشرف تھے سے فرمانے لگے کہ ہر روز کھانے کے وقت شہر چلے جاؤ اور کھانا ہمشیرہ کے ہاں کھاؤ اور پھر واپس آ جاؤ، آپ اپنی ذات شریف کے لئے ہر روز صرف آدھا سیر کھچڑی الگ کر لیتے تھے اور باقی دوسرے نادار فقرا مثلاً میراں سید محمود اور میاں اللہ داد سہارنپوری کو دے دیتے تاکہ وہ اس میں سے اپنا اپنا حصہ الگ کر کے پکالیں اور آپ کا حصہ علیحدہ کر کے اسے ایک برتن میں ڈال کر آپ کے پاس لایا جاتا تو جو لوگ آپ بھی اس وقت موجود ہوتے انہیں طلب کر کے ان کے ساتھ وہ آدھ سیر کھچڑی بہت سے حضرات کے ساتھ مل کر تناول فرماتے اس طرح آپ نے اس قابل ستائش طریقہ سے زندگی گزاری، یہاں تک کہ سال ۱۰۴۳ھ کے محرم کا مہینہ آ گیا اور آپ نے اس کے پہلے عشرہ میں روزے رکھنا شروع کر دیئے اور پھر آپ زیادہ سے زیادہ کم کھانا کھانے کی کوشش کرنے لگے آپ نے اس ماہ کے دس دن گزر جانے کے بعد عاشورہ کے روز عصر سے پہلے اپنے خادموں سے فرمایا کہ گھوڑے پر زین ڈالو کہ مجھے جناب مخدوم زادہ خاوند محمود سے ملاقات کے لئے جانا ہے، خادموں نے گھوڑا حاضر کر دیا، آپ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب پر رکھا اور زین پر بیٹھنے کی کوشش کی، روزے رکھنے کے ضعف، کم خوری اور بڑھاپے کی عمر کے باعث کمزوری بڑھ گئی تھی اور پھر گھوڑے کا قد بھی زیادہ اونچا تھا اس لئے زین پر نہ بیٹھ سکے آپ نے دو تین مرتبہ پوری قوت سے اس پر حملہ کیا اور اس سلسلہ میں فرمایا کہ مجھے سہارا دو۔ پس مخدوم زادۂ، جناب خلافت مآب اور دوسرے حاضرین نے آپ کو اٹھا کر زین پر چڑھایا یہاں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ سوار ہونے کے لئے میں نے جو حملے کئے تھے ان کا اثر تیزی سے میرے معدہ پر ہوا پھر اس سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی ہے

Marfat.com

کہ اسی شب جب یہ مرض لاحق ہوا تو مخلصین نے اس شبہ کا اظہار کیا الغرض یہ سواری بڑی کوفت اور محنت سے ہوئی اور آپ نے اس رات کو اپنی عادت سے بھی کم کھانا کھایا اور اس صبح کہ ۱۱ محرم تھی آپ کو اسہال، خون اور بلغم کا مرض لاحق ہو گیا اور آپ اس دن سے خلاف عادت زیادہ مرتبہ غسل خانہ جانے لگے آپ نے کسی کو بھی اس واقعہ کی اطلاع نہ دی یہاں تک کہ آپ کا جلدی جلدی غسل خانہ جانے سے مخلصین اور خادموں پر واضح ہوا، اخوت مآب سعادت نصاب مولانا محمد دوست نے جرأت کر کے آپ کے اس تردد کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ میرا پرانا مرض عود کر آیا ہے اور اس سے پہلے آپ کی عمر مبارک میں چند مرتبہ بواسیر کے مرض کا اثر ظاہر ہوا تھا، آپ نے اس مرض کو بواسیر سے تعبیر کر کے مخلصین کو تسلی دے دی اور خدام نے ادب کے پیش نظر حقیقت حال جاننے کی دلیری نہ کی یہاں تک کہ اس مرض کو لاحق ہوئے پانچ چھ دن گزر گئے اور آپ راتوں کو بھی اٹھ اٹھ کر غسل خانہ جاتے رہے اور ان چند دنوں میں آپ نے کھانا بھی نہایت کم کھانا شروع کر دیا اور اپنے خادموں سے کہا کہ یہ میری اس معاملہ میں صحیح تجویز ہے، جب آپ کی ضعف اور ناتوانی حد سے بڑھ گئی تو آپ نے ہمشیرہ کی حویلی جس کی وہاں (صوفی پورہ) سے قابل ذکر مسافت تھی جانے سے معذور ہو گئے تو خادموں نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی خوابگاہ غسل خانہ کے قریب لے جائیں تو اس پر آپ نے یہ اختیار مخلصین کو دے دیا جس پر خادموں نے کپڑے کا ایک عارضی غسل خانہ (طہارت خانہ) آپ کے نزدیک بنا دیا اب آپ کو روزانہ پندرہ سولہ مرتبہ دست (اسہال) آنے لگے اس دوران اخوت مآب سعادت نصاب مذکور کو خیال آیا کہ آپ کے حال کی تفتیش سے غفلت کرنا اور اس مرض کو بواسیر کا عارضہ سمجھنا خدمت اور اخلاص کی شرط سے دور ہے بہتر یہ ہے کہ غسل خانہ میں جا کر آپ کے فضلہ کو دیکھا جائے۔ پس جب وہ سعادت مند طہارت خانہ میں گئے اور

Marfat.com

پاخانہ دیکھا تو انہیں اسہال کے ساتھ خون اور بلغم کے آثار ملے تو وہ پریشانی اور وحشت کے عالم میں آپ کے پاس گئے اور عرض کی کہ قبلہ من یہ مرض بواسیر ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ خون تو آپ کے معدہ میں سے آ رہا ہے اب آپ نے فرمایا کہ میں تو اب تک اس پر بواسیر کا گمان کیئے ہوئے تھا اور اب تو پیٹ میں پیچش اور معدہ کا درد بھی ہونے لگا ہے کہ یہ بواسیر نہیں ہے اب آپ نے اپنے خاص اصحاب کو اپنے پاس بلایا اور ان تین کاموں کا امر فرمایا۔

اوّل یہ کہ اس کی انتہائی کوشش کی جائے کہ میری نمازیں اوّل وقت میں ادا ہونے سے رہ نہ جائیں۔ (فوت نہ ہوں)

دوم یہ کہ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ میری خوابگاہ کے قریب بلند آواز سے بات نہ کی جائے اور ہر اس چیز سے پرہیز کیا جائے جو تفرقہ کا سبب بنے۔

سوم یہ کہ کسی حال میں بھی میرے وہ اعضا جنہیں چھپانا لازم ہے وہ ظاہر نہ کیئے جائیں آپ نے اپنی زندگی کے آخری تقریباً بیس دن تک بلند آواز میں بات نہیں کی بلکہ جہاں کہیں اشارہ کرنا کافی سمجھا وہاں اشارہ سے ہی کام لیا ورنہ نہایت آہستہ سے وہ بات اپنے خادموں سے کہی اور بیس روز آپ نے سکوت اور مراقبہ کی حالت میں گزارے۔

مقصود یہ ہے کہ جب مخلصین پر آپ کے مرض کی حقیقت ظاہر ہوئی تو ان سعادت مندوں نے جرات کرتے ہوئے آپ سے عرض کیا کہ اس مرض کے علاج میں ہم مخلصوں سے جو تاخیر اور کوتاہی ہوئی وہ ہماری سمجھ سے باہر ہے اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ شہر کے اطبا کی طرف رجوع کریں آپ نے فرمایا کہ اس مملکت کا کوئی طبیب بھی اپنی ملت یا مذہب کے تعصب سے خالی نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ اس مرض میں جو کہ مرض اخیر کا حکم رکھتا ہے۔ دین اور مذہب کے مخالفین کی صحبت اختیار کروں۔ آپ کی زبان سے یہ افسوسناک (وحشت انگیز) جملے سن کر مخلصین نے کامل بے چینی کے ساتھ

Marfat.com

دوبارہ عرض کی کہ طبیبوں کی طرف رجوع کیے بغیر اور مرض کے علاج میں سستی سے کام لینا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے، جس پر آپ فرمانے لگے اس مرتبہ میں صرف یہ کرسکتا ہوں کہ وہ ادویات جو میرے معدہ میں ڈالی جائیں ان سے مجھے معاف رکھیں اور صرف وہ دوائیں استعمال کریں جو باہر کے حصہ پر ملی جاتی ہیں اس کے بعد تو آپ نے اپنے آپ کو صرف بطن اور معدہ کو خالی رکھنے کا عزم کرلیا اور پھر سات دن تک کچھ نہ کھایا جس پر آپ کے مخلصین اور خدام نے طبیبوں کی جستجو کی وہ ایک ایسے طبیب کو آپ کی خدمت میں لائے جس کے علم اور عمل پر آگرہ کے اکثر لوگ اعتماد رکھتے تھے وہ آپ کے پرانوار دیدار اور آپ کے علومشرب کو جاننے کے بعد کامل ادب واحترام سے آپ کے علاج میں لگ گیا اور آپ کے اکثر دوسرے عوارض جو اصل مرض کے علاوہ تھے مثلاً اسہال بڑی محنت کے ساتھ دور کیے، مقعد کی سوزش، اعصاب شکنی (ضعف اعصاب) اور جوڑوں کے درد کو اس طبیب کے علاج سے بڑی تیزی سے افاقہ ہو گیا لیکن آپ کے اصل مرض یعنی خونی اسہال کو تقدیر الٰہی کے ساتھ نہ دینے کے باعث کوئی فائدہ نہ ہوا جب اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا اور پھر ایک روز آپ طہارت خانہ سے باہر آئے تو خادم سے فرمایا کہ ملا محمد دوست سے کہو کہ میرے پاخانہ کا طشت دیکھو، ملا محمد دوست آپ کے فرمان کے مطابق فوراً طشت کے قریب پہنچے تو انہیں اس برتن میں آنکھوں کو خیرہ کردینے والی چیزیں نظر آئیں چنانچہ مولانا مذکور کہنے لگے کہ اب تک اطباء اور مخلصین یہی سمجھتے رہے تھے کہ یہ صرف معدہ کا مرض ہے اور یہ کہ یہ محض فالتو اور ردی مواد ہے جو آرہا ہے لیکن جب پاخانہ کا طشت دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کچھ خراشیں بھی ہیں جو غیر عادی طور پر نکل رہی ہیں جیسے سدے وغیرہ میں سمجھا کہ یہ اسہال جگر میں سے آرہے ہیں جس سے میرے ہوش اڑ گئے اور کھڑے ہونے کی قوت جاتی رہی میں انتہائی شرمندگی اور وحشت کے باعث آپ کی خدمت میں نہ جا سکا بلکہ

Marfat.com

ایک کونہ میں بیٹھ کر آپ کی رحلت کے وقت کے قریب ہونے کا افسوس کرنے لگا اسی اثناء میں آپ نے مجھے یاد فرمایا اور ایک خادم نے آ کر کہا کہ تمہیں یاد فرما رہے ہیں میں مجبوراً آپ کی خدمت میں گیا، جونہی آپ کی مبارک نظریں اس بندہ کے منہ پر پڑیں تو اشارہ سے فرمانے لگے کہ تم نے دیکھا ہے کہ میرے اندر سے کیا خارج ہو رہا ہے؟ میں نے سر جھکا لیا دور آنکھیں پرنم ہو گئیں آپ مسکرائے اور بڑے انبساط اور بشاشت کے ساتھ اشارے فرمائے کہ یہ نازک تمام مخلوقات کی طرح فنا اور نابود ہو جانے والا ہے آپ کی اس مسرت سے میرا اضطراب جاتا رہا۔

غرض جب سب مخلصین پر یہ واضح ہو گیا کہ آپ کا مرض کا دراصل جگر سے آنے والے اسہال ہیں تو سب کا آرام اور قرار جاتا رہا۔

جب آپ کے مرض میں روز بروز اضافہ ہونے لگا اور چونکہ آپ کی بیماری کو حضرت بادشاہ (شاہجہاں) سے مخفی رکھا گیا تھا اس لئے مخلصین کو وہم ہوا کہ کہیں بادشاہ ان سے ایسا کرنے پر ناراض ہوگا اور اب اسے اس سے پوشیدہ رکھنا دشوار ہے اگر کسی دوسرے ذریعہ سے بادشاہ کو اس کی خبر ہو گئی تو ہم کیا کریں گے؟ ہم تو اس کے عتاب کا نشانہ بنیں گے کہ تم نے مجھ سے اس واقعہ کو کیوں چھپائے رکھا، آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم خود اس بیماری کے متعلق زیادہ نہیں جانتے اس فن (طب) کی کچھ کتابیں اور رسائل ضرور دیکھے ہیں میں اس مرض کو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور اس کے بیسویں حصے (بسوہ) میں سے ایک بسوہ کے برابر بھی صحت کی اُمید نہیں ہے (یعنی اس مرض سے صحت ممکن نہیں ہے) اس طرح کہ جس کا یہ حال ہو، حضرت بادشاہ کو زحمت دینا اور یہاں اہل دنیا کی آمد و رفت سے میرے اوقات خراب ہوں کیا حاصل ہو گیا لہٰذا اس وسوسہ سے اپنے دل کو پاک کر لو۔

اب تم لوگ اس امر کی کوشش کرو کہ وہ چیز جس سے تفرقہ (بے چینی) پیدا ہو

Marfat.com

میرے پاس نہ لاؤ، مخلصین نے پھر بڑی عاجزی سے عرض کی ہم لوگوں میں شاہی عتاب برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے اب آپ ہم پر اپنی کمال مہربانی اور شفقت سے جو ہم پر ہے امیدوار ہیں کہ اس خبر کے بادشاہ تک پہنچانے سے منع نہیں کریں گے۔ آپ نے وہی پہلی باتیں دھرائیں، پھر دوات اور کاغذ طلب فرما کر اُسی ضعف و ناتوانی کی حالت میں اپنے خط خاص سے یہ تحریر فرمایا ''کہ میرے مخلصین نے دو تین مرتبہ میری بیماری کی خبر بادشاہ تک پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن یہ فقیر اس میں مانع آیا اور اس معاملہ میں کسی طرح راضی نہ ہوا، اس باب میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔'' آپ نے اس تحریر پر مہر ثبت کر کے مخلصین کو دے دی کہ اگر طلب کیا جائے (باز پرس کی صورت میں) تو ہماری یہی تحریر تمہاری خلاصی کے لئے کافی ہوگی، میں اس سے زیادہ کرنے کا متحمل نہیں ہوں، جب مخلصین نے یہ دیکھا کہ آپ کی مرضی اس میں ہے کہ اس معاملہ کو پردۂ اخفا میں ہی رکھا جائے تو انہوں نے سر اطاعت خم کر دیا وہ اس پر بھی کہ جو کچھ بھی پیش آئے راضی ہیں۔

قضائے الٰہی سے چند دنوں کے اندر ہی کہیں سے نواب سعادت نصاب مرزا برخوردار مشہور بہ خان عالم کو اس کی خبر ہوگئی تو اس نے غم زدہ اور متفکر ہو کر اپنے مقربین میں سے ایک معتمد علیہ کو جو معمر اور ادب، وقار اور عقل و دانش سے آراستہ تھا بہت سے شکوے اور شکایات دے کر آپ کے پاس بھیجا وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ نواب خان عالم آپ کو دعا دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ آپ کے ہمارے درمیان کم سنی سے کمال درجہ کے اختصاص اور محبت کے جو روابط ہیں کیا ان اخلاص کی نسبتوں کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ آپ بیمار ہوں اور مجھے اس کی اطلاع نہ دیں؟ آپ نے یہ شکوہ آمیز باتیں سن کر مولانا محمد دوست کو جو اس وقت خدمت میں حاضر تھے اپنے پاس بلایا، مولانا کے سر کو اپنے مبارک منہ کے قریب کر کے ان دنوں کی عادت کے مطابق آپ نے

Marfat.com

مولانا کے کان میں فرمایا کہ اس کے جواب میں کہو کہ ''فقراء کی صحت حق سبحانہ کی رضا سے مشروط ہے اور بیماری اللہ شانہ کی عدم رضا سے ہوتی ہے۔'' گفت وگو اور تفرقہ کا سبب جب نواب خان عالم تک پہنچا تو اس نے اُسی روز آپ کی بیماری کی خبر حضرت بادشاہ کو کردی، انہیں دنوں نواب بلقیس مکان جانانہ بیگم (بنت نواب عبدالرحیم خانِ خانان) نے ایک طبیب کو آپ کے علاج کے لئے متعین کردیا۔

جب وہ حکیم آپ کی خدمت میں آیا اور چونکہ اس کی وضع اور لباس تمام تر اہل صلاح کے طریقہ کے خلاف تھا۔ اس لئے آپ اس کی طرف مطلق متوجہ نہ ہوئے وہ بیچارہ دو تین گھنٹے بیٹھا رہا، جب اس نے دیکھا کہ اس کی طرف کوئی رجوع نہیں کیا گیا، اُٹھا اور چلا گیا۔ جس پر آپ نے سلطنت کے مقربین کو پیغام بھیجا کہ اگر اس فقیر کے لئے کسی طبیب کو نامزد کرنا ہی ہے تو حکیم عبدالشکور کے فرزند کو کریں کہ وہ قدرے اہل صلاح کے آداب سے آشنا ہے۔

اس پر بادشاہ دین پناہ (شاہجہاں) مدظلہ العالی نے حکیم عبدالشکور کے بیٹے کو بھیج دیا، وہ جوان آدمی آیا اور آپ کے مرض کی تحقیق میں لگ گیا، جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ قابل علاج نہیں ہے تو وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اُسے مطلع کردیا حضرت بادشاہ مدظلہ العالی ان دونوں برابر آپ کے ہاں آتا اور آپ کی مزاج پرسی کرتا رہا، ایک مرتبہ وہ شکار سے واپس آتے ہوئے آپ کے قیام کے قریب اُترا اور آپ کے ہاں آگیا اور عیادت کے طور پر آپ کے احوال پوچھتا رہا پھر دیر تک وہاں قیام کیا، یہاں تک کہ اس نے وہاں جناب خلافت مآب (مولانا محمد دوست) کی اقتداء میں مغرب کی نماز پڑھی اور پھر سوار ہو کر رخصت ہوا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ان صحبتوں کے ختم ہونے کے بعد آپ کے مرض میں مزید شدت آگئی، جس سے آپ کے اعضاء شریفہ میں مزید ضعف وسستی پیدا ہوگئی، اپنے

Marfat.com

پوشیدہ رکھنے والے اعضا کو کرامت کی حد تک چھپاتے رہے وہ اس طرح کہ مرض کے آغاز سے آخری سانس تک جب آپ کے اعضاء میں پوری سستی اور بے حالی اس حد تک پہنچ گئی کہ آپ بصد وقت اشارہ سے نماز ادا کرنے لگے، اپنی خوابگاہ سے رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء جاتے تو پورا ایک آفتابہ (لوٹا) استنجا کرتے ہوئے استعمال کرتے اور استنجا کے ایک روڑے سے پوری طرح پاک کرتے پھر خوابگاہ میں واپس آتے، یہ عمل آپ ہر دن اور رات میں تیس مرتبہ کرتے تھے اور اس میں کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہوتے تھے، غسل خانہ کی طرف جاتے ہوئے آپ میں یہ عجیب قسم کی قوت پیدا ہو جاتی تھی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے اور اس وقت کے علاوہ آپ پر اس قدر ضعف طاری ہوتا تھا کہ تیمم کے لئے ڈھیلا پکڑنا اور اسے منہ تک کسی کی مدد کے بغیر نہیں لے جاسکتے تھے۔

الغرض ان حالات میں آپ رضا وتسلیم کے مقام کا ایک ستون تھے گویا آپ سکوت، سکون اور آرام کے ساتھ لطیفۂ انسانیہ کا مراقبہ کرتے تھے وہ بیماری کے بیس روز صحیح معنوں میں آپ کے کامل سکوت و مراقبہ کا چلہ اعتکاف تھا، ان آخری سخت ایام میں تمام احباب اور حضرت مخدوم زادۂ خرد کے ہم سبق دوست مل کر کچھ ذکر اور مولود شریفہ کے اشعار عمدہ لہجے میں پڑھتے تھے، آپ انہیں اپنے پاس بلا کر مولود پڑھنے کا حکم دیتے تھے، اپنے ہاتھوں کو داڑھی اور کانوں کے درمیان لے جا کر اشارہ کرتے کہ مولانا عبدالرحمٰن جامی کی وہ غزل پڑھیں جس میں زُلف زلف مکرر آتا ہے، جس پر وہ سعادت مند لوگ پڑھنا سروع کر دیتے وہ ذکر اور غزل یہ ہے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ ربنا والنبی المصطفیٰ محبوبنا:

ای دل من صید دام زُلف تو — دام دلہا کشتہ نام زُلف تو [1]

---

[1] پوری غزل کتاب حاضر کے تعلیقات میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

اخوی سعادت آثار خواجہ ابومدین جن کو اس ذکر اور اشعار کے اس وقت پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی وہ کہتے تھے کہ آپ کے ان اشعار کے پڑھنے کا حکم فرمانے سے پہلے مجھے اس (غزل) کا ایک شعر بھی یاد نہیں تھا لیکن جونہی آپ نے امر فرمایا اور میں نے پڑھنا شروع کیا تو اس طرح معلوم ہوا کہ گویا آپ نے وہ تمام اشعار مجھ میں القا کر دیئے ہیں، میں نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا تھا۔

غرض جب اس شعر پر پہنچے

صبح اقبال است وطالع ہر نفس　　　بندہ جامی را ز شام زُلف تو

تو آپ میں کامل تغیر پیدا ہوا، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے سب کچھ رکھ دیا اور اپنا داہنا ہاتھ زانوئے مبارک پر ایک دو مرتبہ مارا پھر ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ بس کریں اور اس سے آپ کے جسم کے مختلف حصوں پر جو وجد طاری ہوا وہ صرف یہی ایک مرتبہ دیکھنے میں آیا۔

یہ واقعہ حضرت راس المتمکّنین، قدوۃ الراسخین سید القوم سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ سبحانہ کے قصہ سے مشابہت رکھتا ہے کہ جن سے یہ روایت منقول ہے کہ ان سے قرآنی آیات وغیر کے سماع کے دوران کسی قسم کا فعل یا حرکت وجد کی حالت میں ظہور میں نہیں آتی تھی، گویا وہ تمکنت اور وقار کا راسخ پہاڑ تھے البتہ صرف ایک مرتبہ وہ بھی ان کی آخری عمر میں کہ آیات قرآنی میں سے ایک آیت سن کر متزلزل ہو گئے اور ان کے سینہ مُبارک سے جو کہ سکون کی کامل استعداد رکھتا تھا، ایک سرد آہ نکلی اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اُسی وقت وہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے، فرمانے لگے بوڑھا ہو گیا ہوں اب اتنی واردات کی تاب وتحمل نہیں رکھتا۔

مختصر یہ کہ وصال سے دو تین روز پہلے آپ کی خاموشی، حرارت، زیرلب آواز اور زندگی کے جسم سے علیحدگی کے آثار کا ظہور ہونے لگا تو جناب خلافت مآب

Marfat.com

عمادالدین ابوالمواہب میاں شیخ رُستم آپ کے خلوت کدہ کے قریب زانوئے ادب طے کرتے ہوئے بیٹھے اور بہت ہی اضطراب اور شکستہ دلی کے ساتھ عرض پرداز ہوئے کہ قبلہ َمن ہم جو آپ کے دیدارِ منور لقا کی دولت سے محروم ہونے والے ہیں کہ متعلق کیا ارشاد ہے؟

آپ فرمانے لگے ہمیں دُعا اور فاتحہ سے یاد رکھیں، اُسی وقت حضرت مخدوم زادۂ خرد کی والدہ حضرت اُمّ العارفین کے متعلق بھی فرمایا کہ میں ان سے راضی ہوں اور ہر وہ شخص جو ہمیں راضی کرنا چاہے تو وہ ان کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے، اب جناب خلافت مآب نے صرف ان مختصر سوال و جواب پر اکتفا نہ کیا بلکہ تمام حاضر اور غیر موجود اصحاب اور مخلصین کے متعلق بھی استفسار کیا۔ آپ نے ہر ایک کا نام لینے پر فرمایا کہ ان کو ہماری طرف سے دُعا دینا، اسی وقت جناب خلافت مآب نے آپ کی نماز جنازہ، کفن اور دفن کے متعلق بھی سوال کر دیا، تو آپ فرمانے لگے، جیسا کہ ہم اپنی بیماری کے ایام میں اس امر پر راضی نہ تھے کہ اہل شہر میں سے کوئی ہماری عیادت کے لئے آئے اس طرح ہم اس پر بھی راضی نہیں ہیں کہ ہر کسی کو ہماری نماز جنازہ کی دعوت دی جائے اور ہماری نماز جنازہ صرف وہ چند احباب پڑھیں جنہوں نے ہمارے ساتھ وقت گزارا ہے، ہماری نعش کو حضرت دہلی لے جانے میں جلدی نہ کریں کہ اس سے خدام کو تکلیف ہوگی اور مجھے کچھ عرصہ کے لئے یہیں رہنے دینا، اس کے بعد دہلی لے جانا،س کے بعد جناب خلافت مآب نے عرض کی کہ آپ کی نعش شریف دہلی لے جانے کے بعد اسے حضرت خان (آپ کے والد نواب غازی خان) کے مقبرہ میں لے جائیں؟ فرمایا نہیں، بلکہ مجھے حضرت پیر دستگیر (خواجہ باقی باللہ) کے صفہ کے قریب دفن کرنا، اس کے بعد خلافت مآب نے پھر پوچھا کہ کس طرف؟ آپ نے فرمایا کہ اس طرف جہاں اہل محلّہ اس کی مخالفت نہ کریں اور سب حضرات اس پر راضی ہوں۔

Marfat.com

جب یہ صحبت ختم ہوئی تو آپ کی رحلت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ سکرات و علامات موت کا ظہور ہونے لگا، آپ نے اپنے حواس سنبھالے اور کامل آگہی اور تمکنت کے ساتھ اس وقت (نزاع) کے شداید اور خوف کی تلقین کی۔

آپ پر یہ حالت ماہِ صفر کی رات کو طاری ہوئی، اُسی شب کو کہ یکشنبہ غرہ ماہ صفر (یکم صفر) تھا اور سنہ ایک ہزار تینتالیس (۱۰۴۳ھ) تھا، آپ نے فجر کی نماز اشارہ سے اَدا کی اور اس وقت کی عادت کے مطابق آپ ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو گئے، چاشت کی نماز کا وقت تھا اور دن چڑھے ابھی تین چار گھڑیاں ہوئی تھیں کہ آپ کے بدن مبارک سے جسمانی زندگی کے آثار ختم ہونا شروع ہو گئے اور آپ کی چشم منورہ نے اس عالم جسمانی کا مشاہدہ ترک فرما دیا اور ملکوت کا نظارہ کرنے لگیں، آپ نے اونچی آواز سے کلمہ ھُو کہنا شروع کر دیا، اس دوران اخوی سعادت ایاب مولانا محمد دوست آپ کے زیادہ نزدیک ہو گئے، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اپنے آئینہ ملکوت جیسے سینہ پر رکھ لئے اور کلمہ مذکور کا تکرار کرنے لگے پھر جلد ہی کلمہ ھُو کہنا چھوڑ دیا اور پھر بلند آواز سے اللہ اللہ کہنے لگے اس کے بعد آپ پر ایسی غیبت ہوئی جو جسم سے رُوح نکلتے وقت طاری ہوتی ہے، اس غیبت کے دوران آپ اپنے ہاتھ مبارک سینہ سے اُٹھا کر ہوا میں لے گئے اور ایسے لگا جیسے آپ کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں، اس کے بعد اپنے ہاتھ پھر سینہ پر رکھ لئے، اس کے بعد دوبارہ اِسم ذات پڑھنے میں مشغول ہو گئے، اس کے اگلے ہی لمحہ آپ پر ایک اور غیبت طاری ہوگئی اور یہ حالت طویل ہوگئی، اس وقت کے ناظرین اور حاضرین آپ کی رحلت کے متعلق متردد تھے لیکن حقیقت یہ تھی کہ آپ میں زندگی کے کوئی آثار باقی نہیں رہے تھے۔

اسی اثناء میں خطۂ بدخشاں کے بزرگزادوں میں سے میر محمد یوسف جو کہ آپ کے قدیم دوستوں میں سے تھے، آئے، کمالات دستگاہ خواجہ محمد افضل (بدخشی) آپ

Marfat.com

کے نزدیک گئے اور بلند آواز سے کہا کہ قبلۂ من میر محمد یوسف آئے ہیں، آپ نے اُسی وقت اپنی عادت کے مطابق ہاتھ اُٹھائے اور فاتحہ کے لئے اشارہ کیا، حاضرین متعجب ہوکر فاتحہ پڑھنے لگے، جب لوگوں نے اپنے ہاتھ چہروں کی طرف کئے تو آپ نے بھی ہاتھوں کو اپنے چہرہ مبارک کے پاس لے جا کر جیسا کہ تندرستی کی حالت میں عادت تھی ہاتھوں کو اپنی داڑھی مبارک تک لے گئے اور اُسے پکڑ لیا اور پھر ہاتھ بستر پر رکھ دیئے، اُخوی سعادت ایاب دوبارہ آپ کے نزدیک گئے اور آپ کے ہاتھوں کو یکجا کر دیا، اس دوران کمالات نصاب خواجہ محمد افضل نے سورۂ یٰسین پڑھنا شروع کر دی، جناب خلافت مآب میاں شیخ رُستم نے کھانا آپ کے منہ مبارک کے قریب کیا، تو آپ نے پورے ہوا س کے ساتھ اپنی زبان حق ترجمان کو باہر نکال کر کچھ لیا اور اسے چبانے لگے، اس کے بعد آپ نے اپنے لعل جیسے لب کھول کر خلافت مآب سے اشارہ کرتے ہوئے پانی مانگا، دو تین مرتبہ یہ معاملہ پیش آیا، اس کے بعد لبوں کی حرکت بند ہوگئی، ان احوال کے دوران جناب مخدومی خواجہ محمد افضل بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے رہے۔

دل آرامی کہ داری دل در و بند     دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

سعادت ایاب مولانا محمد دوست یہ شعر برابر بلند آواز سے پڑھتے رہے کہ آپ کے دل کو آج چالیس سال کے بعد حقیقی آرام ملا ہے کہ آپ نے ساری دُنیا سے آنکھیں پھیر لی ہیں، جب مولانا کا جواب آپ نے سنا تو آپ کے چہرۂ مبارک پر کامل شگفتگی اور خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اوران سکرات (نزاع) کے لمحات میں آپ سے کوئی ایسا فعل یا حرکت سرزد نہ ہوئی کہ جو اضطراب کی حالت میں بشری تقاضے سے ہوتی ہے بلکہ آپ کی تمام حرکات کا مطلب واضح طور پر سمجھ میں آ رہا تھا، اس کے بعد آپ نے بات کرنے کی کوشش کی کہ زبان سے جواب دیں لیکن قوت گویائی کی کمی کے باعث ہاتھ کے اشارہ سے اس کا جواب دیا، اس کے بعد تو محض اپنے ابرو اور آنکھ کے

Marfat.com

اشارہ سے ہی کام لیتے رہے، پھر آپ کے تمام خوارج نے جب کام کرنا چھوڑ دیا پھر بھی آپ سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی، الغرض آخری سانس تک آپ کی تمام حرکات و سکنات صحیح مفہوم کے بغیر نہیں تھیں، صرف یہ کہ سانس کے منقطع ہوتے وقت آپ کے ہاتھ مبارک اپنی جگہ پر نہ رہے، وہ دوپٹہ جو آپ کے پاؤں پر پڑا ہوا تھا وہ بھی وہاں سے ہل گیا اور اُسے آپ نے اپنی دو تین انگلیوں میں پکڑ رکھا تھا اُسے فوراً وہاں سے کھینچ دیا اور اُسے پھر صحیح مقام پر رکھ لیا۔

اُسی وقت آپ کی روح مقدس جسم کے آشیانے سے پرواز کرتے ہوئے روضۂ جنت پر جا بیٹھی: اِنا للّٰہ وَاِنا اِلیہ راجعون (۲/۱۵۶)

حاضرین کی کھڑے ہونے کی طاقت ان کے پاؤں سے جاتی رہی، ان کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا، ان کے اندر کے تمام ولولے اور حسرتیں جاتی رہیں اور آسمانوں سے صور پھونکنے کی صدائیں بھی آتی رہیں، زمین کے فرشتے اور رجال غیبی نے بھی اس باب میں کوئی مدد نہ کی، مختصر یہ کہ اس اکمل مولودات کی وفات کے بعد ماؤں کے رحم اس قسم کے قدسی فطرت حضرات کی ولادت سے خشک اور خالی ہو گئے، خدام اور مخلصین کے دل اور ہاتھ سے عقل رُخصت ہوگئی، آپ کے فرمان کے مطابق آپ کو بقعۂ منورہ صوفی پورہ میں ہی بطریق امانت دفن کر دیا گیا، آپ کی قبر مطہر کو سنگ سرخ کے تختوں سے اس طرح بنایا گیا کہ اُسے پیچھے، آگے، دائیں اور بائیں صندوق کی مانند تیار کیا گیا، تدفین سے فراغت کے بعد سوم اور چہلم کے ختم کیے گئے، اس کے بعد جتنا عرصہ وہاں رکھنے کی مدت مقدر میں تھی رکھی گئی پھر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نعش شریف دہلی لائی گئی، اس میں اس خاندان عالی قدر کے متعلقین اور خدام میں اختلاف ہوا کہ آیا آپ کی نعش مقدس لائی جائے یا نہ اس میں چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا، پھر اس میں مزید دو ماہ کا توقف بھی ہوگیا، آخر کار ماہِ شوال کے آغاز میں

Marfat.com

جب کہ اس واقعہ جہان آشوب کو ۹ ماہ گزر چکے تھے تو جناب سیدی اعتصامی میر ابراہیم حسین (داماد حضرت خواجہ حسام الدین احمد) کو اس خدمت کی سعادت نصیب ہوئی اور انہوں نے اس اختلاف کو دُور کرنے کی پوری کوشش کر کے یہ کام انجام دیا وہ دہلی سے اکبر آباد) (آگرہ) گئے اور آپ کے جسد منور کو مرقد مطہر سے باہر نکالا اور پھر دہلی لے آئے۔

یہاں یہ بات عجائب اور کرامات میں سے ہے کہ آٹھ ماہ گزر جانے کے باوجود آپ کے جسد منور میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا وہ اُسی درستی اور پاکیزگی کے ساتھ رہا اُسے باہر نکالا گیا تو آپ کی لحد، چادر، کفن اور جسم مطہر سے ایسے خوشبو آنی شروع ہوگئی کہ اس کے مقابلہ میں مشک اَذفر اور عنبر شرمندہ ہوگئے چنانچہ جناب سیدی اعتصامی (میر ابراہیم حسین) فرماتے تھے کہ آپ کے جسم اطہر کو باہر لانے کے بعد تمام خدام نے چاہا کہ رسم و عادت کے مطابق تازہ عنبر آپ کی چادر اور کفن پر چھڑکا جائے تاکہ اس قدسی پیکر کو مزید معطر کر دیا جائے، میں نے خادموں کو منع کیا کہ عنبر چھڑکنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس سے اس کا احتمال ہے کہ جو اس سے اصل بوالٰہی آرہی ہے وہ مکدر ہو جائے، سیدی اعتصامی کے ہمراہ جو دوست اس خدمت کی سعادت حاصل کر رہے تھے، بیان کرتے ہیں کہ آپ کے جسد مطہر کو باہر لانے کے دوران ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا مبارک جسم ہماری مدد کے بغیر ہی اپنے مرقد منور میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ہے اور گویا آپ خود ہی سب کچھ کر رہے ہیں۔

الغرض جناب سیدی اعتصامی بطریق احسن آپ کی نعش مبارک لے کر دہلی پہنچ گئے، جس روز آپ کی نعش شریف دہلی لائی گئی یہ شکستہ پا (مؤلف) زاویہ نشین بھی تمام فقراء کے ہمراہ آپ کے استقبال سے مشرف ہوا تھا، جونہی اس احقر کی بری نظر آپ کی نعش مقدس پر پڑی تو ایسے محسوس ہوا کہ میرے جسم میں سے سانس ہی نکل گئی ہے اور

Marfat.com

میرے دماغ سے ہوش تو گویا اُڑ ہی گیا ہو، اس وقت مجھے امام الشعراء واکمال الفصحاء ابوطیب مشہور بہ متنبّی علیہ الرحمۃ کا وہ شعر یاد آیا جو انہوں نے امیر المومنین المھدی باللہ عباسی کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

ما کنت آمل قبل نعشک ان اری

رضوی علی اھدی الرجال لیسیر و

اسی قصیدہ کے دو تین اور شعر بھی اس افسوسناک واقعہ کے موافق ہیں جو یہ ہیں [1]

مقصود یہ ہے کہ آپ کی نعش مبارک دہلی لائی گئی اور حضرت خواجۂ بیرنگ (باقی باللہ) کے صفہ منورہ میں مشرق کی جانب حضرت خواجہ قدس اللہ سراہما کے روضہ کے محاذی میں دفن کی گئی، حضرت اُمّ العارفین والدۂ حضرت مخدومزادۂ خرد سلمہا اللہ سبحانہ نے آپ کا علیحدہ صفہ بنوایا جو طول وعرض میں حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس کے صفۂ منورہ کے برابر ہے اور یہ دونوں صفے ایک دوسرے سے متصل ہیں اس وقت یہ دونوں مراقد منورہ گویا ایک ہی صفہ پر ہیں اور یہ پاک سرزمین انہی مقدس اجسام کے باعث آج بقیع کے مرقدوں کی مثال ہیں، وہ اصحاب حقیقت میں صاحبِ دولت ہیں جو ان دو مشہد مقدس جو عالم ملکوت میں مقترین نیرین اعظمین ہیں کے جوار میں دفن ہوں وہ ان فقراء کے اعتقاد کے مطابق ان شاء اللہ سبحانہ مغفور ہونگے۔ اے اللہ! ہمیں زندگی میں، موت کے بعد ان کے جوار میں دفن ہونا نصیب فرما اور ہمیں ان کے انوار کی برکات میں سے حصہ عطا فرما۔

یہ رسالۂ برکات اشتمالہ (زاد المعاد) تمام ہوا اس کا فاتحہ، مقاصد اور خاتمہ بھی روز شنبہ ۸ رجب المرجب سنہ ایک ہزار چوالیس کو مکمل ہوا۔

جاننا چاہیے کہ اگرچہ اس مسکین (مؤلف) نے اس رسالہ کی تسوید میں صاف

---

[1] یہ اشعار متن کتاب میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

گوئی اور حقیقت حال کے بیان میں اپنی لیاقت کے مطابق اس کے آغاز سے انجام تک کوشش کی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ ہزار (روایات میں سے) صرف ایک اور بہت کچھ میں سے تھوڑا سا ضبط تحریر میں لایا جاسکا ہے ہاں اگر ربع مسکون کے فضلاً و فصحا جمع ہو کر آپ کی ایک منقبت (مدح) بیان کرنا چاہیں اور اس امر کے لئے وہ کافی و وافی الفاظ لانے کے لئے اپنی عمریں صرف کر دیں تو وہ آپ کی مدح آپ کی شان کے مطابق کرنے سے عاجز رہیں گے، بلکہ اس بیان سے بھی قاصر رہ کر حقیقت حال میں اپنے عالی درجہ میں تنزل وانحطاط محسوس کریں گے۔

ہاں اگر کوئی آپ کے اطوار اور احوال شریفہ کے بیان کا عہد کر لے کہ وہ آپ کے جوہر کی نفاست، عالی فطرت، کمال بصیرت، صفاً وقت، صحیح نیت، درست ارادہ، وسیع حوصلہ اور حال کی جامعیت جو آپ میں ہر طرح سے موجود تھی اور وہ خود اس کو ابناء وقت کے ساتھ مخلوط نہ کرے اس حالت میں اس کے لئے آپ کے اطوار کا کماحقہ بیان ممکن نہیں ہوگا۔

اس فقیر (مؤلف) کے لئے تو صرف افسوسناک اور اندوہناک اسباب کا پہنچانا ہی تھا اگر چہ یہ حقیر آپ کے صدق واخلاص کی برکت سے آپ کے کچھ اطوار کی سمجھ رکھتا تھا اور اپنی اسی حیثیت پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے اس رسالہ کو لکھنے کی جرأت کی ہے لیکن اپنے فعل، کردار اور اپنی فاسد وضع واطوار کے باعث اس خدمت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا، اسی وجہ سے اس امر کا خوف ہے کہ کہیں میری بدکرداری اور اوضاعِ بد کی خامت وشامت سے بزرگانِ وقت کی نظر سے اس رسالہ کی قدر ومنزلت نہ جاتی رہے اور آپ کے مخلصین وخدام اس بندہ (مؤلف) کے برے حال کو جان کر کہیں اس رسالہ سے مزید غم زدہ نہ ہو جائیں یا اسے اہل عرف ورسم کے نوشتہ کی طرح سمجھ کر اسے رد نہ کر دیں یا اس عمدہ کوشش کو محض حسن ظن سمجھ کر پس پشت نہ ڈال دیں، آپ نے اپنے

Marfat.com

حضرت خواجہ (باقی باللہ) کے احوال پر جو رسالہ اپنے خط خاص میں تحریر فرمایا ہے اس کے مغلق بیان سے اندازہ ہوتا ہے اور آپ نے بھی درج فرمایا ہے کہ حضرت ارشاد پناہی (خواجہ باقی باللہ) کے وصال کے بعد ہم جیسے ناقصوں کے اوضاع کیا ہونگے اور عاجزوں کے دین و دل کہاں جائیں گے، خدانخواستہ اس مسودہ کے مؤلف کے بدعمل کی شامت اور بدنامی کے باعث ایسا نہ ہو کہ ابھی ابھی ہم نے ان عالی حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) کی رحلت کا جو حال لکھا ہے وہ سچ بات کی تلاش کرنے والے نیکوں اور پاکوں کے دائرہ سے خارج نہ ہو جائے اور کہیں اس آستانہ کے مخلصوں اور مریدوں کے درجہء اعتماد سے گر کر حق کے طالبوں کو اس سے محروم نہ کردے، رسالہ مذکورہ کی عبارت آخر تک اسی طرح ہے۔

(حضرت خواجہ حسام الدین احمد) کا ان کلمات کے لکھنے کا مقصد گویا اس فقیر (مؤلف خواجہ کلاں) کی سرزنش اور تنبیہ تھا اور آپ نے اپنے کشف عالی سے یہ امر دریافت کرلیا تھا کہ ہماری رحلت کے بعد ایک آرزوؤں کا پتلا اور شیطانی و نفسانی خواہشات کا پیکر ہمارے احوال نویسی کا عہد کرے گا، اس لئے اس ذات پاک نے کسر نفسی اور نفس کشی کے لئے کلمات تحریر کئے تا کہ اگر آپ کے وصال کے بعد روسیاہ (مؤلف) کا یہ رسالہ ان کے پایہ اعتبار سے گرنے نہ پائے اور پھر یہ فقیر دل شکستہ نہ کرے، جاننا چاہیے کہ کتابوں کی مقبولیت کا انحصار، مصنفین کی قابلیت و اہلیت پر ہے اگر کوئی مصنف بذات خود صالح اور قابل نہ ہو تو اس کی تصنیف کیسے مقبول ہو سکتی ہے؟

بہر حال بندہ (مؤلف) نے اس رسالہ برکات اشتمالہ کے لکھنے کو اپنے لئے سعادت دارین سمجھ کر اس خدمت کا بیڑہ اُٹھایا ہے کہ شاید اس خدمت کی برکت سے اس آسی کو اعمالِ صالحہ نصیب ہو جائیں۔

اب بعض وہ عالی قدر قطعات (تاریخ) اور اس باب میں اس فن کے دیگر مختلف

Marfat.com

اشعار جو آپ کے صادقین اور مخلصین نے آپ کی (رحلت پر) مرثیہ کے طور پر لکھے ہیں اور انہوں نے ان کے آخر میں آپ کے وصال کی تاریخ بھی درج کی ہے انہیں اس (خاتمہ) میں لاحقہ کے طور پر لکھنے کی ہمت کر رہا ہوں۔

ان میں سے یہ چند قطعات جناب کمالات نصاب متفرد بمشرب خاص بین العوام والخواص مخدومی افادت دستگاہی تاج الملت والدین مولانا حسن ہمدانی کشمیری دہلوی نے کہے ہیں، جو اس طرح ہیں۔[۱]

(۱) بہر تاریخش ز ابناء زمان  گفت ہر کس ''مہربان بابای خلق''

۱۰۴۴ھ

(۲) سال تاریخ او عطارد گفت  ''آہ قطب زمان ز عالم رفت''

۱۰۴۳ھ

(۳) سالِ فوتش زمن خرد چوں جست  گفتمش '' آہ شیخ جنید دوم ''

۱۰۴۳ھ

(۴) سال تاریخ وصالش از خرد کردم سوال  ''درفراقش گریہ کردد ہای شبلی رفتہ'' گفت

(۱۰۴۳ھ)

(۵) چو پرسیدم از خواجہ سالِ فوت  ''ز سر حلقہء خواجہاوای'' گفت

(۱۰۴۳ھ)

ایک اور فاضل جو اپنے عہد کے فضلاء میں سے ہیں اور شجاعی تخلص کرتے ہیں، یہ قطعہ کہا ہے۔

(۱) پی سال تاریخ او از سروش  ''ھو افضل الملک'' آمد ندا

(۱۰۴۳ھ)

---

[۱] یہ تمام قطعات متن کتاب میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

(۲) شجاعی کرد فکر سالِ تاریخ وفات او ندا از ہاتفش آمد کہ ''من شہر الصفر اولیٰ''

(۱۰۴۳ھ)

فضائل انتظامی سعادت ارتسامی مشرب بقبول الاولیاء والاصفیاء خواجہ محمد صادق جوکہ اس کاتب حروف (مؤلف) کے ماموں ہیں نے بھی اس سلسلہ میں چند قطعات کہے ہیں، جو بہت صحیح اور بلیغ ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) سالِ فوت او طلب کردم زغیب گفت ہاتف ''آہ خیر المومنین''

(۱۰۴۳ھ)

(۲) پس از یک سالِ فوت او گفت ''کجا شد آں بہاء الدین ثانی''

(۱۰۴۳ھ)

(۳) چو سال نقل وی از پیر عقل پرسیدم بگریہ آمد و گفتا ''برفتہ قطب مدار''

(۱۰۴۳ھ)

(۴) سال فوت او طلب کردم زعقل گفت صادق ''آہ عارف رفت آہ''

(۱۰۴۳ھ)

(۵) گفت تاریخ فوتش اہل دلی ''آہ قطب زمان ز عالم رفت''

(۱۰۴۳ھ)

(۶) سالِ ایں واقعہ را صادق گفت ''قطب حق خواجہ حسام الدین آہ''

(۱۰۴۴ھ)

جناب فضائل مآب برکات اکتساب مولانا حافظ محمد ہمدانی نے جوکہ علم وفضل سے مشرف اور ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے قرابت دار ہیں اور بزرگوں کی نظر میں مقبولیت کا کامل نصیب رکھتے ہیں، دو قطعات سلک نظم میں پروے ہیں، پہلا قطعہ تین تاریخوں پر مشتمل ہے اور دوسرے قطعہ میں سے صرف ایک تاریخ

Marfat.com

برآمد ہوتی ہے۔

(۱) آہ از میرزا حسام الدین ''آن مہ آسمان صدق و صفا'' ۱؎

(۲) کرد ہاتف ندا ز عالم غیب کہ ''نماند آہ قدوۃ العرفاء''

(۱۰۴۳ھ)

(۳) سال ایں ماتم از خرد جستم ''آہ قطب مدار رفت'' بگفت

(۱۰۴۳ھ)

مولانا محمد حافظ نے ایک دائرہ وضع کر کے تاریخ وصال اخذ کی ہے جس کے ہر اسم سے تاریخ اخذ کی جا سکتی ہے ۲؎

کمالات انتظام سیادت پناہ میر محمد زاہد نے جو کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ) کے خاص اصحاب اور آپ کے کامل ترین احباب میں سے ہیں، یہ قطعہ تاریخ رحلت کہا ہے۔

گفت عالی نژادیم از لطف ''شیخ اسلام'' گوئی سال وصول

(۱۰۴۲ھ)

---

۱؎ رک تعلیقات کتاب حاضر ۲؎ ایضاً

Marfat.com

# لاحقہ

آپ کے تمام اصحاب عظام اور احباب کرام کے مختصر احوال کا بیان، اللہ سبحانہ ان کے خصائص کو خاص افضال وانعام سے نوازے۔

جاننا چاہیے کہ مخلصین کا یہ وہ گروہ والا شان ہے کہ جن میں سے اکثر بیعت اور اخذ طریقہ کے اصول پر نور الاتم وسر اللہ اعظم خواجۂ آفاق حضرت خواجۂ بیرنگ (باقی باللہ) قدس اللہ سرہ سے منسلک رہے تھے بلکہ ان میں سے بعض نے طریقت کے اکثر مقامات حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس کی خدمت میں طے کیۓ تھے اور وہ خلعت خلافت کے بھی حق دار ہو گئے تھے، پھر حضرت خواجہ ادام اللہ ذکرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے دیدار اور صحبت کے خوگر ہو کر آپ سے اُلفت ومحبت پیدا کر لی تھی، وہ ظاہراً اور باطناً آپ سے مستفید اور مستفیض بھی ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ قدس اللہ سر الاقدس کی وصیت کے مطابق کہ ''میں نے اپنے مریدین میں بیج بو دیا ہے مگر اس کو پانی دینا اور اس تخم کو اپنے مقام پر پہنچانے کا کام فلاں کے حوالہ کر دیا ہے جس سے مراد آپ کی ذات ہے، آپ نے مشیخت کے مراسم اور اپنے لئے منصب ارشاد قبول کیۓ بغیر اس اعلیٰ ترین امر کو تبرکاً انجام دیتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق اور مساویانہ اختلاط کے ساتھ اس وصیت کا جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا حق اَدا کیا، ان میں سے ہر ایک کی کل استعداد کے مطابق رہنمائی فرماتے رہے، مخلصین کی دوسری وہ جماعت ہے جو حضرت خواجہ ادام اللہ ذکرہ کی رحلت کے بعد اپنے کام (طلب طریقت) کے لئے آئی اور اس نے آپ کی خدمت، ملازمت اور

Marfat.com

مجاورت اختیار کی اور یہ حضرات صدق عقیدت اور خلوص بندگی میں اس وقت کے تمام انسانوں میں آپ کا خاص منہاج اور مخصوص مسلک رکھتے ہیں آپ بھی ان پر قبولیت کی نظر والتفات اوران پر خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں، جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

اسی وجہ سے یہ لاحقہ دو قسموں میں منقسم کیا گیا ہے۔

قسم اوّل میں بعض وہ اعزہ شامل ہیں کہ جنہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ الاقدس کی صحبتوں سے عظیم استفادہ کیا اور حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے مصاحب رہ کر مستفید ہوئے۔

قسم دوم میں ایسے اصحاب سعادت ہیں کہ جنہوں نے بیعت ہی (براہِ راست) حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ہاتھ پر کی اور خود کو آپ سے وابستہ کر کے آپ کی خدمت وبندگی کی برکات سمیٹیں اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق بہرہ مند ہوئے۔

Marfat.com

# قسم اوّل

منہم حضرت اعظم الاصحاب، اکرم احباب جو کہ محو وفنا کے اعلیٰ مراتب پر فائز اور جو صفاء اور اخلاص کے انوار سے پرُ، ہدایت وارشاد کی مسند کے صدر نشین یعنی حضرت زین عباد واوتاد **میاں شیخ اللہ داد** زید برکاتہ

ان کا موطن اصلی بقعہ منورہ انبروہہ (امروہہ) ہے جو کہ بلدہ سنبل (سنبھل) کے مضافات میں ہے اور سنبل ہندوستان کے بڑے شہروں میں سے ہے، اس سرزمین پر اُن کی قوم اور قبیلہ کو تورانی کہتے ہیں، کیوں کہ ان کے اجداد کرام میں سے ایک بزرگ توران سے جو کہ قبچاق و ترکستان اور ماوراء النہر کی ایک ولایت ہے، ہندوستان آئے تھے، ان کے قبیلہ کے اکثر اصحاب بقعہء انبروہہ میں علم، عبادت، اصالت اور نجابت کے باعث مشہور تھے۔ (میاں شیخ اللہ داد) نے صرف سات سال کی عمر میں راہ طلب علم میں کمر ہمت باندھ کر اپنے وطن میں ہی وہاں کے علماء کی خدمت میں تحصیل کی، اس کے بعد وہ اپنے وطن مالوف کی محبت کو دل سے نکال کر طلب علم کے جذبہ سے دہلی پہنچے، وہاں انہوں نے شیخ چوہڑ سرہندی اور ملا جمال لاہوری کے تبحر علم کا سنا تو مدتوں سرہند اور لاہور میں رہ کر تحصیل کی، ان دو عظیم علماء کی خدمت میں انہوں نے اکثر علوم منقولہ اسلامیہ پر عبور حاصل کرلیا، ان طالب علمی کے ایام میں اپنے ہم درس ساتھیوں کے خلاف انہوں نے اطاعت وعبادت میں اپنے اوقات کی تعمیر کر کے ان کے پابند ہو گئے، کتابوں سے تحصیل علم اور قال وقیل کے دوران ہی بلدہ فاخرہ لاہور

Marfat.com

میں آپ (حضرت خواجہ حسام الدین احمد) سے واقف ہو گئے تھے، کیونکہ وہاں پر آپ اُن دنوں دولت مندی اور دُنیا کو ترک کرنے اور امارت کے ملابس اور حلاوت سے علیحدگی کا عزم کئے ہوئے تھے، اس عزیمت کے تقاضہ کے تحت آپ ان دنوں فقراء، صلحاء اور علماء سے ملتے اور ان کی تقلید کرتے تھے، آپ خود ہی حضرت میاں کی توجہ کے اسیر ہو گئے، ان کی طرح طرح سے دلجوئی اور اعزاز کرتے تھے، وہ بھی آپ کی کامل محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ اکثر آپ کے ساتھ رہنے لگے، انہوں نے آپ کی رفاقت میں ہی حضرت خواجہ قدس سرہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، پھر انہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور بہت کم وقت میں اس سلسلہ علیہ کی کیفیات ان کو نصیب ہو گئیں، یہاں تک کہ ان کو غیبت، ذہول اور استہلاک اس حد تک حاصل ہوا کہ ان کی روح منور اپنے بدن کے لئے بہت کم توجہ دیتی تھی جس کی وجہ سے ان کے قویٰ پر کئی طرح کے ضعف کے علاوہ عوارض بھی لاحق ہو گئے پھر دن بدن ان کا جسم مبارک کاہلی کا شکار ہونے لگا تو تمام اصحاب کو ان کی ہلاکت کا شک ہونے لگا، جس پر حضرت خواجہ قدس سرہ الاقدس نے ان کے مذکورہ استہلاک سے افاقہ کا علاج اس میں دیکھا کہ انہیں ذاتی معاملات اور اہل خانقاہ کی خدمت میں مصروف کرایا، جس پر وہ اس امر عالی کے مطابق خدمات مذکورہ بجالانے لگے، لیکن وہ پھر بھی ورطۂ استہلاک میں مستغرق رہے چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ بعض اوقات ہمارے حضرت خواجہ کھانے کا طبق اٹھانے کا بھی اشارہ فرماتے تھے اور وہ اُسی طرح بادۂ الست سے سرشار طبق اٹھائے ہوئے مخلصین کے حجروں میں جاتے تھے اور اس حالت میں جو کوئی بھی انہیں دیکھتا وہ یہی خیال کرتا کہ ابھی ان کے ہاتھ سے وہ گر جائے گا لیکن اللہ سبحانہ کی مدد سے کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ان ایام میں ہمارے حضرت خواجہ انہیں کچھ نیا کام

Marfat.com

کرنے کا بھی امر فرماتے تھے، چنانچہ وہ برابر چودہ پندرہ دنوں تک بازار سے لکڑی کے پلے خریدنے جاتے رہے، اس طرح اس کام سے ان کے غلبہء ذہول واستہلاک میں کمی ہوتی رہی، یہاں تک کہ سولہویں دن ان میں قوت آ گئی، پھر حضرت خواجہ قدس سرہ الاقدس کا الطاف وعنایات کا جلد ہی ان پر اضافہ ہونے لگا، ان کو حضرت خواجہ کے کمال قرب، دائمی حاضری اور محرمیت خاص کے باعث نصیبہ کامل میسر آ گیا۔

یہ انہی دنوں کی بات ہے کہ ابھی وہ اس عالی مقام سے عالم شعور میں نہیں آئے تھے کہ آپ نے ان کے حال کی اصلاح اس امر میں دیکھی کہ اس دریائے شہود کے غوطہ خور کی شادی کردی جائے تاکہ خانہ داری کے مشاغل میں رہ کر روحانی غلبہ سے بچے رہیں، جس پر آپ نے اپنے حضرت پیر دستگیر (خواجہ باقی باللہ) کے حکم عالی کے مطابق ایک خاتون جن کا تعلق طبقہ علیہ جہریہ (ذکر جہر کرنے والی) سے تھا اور آپ کے خانہ مبارک میں بیٹیوں کی طرح پرورش وتربیت پائی تھی کو ان کی زوجیت میں دے دیا اور بطریق احسن ان کا نکاح ان سے کردیا، اس کے بعد حضرت خواجہ قدس اللہ سرالاقدس نے انہیں اپنے گھر شریف کے قریب رہنے کے لئے جگہ دی، پھر انہیں اپنے اہل بیت مطہر کے ساتھ امتزاج بخشا۔

یہ انہی دنوں کی بات ہے جب حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس ضعف دماغ اور قواء میں اختلال کے باعث اکثر بیمار رہنے لگے تھے اور آپ سر، دماغ، فرصت اور فراغت کے ساتھ طلبہ حق کے لئے وقت نہیں دے سکتے تھے، حضرت خواجہ قدس سرہ نے (خانقاہ کے) درویشوں کی رہنمائی کے لئے شغل باطن اور حلقہ مشغولی کا کام ان کے سپرد کردیا، جب تک حضرت خواجہ قدس سرہ بقید حیات رہے وہی عالی جناب وکالت خاص اور اہل اختصاص کی خدمت اور اصحاب صدق و اخلاص کے سر حلقہ بھی وہی رہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس کی رحلت کے بعد بھی آپ نے یہ

Marfat.com

معاملہ پہلے دستور کے مطابق انہی کے حوالہ کئے رکھا البتہ ان کی تعظیم اور احترام میں اضافہ کردیا چنانچہ آپ نے ان کی خدمات اور مذکورہ مناصب میں وکالت اور اہل خانقاہ کی حاجت روائی دوسرے عزیزوں کے ساتھ ان کے حوالہ کئے رکھی، بلکہ انہیں حلقہ نشینی میں صدر کا جو منصب ان کے پاس تھا اُسے مستقل کردیا، ان کے اہل خانہ کو اپنے مسکن شریف کے قریب جگہ دی اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی سنت سنیہ کے مطابق ان کے فرزندوں اور خواتین عزت مآب کو کامل امتزاج بخش کر حضرت اُمّ الکرام یعنی اپنی زوجہ محترمہ والدۂ مخدوم زادۂ بزرگ بی بی فاطمہ نوراللہ مرقدہا کو ان کے فرزندوں کے احوال کی پرسش اور ان کے حرم معلّٰی کی اکثر ضروریات پوری کرنے پر مامور کیا، ان کے احوال کی بلندی کے لئے نہایت درجہ کوشش بھی کرتے رہے اور آپ نے ان کی منزلت، طریقۂ دعوت اور ان کے مرتبۂ مشیخت کو مزید ترقی دینے کے لئے اپنی مساعی جمیلہ کو جاری رکھا، آپ ان کی غیر موجودگی اور مفارقت پر کسی طرح بھی راضی نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت بادشاہ مغفور جنت مکانی (جہانگیر) کے عہد میں اپنے سفر حجاز کے عزم کے دوران جب آپ اکبرآباد (آگرہ) تک گئے تھے اور اس سفر کے لئے ارواح طیبہ کی طرف سے اجازت نہ ملنے پر واپس آ گئے تھے، آپ ان عالی جناب کے اہل خانہ اور عزیز وا قارب کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے تھے اور اس کے باوجود کہ حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کی خانقاہ کے لئے ان کے وجود شریف کی انتہائی ضرورت تھی، ان کی جدائی پر راضی نہ ہوئے، یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ کی اس سرگزشت کے عین مطابق ہے کہ جب وہ حرمین شریفین جانے لگے تو ان کو حضرت خواجہ علاء الدین (عبدالخالق) غجدوانی سے جدائی کی تاب نہیں تھی جیسا کہ اس قصہ کی تفصیل رشحات میں درج ہے۔

مختصر یہ کہ وہ عالی جناب آپ کی تائیدات سے اصحاب کرام میں معزز و محترم

Marfat.com

ہو کر مشیخت کی رسوم جاری کئے رہے اور جو کوئی بھی نو وارد آپ سے ارادت کا اظہار کرتا تو آپ اس کو ان کی خدمت میں جانے کا اُمر فرماتے جب تک وہ عالی جناب صحت بدنی کے ساتھ مسجد میں آ کر اصحاب کے ساتھ نشست و برخاست کے قابل رہے آپ کسی بھی طالب کو کسی دوسرے شیخ کے پاس جانے کے لئے نہیں کہتے تھے، آخر کار اس حکم کے تحت کہ ''یہ دنیا مومن کے لئے قید ہے۔'' ان کے مبارک بدن میں کئی قسم کے شدید امراض دَر آئے تھے۔ خاص طور پر بواسیر کے عارضہ نے دوسرے امراض پر حاوی ہو کر ان کو بے حال کر کے رکھ دیا تھا، اس مرض نے ان کو پوری قوت اور تسلسل کے ساتھ اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اس کی تفصیل بیان کرنا ہماری طاقت بیان سے باہر ہے، مختصر یہ کہ کوئی دن ایسا نہیں تھا کہ وہ دوپہر، سہ پہر اور اس سے بھی زیادہ مرتبہ وہ طہارت خانہ اس تکلیف کے باعث نہ جاتے ہوں، جس سے ان کے کھانا کھانے کی طلب بھی بتدریج کم ہوتی چلی گئی، چنانچہ دو روز کے بعد وہ اپنی بھوک کا اثر ظاہر کرتے تھے، اس وقت وہ صرف دو تین سیر گوشت کے شاہی شوربے میں آدھے نان کے ٹکڑے کر کے ثرید بنا کر تناول فرماتے تھے۔ پھر چند دنوں تک وہ کسی قسم کا کھانا اپنے لبوں کے قریب نہیں لاتے تھے، اسی عارضہ مذکورہ کے سبب ان میں اپنے گھر سے باہر آنے کی طاقت نہیں ہے گویا کئی سالوں سے وہ محض مفقود ہو گئے ہیں۔ آپ نے ان دنوں میں پوری توجہ اور اہتمام سے ان کی تیمارداری اور معیشت میں آسودگی کے لئے کوششیں جاری رکھیں، ان کی بھوک کو بڑھانے کے لئے آپ نے انواع و اقسام کے لطائف اور حیلے اختیار کئے اور ان کے وقت کے مطابق ان کو کھانا پہنچانے کی پوری کوشش فرماتے رہے۔

عہد میمنت مہد حضرت خلیفہ زمان صاحب قران ثانی (شاہ جہاں) زیدہ عمرہ میں آپ نے ان کے لئے بہترین مواقع پیدا کرنے کیلئے سعی کی، بہت اچھے طریقہ سے

Marfat.com

اس بادشاہ دین پناہ تک ان کے کمالات پہنچائے، آپ کی وکالت کی برکت اور سعی جمیلہ کی بدولت ان کو ایسا مناسب وظیفہ بادشاہ سے مل گیا جو ان کے متعلقین کے لئے کافی ووافی تھا جو شاہ کی درگاہ معلٰی سے ان کے فرزندوں کے نام (اب تک) مقرر ہے اور اگر ارادۂ الٰہی نے ساتھ دیا تو ان کو عمر دراز تک وہ وظیفہ ان کی اولاد کو ملتا رہے گا۔

اس وقت تک سنہ ایک ہزار چوالیس (۱۰۴۴ھ) کا وسط ہے ان کی عمر مبارک تہتر سال پورے کر چکی ہے، جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے اور وہ زندہ افراد کے زمرہ میں داخل ہیں، ان کا وجود شریف ان درویشوں کے لئے برکتوں کا خزانہ ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی طبعی عمر تک پہنچائے اور یہ فقراء ان کے جوار کی برکت سے اس آخر زمان کی سختیوں اور فتنوں سے محفوظ رہیں اور اس کے حقدار کو اس کا حق ملے، ان کے اوضاع و اطوارِ شریفہ جو کہ واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں اور وہ تواضع، نیستی، خاکساری اور شکستگی سے مشہود ہیں، اس کے علاوہ ان کا دائمی مراقبہ اور جناب احدیت سے دل کا مسلسل ربط، بری خصلتوں سے اجتناب اور ان سے بچنے کی تلقین کرنا، ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ کسی کی طرف سے بھی کوئی نامناسب کلمہ سنتے تو کمال تحمل اور درگزر سے کام لیتے۔

ان کی زوجہ محترمہ کو تقریباً چالیس سال ہوئے کہ ان کی عقل میں فتور، خیال میں ناہمواری اور جنون کے عارضہ میں مبتلا ہیں، وہ ہر دم اور ہر موقع پر الا ماشاء اللہ سبحانہ ان کی بے عزتی، بے عقلی اور بے ادبی کرتی رہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہی اس جفاپیشہ کی زیادتی کو اپنی تقصیر شمار کر کے ان کی دلجوئی کرتے پھر بھی ثابت قدم رہتے اور ان کی طرف سے تنگی اور ملالت کا اثر ظاہر نہ کرتے، اس خوبی و خصلت کے ملکہ کے حصول سے ان کو بڑی بڑی ترقیاں حاصل ہوئیں، حضرت زنگی آتا علیہ الرحمہ کے بعد کہ جنہوں نے اپنی جفاپیشہ زوجہ کی زیادتیوں کو تحمل سے برداشت کیا اور اس دنیا کی جبین پر امتیاز کا نشان

Marfat.com

پایادہ انہی میاں شیخ الہ داد کی ذات منقبت شعار تھی۔

ان اوراق کی تحریر کے دوران اس فقیر (مؤلف) کے دل میں آپ کے کلماتِ قدسیہ میں سے صرف یہ تین کلمات آئے ہیں، جو یہ ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ خلق خدا پر شفقت کے دوران اور اس طریقہ کے طالبوں کے لئے یہ نصیحت مکرر فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بھی اپنے اندر اس راہ کی طلب کا احساس کرے تو وہ خود کو اذکار میں سے کسی ذکر کے لئے وقف کر لے اس جوانمرد (طالب) کو چاہیے کہ کتاب سے شغل اور اس کے مطالعہ میں غلو کو لذات اور شہوات جسمانی کی مانند جانے جو احکامِ طریقت کے منافی ہے، اُسے ذکر و مراقبہ میں ہمیشہ مشغول رہنا چاہیے، مشاغل حسنہ کے دوران اُسے شیطان کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہیے، اس کوشش سے یقینی طور پر اُسے جلد ہی بکثرت فتوحات نصیب ہوں گی۔ (آیۃ شریفہ ہے)

اس طرح کا معاملہ مشکوک اور مکدر ہو سکتا ہے۔

دوسری بات وہ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ (ان آخری) بیس سالوں میں مجھ پر ناقابل علاج امراض کا شدت سے غلبہ ہے، میں نے چند مرتبہ خواب میں دیکھا ہے کہ اس فقیر کی وفات ایک ہفتہ کی مدت کے بعد ہو جائے گی یا ایک ماہ بعد یا پھر چالیس روز کے بعد ہو گی اور اسی طرح کی دوسری امثال بھی ہیں گویا اس کا وقت قریب ہے جس پر ہر مرتبہ وہ اپنے سفر آخرت کے لئے آمادہ نظر آئے اور وہ وصیت کرنے اور ضروری حقوق کی ادائیگی میں مصروف بھی ہو گئے، جب اس کی معیاد گزر جاتی اور اس خواب کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوتا تو انہیں تامل ہوتا کہ کیا اس خواب کا مکر حقیہ اور رحمانیہ حلیہ سے عاری تھا؟ کہ اس طرح بغیر کسی نتیجہ کے ظاہر ہوئیں آخر انہیں اللہ سبحانہ کے کرم سے یہ معلوم ہوا کہ ان اموات سے جو نمودار ہوئیں وہ دراصل آثار طبیعت میں سے ایک اثر

Marfat.com

کی موت تھی اور وہ عدام شیون جسمانیت میں سے ایک شان تھی، اب اس حکم کے تحت کہ اور ''تم اس کی نعمت کا تذکرہ کرو''۔ یہ کہنے کی جرأت کرر ہا ہوں کہ کئی سال ہوئے کہ اس فقیر کے جسم کے پیکر نے مثالی بدن کا روپ اختیار کرلیا ہے اور طبیعت کے مزاحمات اور اس کے اثرات عنصر یہ میرے مزاج میں بہت ہی کم رہ گئے ہیں جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

(تیسرے) آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سب سے بڑی عنایت اس فقیر کے حق میں یہ ہے کہ طلب کی ابتداء اور راہِ سلوک میں اللہ کریم نے حضرت خواجہ آفاق خواجہ بیرنگ قدس سرہ کو اس فقیر کا مربی بنادیا کہ ان عالی حضرت کی حفظ وحمایت میں اس راہ کے نشیب وفراز اور آفات وخطرات طریقت سے سالم اور پر امن سیر وسلوک میں مشغول کردیا۔ اِسی طرح اواخر حال اور مشیخت کے دِنوں میں حضرات کے حکم پر حلقہء مشغولی کی خدمت بھی اس فقیر کے سپرد ہوئی تو اس فقیر کے نگران ومربی آپ ہی کو بنایا جس میں آپ کی رہنمائی سے مشیخت کے اکثر عقبات و خطرات سے محفوظ رہا۔

منبع نور وحضور، دائم بسط وسرور خاص الخاص...... زبدۃ النجباء وصفوۃ الاصفیاء، قرۃ عیون اولیاء حضرت **میاں شیخ رفیع الدین محمد عباسی چشتی نقشبندی** علیہ الرحمۃ والغفران۔

ان کے خاندان کے افراد خود کو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے سمجھتے ہیں، اور حق بھی یہی ہے کہ اس خانوادہ کے تمام اشخاص کے (اطوار) سے نجابت، نیک ذاتی، طہارت اور علو فطرت ہویدا ہے، ان خصائص کا ظہور اس مدعا کی قوی دلیل ہے، ایک سو پچاس سال سے ان کے آباء کرام نے طریقہ علیہ

Marfat.com

چشتیہ وقادریہ کی تجدید اور دہلی میں اس سلسلہ کے کمالات کی اشاعت میں ایک شان اور بلند مقام رکھتے ہیں، خاص طور پر حضرت شیخ محمد خیالی اور حضرت شیخ عبدالعزیز قدس سرہما متاخر مشائخ ہند میں کثرت کمال، فضل اور صدق حال میں کامل امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان سے ایک دنیا بلند مقامات پر فائض ہوئی ہے ان کے والد بزرگوار جناب مرجع طالبین وملجاء سالکین شیخ قطب الدین محمد مشہور بہ قطب العالم رحمۃ اللہ سبحانہ اپنے عہد میں ہدایت وترویج سلسلہ بزرگان میں اپنے دوسرے بھائیوں سے ممتاز تھے۔ حضرت خواجہ آفاق خواجہ بیرنگ (باقی باللہ) قدس اللہ سرہ الاقدس اپنے ایام طلب (تردد) میں جب کہ آپ مختلف مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے اور حضرت خواجہ عالم خواجہ احرار کی روح منور سے نسبت حاصل کرنے سے پہلے کچھ عرصہ کے لئے حضرت شیخ مذکور (قطب العالم) کی خانقاہ میں رہ کر ان کے سلسلہ کے بعض اوراد ووظائف میں مشغول رہتے تھے، انہی دنوں جب حضرت خواجہ قدس سرہ وہاں تھے تو میاں شیخ رفیع الدین محمد رفع اللہ سبحانہ کو آپ سے خاص محبت کی نسبت اور دلی تعلق پیدا ہو گیا تھا اور جناب رفعت ایاب چونکہ کم سنی سے ہی اپنے حضرت شیخ (قطب العالم) اور حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کے ساتھ دوستی کی برکات سے عمدہ اخلاق، مؤدب، اور سنجیدگی کے ماحول میں بڑے ہوئے تھے، اس کے بعد جب حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ الاقدس کی عنایت جذب کر کے دہلی سے ماوراء النہر کے لئے عازم ہوئے تو جناب رفیع المکانی نے حضرت خواجہ آفاق کی غیر موجودگی میں نواب مرتضوی انتساب منعم امام مرتضیٰ خان (نواب مرتضیٰ بخاری) برد اللہ مضجعہ کی ہمراہی اختیار فرمائی اور اپنے والد بزرگوار سے کچھ عرصہ کے لئے مہاجرت کر کے بلدۂ مبارکہ لاہور میں آنحضرت یعنی ہمارے حضرت خواجہ ابرار (خواجہ حسام الدین احمد) سے آشنا ہو گئے، آپ نے بھی ان کی بزرگ زادگی اور ان کے اطوار واوضاع سے

Marfat.com

آراستہ ہونے کے مشاہدہ کرکے ان سے اُخوت ومحبت کا تعلق استوار کرلیا اور جناب رفیع المکان جب تک لاہور میں مقیم رہے تو وہ اکثر آپ کی صحبت میں رہنے لگے یہاں تک کہ حضرت خواجہ آفاق قدس اللہ سرہ الاقدس حضرت مولانا بزرگ (مولانا خواجگی امکنکی) ادام اللہ ذکرہ سے خلافت یاب ہوکر رخصت ہوئے اور ہندوستان کی طرف مراجعت فرمائی تو جناب رفیع المکان نے حضرت خواجہ کی صحبت کی برکات کے باعث امراء وسلاطین کی ہمراہی ترک کرکے اپنے اصل مقام اور موروثی منزل پر واپس (دہلی) آگئے، جہاں انہیں اپنے باطن کے آئینہ میں حضرت خواجہ کے جمال حال کا عکس نظر آیا تو انہوں نے اپنی موروثی رشد وترقی کو خیر باد کہا اور کمال درجہ کی عقیدت اور صدق اخلاص کے ساتھ اپنا دست ارادت حضرت خواجہ قدس سرہ کے ہاتھ میں دے دیا اور طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوگئے، حضرت خواجہ ان کے حق میں کمال توجہ مبذول فرماتے تھے، بہر حال آپ ان کی مرضی وتمنا کے مطابق ان کی تربیت کرتے تھے چنانچہ ان کی خاطر آپ نے تصوف کی بعض کتابوں کا درس بھی دیا، اس درس میں حضرت خواجہ حسام الدین احمد بھی ان کے ہم سبق تھے۔

مختصر یہ کہ ان کی تربیت مخدوم زادوں کی روش کے مطابق کی گئی، کسی قسم کی ان کے حق میں مریدی کی مذلت ان کے پُراَمن حال میں اختیار نہیں کی گئی، حضرت خواجہ قدس سرہ کے عہد میں حضرت رفیع المکان کی سلسلہ عَلیہ نقشبندیہ کی مشق کے دوران ان کی ان کے بھائیوں کے ساتھ دگرگونی پیدا ہوگئی تو انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ رہنا چھوڑ کر اپنے محلّہ کی سکونت ترک کرکے وہاں سے دور جاکر گھر بنالیا اور وہاں سکونت اختیار کرلی اور انہوں نے ساری عمر اپنے کسی موروثی وغیر موروثی معاملہ میں شرکت نہیں کی، چنانچہ ان کے والد بزرگوار کی رحلت کے بعد تیسرے روز حضرت دہلی کے اہالی وموالی ان کی خانقاہ میں جمع ہوئے اور چاہا کہ وہ لباس سجادگی زیب تن کرکے

Marfat.com

سجادہ پر بیٹھیں اپنے والد بزرگوار کی دستار بھی پہنیں، جس پر وہ رفیع المکان کسی طرح بھی راضی نہ ہوئے بلکہ انہی مقبول نظروں کے ساتھ جو انہیں اپنے والد گرامی کی زندگی میں میسر تھیں اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی انہی برکات وثمرات پر اکتفا کیا، انہوں نے (اپنے تمام خاندانی) تبرکات اپنے سے چھوٹے بھائیوں پر نثار کر دیئے، اپنے آباء کرام کے سلسلہ کے اوراد و وظائف پر کمر ہمت باندھی پھر ذکر اور مراقبہ سے اپنے دل کا رابطہ جناب احدیت سے اس طرح استوار کر لیا جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مخصوص احکام واشغال کے مطابق ہے۔

اگر کوئی طالب بڑے اصرار سے طریقہ کی تلقین کی خواہش کرتا تو وہ اکابر نقشبندیہ کے طریقہ کے مطابق اُسے تعلیم دیتے، انہوں نے زندگی کے آخری سانس تک حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے سوا اہل دہلی میں سے کسی کے ساتھ حقیقی آشنائی پیدا ہی نہ کی، دہلی میں جتنا عرصہ مقیم رہے وہ ہر ماہ دو تین مرتبہ آپ کے دیدار پرُ انوار کے لئے آتے رہے، آپ کی صحبت سے مشرف ہوتے اور آپ بھی ان کی صحبت سے انشراح محسوس کرتے۔

مختصر یہ کہ انہوں نے احسن وضع اور بہترین طریقہ سے اپنی زندگی کے تمام اوقات بسر کئے، پھر مسافرت اور تنہائی کے عالم میں برہانپور میں انتقال کیا، اِنا للّٰہ وَاِنا اِلیہ رَاجعون۔

ان کے والد گرامی کے مریدوں میں سے ایک نے جو اس سلسلہ کی ترقیاں بھی حاصل کر چکے تھے، روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رفیع المکان برہانپور کے سفر کا ارادہ پختہ کر چکے اور اس سفر کے لئے بابرکاب تھے تو یہ بندہ ان کی خدمت میں پہنچا تو فاتحہ رخصت کے لئے کہا تو اس دوران انہوں نے اپنا رُوئے سخن میری طرف کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میاں میں گیا اور بس گیا اور پھر اس سفر سے واپس نہیں آؤں گا۔

Marfat.com

ان رفیع المکان کی وضع، روش اور اطوار جو ہم جیسے کوتاہ نظروں (مؤلف) نے مشاہدہ کئے اور محسوس ہوئے وہ تکلفات، رسوم اہل ظاہر، اطراف سے عدم توجہ، عبادت کی خصلتوں اور پست قدروں سے عدم التفات کرنا، اسی طرح خیالی نمود اور مثالی کشوف سے بچ کر اپنے اوقات کو توجہ اور دائمی نگرانی پر مرکوز کرلیا تھا، غمی اور خوشی کے تمام معاملات سے بے نیاز ہوکر خود کو ہر حال میں خوش وقت رکھنا تھا اور اسی قسم کے دیگر مناسبات بھی۔

منہم مطلع انوار ہدایت، منبع اسرار نہایت، بدایت کی طرف راجع، برہان عصمۃ و طہارت، کاملہ بصیرت و بصارت، زین مستورات، فخر مخدرات، نجبۃ الوریٰ، حبیبۃ الاولیاء **بی بی دولت قریشیہ** رفع اللہ شانہا ومتعنا بمزید فضلہا واحسانہا۔

ان کے کمالات شریفہ اتنے زیادہ ہیں کہ قوت بیانؔ ان کا احاطہ نہیں کرسکتی ان کے مختصر ظاہری احوال یہ ہیں کہ وہ قریش کے نسب سے متصف ہیں۔ وہ کم عمری سے ہی حضرت شیخ بہلول، جناب شیخ حاجی محمد اور شیخ عبدالغنی بیابانی کی برکات فیض سے مستفیض ہوئی تھیں۔ انہوں نے مخدومی میاں شیخ اللہ دیہ سے علم وعمل کے انوار سے اپنی روح شریف کو فیض یاب کیا۔ وہ صلاح وعفت اور اطاعت وعبادت کے زیور سے آراستہ ہوکر معزز ومحترم ہوئیں۔ پھر مرشد طریقت کی طلب اور جستجو میں مدد کی آمد کا انتظار اور تائید الٰہی کے اشتیاق میں ان حضرات کے ساتھ شریک، منسلک اور ہم داستان تھیں جو (حضرت خواجہ آفاق خواجہ بیرنگ (باقی باللہ) قدس اللہ سرہ الاقدس سمرقند سے خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوکر واپس دہلی پہنچے تو اس راہ کے طالبوں نے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور ملاقات کی، آپ کی بزرگی اور دستگیری کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

اب وہ بارعۃ الدہر اس خبر جاں بخش سے خوش ہوکر اپنے شوہر (میاں شیخ اللہ دیا)

Marfat.com

کی وساطت سے اپنے عرصہ دراز کے اخلاص و نیاز مندی کا ذکر کر کے تعلیم طریقہ کی درخواست کی، حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس ان کی بلند فطرتی اور اعلیٰ استعداد سے متاثر ہوئے اور اپنے پائے ملکوت سے خود چل کر ان کے گھر جو تقریباً آدھے میل کی مسافت پر تھا، تشریف لے گئے، انہیں تلقین فرمائی اور پہلی ہی نشست میں ان پر عجیب کیفیات اور عالی شان فتوحات کا ورود ہوا جو اکثر اشخاص کو سالہا دراز کے بعد جا کر حاصل ہوتا ہے وہ ان باعثہ الدہر کے نصیب میں ہوا اور ان کی آناً فاناً ترقی ہونے لگی، حضرت خواجہ قدس سرہ نے چند مرتبہ ان کے احوال دریافت کئے اور ان کے وقائع (مکشوفات) کے بارے میں استفسار کیا، آپ ہر دوسرے روز بذات شریف خود ان کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کی تربیت پر کمال و نہایت درجہ کا التفات فرماتے۔ آپ نے ارشاد کا حق ادا فرما دیا۔

چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ نے ان کے گھر سے بعد اور طے مسافت کی کوفت کے باعث ان بارعتہ الدہر کو محلہ سرائے شیخ کو چاندہ میں قلعہ فیروز آباد جو کہ اس سلسلہ کے درویشوں کا مسکن ہے، اپنے مستقر شریف کے قریب جگہ دے دی، پھر آپ ہر روز چند مرتبہ وقت مقررہ پر ان کے ہاں تشریف لے جاتے، احوال کی باز پرس فرماتے، پھر بہت ہی کم عرصہ میں ان بادعتہ الدہر کو ارشاد کی اجازت مطلقہ سے نواز کر طلب طریقہ کے لئے جو خواتین آپ کے پاس حاضر ہوتی تھیں اور طریقہ کی طلب کی درخواست کرتی تھیں تو انہیں انہی بارعتہ الدہر کے پاس جانے کے لئے فرماتے تھے، آپ نے ان کے گھر کی ایک دیوار میں ایک چھوٹا سا دریچہ بنوا دیا جو کہ آپ کے اہل بیت مطہر کے گھر میں کھلتا تھا، آپ اپنی حضرت والدہ ماجدہ اور ازواج محترمات کو ہر روز ان کے حلقۂ مشغولی میں بھیجتے تھے، بہت ہی کم وقت میں طبقہ خواتین کی بڑی تعداد نے ان کی صحبت میں فتوحات حاصل کیں، ان کی صحبت کے حلقہ کو اکثر معاصر مشائخ کی

Marfat.com

مجالس پر ترجیح دی جاتی تھی، حضرت خواجہ ان کی توصیف اور اعلا شان کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ وہ صفاء وقت اور حال کی بلندی جو ان کے نصیب میں ہے وہ مردوں کے لئے حسد کا باعث ہے، اس اُمت مرحومہ میں طبقہء نساء میں بہت کم کسی کو میسر ہوگی، اگر رابعہ بصریہ زندہ ہوتیں تو ان کی اتباع کرتیں۔

مختصر یہ کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ ان کے اعزاز اور تعظیم کی پوری کوشش کرتے تھے اور پیش کرنے والے تمام معاملات میں ان کے استخارہ کو اپنے دوسرے مخلصین کے استخاروں پر ترجیح دیتے تھے اور ان کے استخارہ میں جو اشارہ ہوتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔

حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کے وصال کے بعد آپ بھی ان کا غایت درجہ احترام واعزاز کرتے تھے، ان کے احوال کی ترقی اور ضروریات میں بھی بہت توجہ فرماتے تھے، جس طرح مردوں کی حلقہ نشینی کی صدارت حضرت میاں شیخ اللہ داد زید عمرہ سے مسلم تھی، اسی طرح طائفہ نسواں کی مقتدائی، ارشاد اور رہنمائی ان بارعۃ الدہر سے وابستہ تھی، حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کی سنت سنیہ کے مطابق حرم معلّٰی کی خواتین اور اس طریقہ کی تمام طالبات کو آپ انہی کے حوالہ کرتے تھے، حضرت اُمّ الکرام (بی بی فاطمہ) والدۂ حضرت مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کی رحلت کے بعد آپ نے حضرت اُمّ العارفین والدۂ حضرت مخدوم زادۂ خرد خواجہ سراج الدین حسین جو انہی کی ذرّیت فاخرہ کے بطن منور کا گوہر تھے سے اپنی مواصلت (نکاح) اختیار کی تھی۔

اس مہم (مواصلت) کے بعد آپ نے حضرت اُمّ الکرام کے گھر کے علاوہ ان بارعۃ الدہر کے قریب ہی اپنے لئے مکان تعمیر کروایا، اس طرح آپ ان کی ہمسائیگی میں رہ کر ان کے نگران، عبرت پذیر اور حامی و ناصر رہے، ان کے لطائف احوال اور شرائف اطوار سے جو کچھ متشرح ہوتا تھا آپ تمام امور ان کے اشارہ اور استخارہ کے

Marfat.com

مطابق کرتے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے طریقہ سلوک کی طرح آپ بھی ان کے مکشوفات سے تجاوز نہیں فرماتے تھے۔

اس وقت سنہ ایک ہزار چوالیس کا وسط ہے وہ باعۃ الدہر بقید حیات ہیں اور اپنے معینہ اوقات کے مطابق طبقہ نساء صالحات کے ارشاد میں سرگرم عمل ہیں۔

یارب ان کے وجود بخشش و سخا اور عالی جناب حضرت میاں شیخ اللہ داد کو جو حضرت خواجہ آفاق اور ہمارے حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) کے عہد کی برکات کے جڑواں سبب ہیں کو تا دیر باقی اور پائندہ رکھ کر پوری قوم کے لئے ہدایت کا وسیلہ بنا۔

اس رسالہ (زاد المعاد) میں ان کے جو اوضاع اور احوالِ خاصہ کا اندراج ہوا ہے۔ان کا اس بارعۃ الدہر سے خاص تعلق ہے، سنیہ الہیہ کے مواہب اور مرادات کے حصول اور اللہ سبحانہ کے برگزیدہ حضرات کے ساتھ منسلک رکھنا، صفاء وقت اور کامل قدرت کے ساتھ اہل نیاز کے باطن کو منور، ان کو عظیم واردات علیہ کے تحمل کی نصرت، عجب وغرور کے بغیر ان کو عالی شان مقامات وغیرہ پر فائز فرما۔

آپ فرماتے تھے جہاں تک ہم نے ان کے بعض مکالمات رسمیہ جو ہم نے بات چیت کے دوران سنے ہیں وہ اس زبان دان مشائخ کے طبقہ کے کلمات متانت جو صحت، لطافت اور پاکیزگی کے حامل ہیں وہ اس بارعۃ الدہر سے بغیر کسی غلطی کے سنے ہیں جس سے قدرت الہیہ تامہ پر ہمارا ایمان تازہ ہوا ہے، اس کے باوجود کہ انہوں نے کہیں بھی نہیں پڑھا ہے ان کو سخن کی یہ متانت اور کلام کی یہ شائستگی کہاں سے عطا ہوئی ہے؟

آپ فرماتے تھے کہ ہمیں ابتداء میں وقت کے سلاطین و امراء سے تعارف تھا اور اکثر عزیز و اقارب جن کا تعلق علم و صلاح سے تھا اپنی بعض ضروریات کے لئے (امراء) کے نام سفارشی خطوط لکھنے کے لئے کہا کرتے تھے، آپ فرماتے تھے کہ اس

Marfat.com

کے برعکس یہ بارعۃ الدہر کہ جن سے چند نسبتیں رشتہ داری (آپ کی ساس تھیں) محبت، ہم پیرگی اور ہمسائیگی رکھتا ہوں ان کے فرزندوں اور اعزہ سے اس قسم کی ارادت کا ظہور نہیں ہوا، میں نے ہر چند اس قسم کی ارادت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، ان سے اجازت طلب کی تو برابر یہی کہا کہ اللہ سبحانہ نے تو اس ارادت کا مجھ سے نام ونشان تک محو کر دیا ہے، جس سے مجھے بڑی خجالت محسوس ہوئی۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ان سے جو مزید عجیب امور سرزد ہوئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خواجہ سراج الدین محمد کی والدہ (دختر بی بی دولت) جب آشناؤں اور بیگانوں کی امداد واعانت کے لئے آمادہ ہوئیں تو وہ ان کی طرف سے اکثر لاتعلق ہی رہیں اور اب تک ہیں، اگرچہ میں نے انہیں ہر طرح سے اس کی ترغیب بھی دی، تو انہوں نے جواب دیا کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں ہے، ان کا وہی جمال خوشی اور رنج معنوی دیکھنے والوں کو ان کی بے نیازی معلوم ہوتا تھا۔

منہم عنصر عفت وطہارت، مرکز کرامت وسماحت عن القانتات وفخر الصالحات، مخدومہ عالم، جلیلۃ الملت والدین اُمّ الکرام حضرت **بی بی فاطمہ** طیب اللہ اسمہا وجعل اخص الطاقۃ قسمہا حلیلہ جلیلہ نخستین (یعنی آپ کی زوجہ اوّل)

وہ مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کی والدہ تھیں، ان کے مناقب میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس جلیلۃ القدر نے آپ کے ابتداء احوال سے کمال کی انتہا تک معاون ومددگار رہیں، وہ طریقت کے تمام مقامات ومنازل میں قدم بقدم آپ کے ساتھ رہیں، جس کا کس زبان سے بیان کیا جائے لیکن چونکہ اس رسالہ (زاد المعاد) میں ان کا نام مبارک چند مرتبہ آیا ہے اگر ان کے بعض بڑے بڑے کمالات اور احوال کا مختصر طور پر اشارہ کر دیا جائے تو اس کی البتہ گنجائش ہے۔

اسی بنا پر یہ عرض کی جا رہی ہے کہ وہ جلیلۃ القدر اپنے حسب ونسب کے

Marfat.com

سے ملوک وامراء عالیشان کی بیٹیوں میں سے ہیں اور بادشاہ (اکبر) انار اللہ برہانہ کے حکم پران کی آپ سے مواصلت (نکاح) ہوئی تھی، جب آپ کے باطن حق موطن میں ترک وتجرید کا داعیہ پیدا ہوا تو اس جلیلۃ القدر نے آپ کے ارادہ کے مطابق اپنے بھائی بہنوں سے ترک تعلق کرلیا، پھر دنیاداری کی ساری عظیم حشمتوں کو چھوڑ دیا۔ (ان کے بھائی) تاج سلطنت کے وکیل اور نیابت خاص سے ممتاز تھے، انہوں نے دل سے اپنی کامل رغبت سے فقر و ناداری کی اس خوفناک راہ پر مردانہ وار قدم رکھا اور حضرت خواجۂ آفاق قدس اللہ سرہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہونے کے بعد ان کو بھی ان کے شوہر (خواجہ حسام الدین احمد) جیسا کامل اعتقاد اور بے مثال ارادت حاصل ہو گئی اور وہ بندگی وارادت مندی کے تمام لوازم میں آپ کی ہمدم اور ہم قدم بن گئیں، انہوں نے اپنی املاک، موروثی ومکتسبی مال جو کچھ بھی تھا وہ آپ کی خدمت گاری اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے درویشوں کی ترقی کے لئے نثار کردیا۔

دراصل ان عزیزوں کی معیشت کا انتظام اور آپ کے اوائل ظہور کے زمانہ میں اس کارِخیر میں اس جماعت کی رُکن اوّل صفیہ الملت والدین حضرت آغا جیو یعنی والدۂ حضرت خواجہ اور دوسری رُکن وہ جلیلۃ القدر تھیں جن کو آپ کے ارادہ کی سمجھ میں عجیب قسم کا ادراک اور بہت اچھی بصیرت حاصل تھی، وہ آپ کی تمام خواہشات اور مضمرات باطن میں اور آپ کی تمام حرکات وسکنات کے مطابق کام کرتی تھیں اور آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتی تھیں، چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے بالکل یاد نہیں ہے کہ کبھی انہیں کسی کام میں میری طرف سے تفہیم وتعلیم کی ضرورت پڑی ہو، وہ تمام کام اپنی فہم کے مطابق بطریق احسن انجام دیتی تھیں۔

مختصر یہ کہ اس جلیلۃ القدر نے اپنی تمام عمر شریف آپ کی مرضی کے مطابق، جو کہ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رضا کے موافق ہے، بسر کی۔

Marfat.com

آخر کار انہوں نے سنہ ۱۰۲۲ھ کو بحکم ''اے اطمینان پانے والے نفس! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی'' کو لبیک کہا اور ارواح طیبہ کے ساتھ منسلک ہوگئیں، اِنا للّٰہ وَاِنا اِلیہ رَاجعون ۔آپ ان کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے کہ ان ایام فقر و ناداری میں اس جلیلۃ القدر نے جس ضبط، ربط کے ساتھ منتسبان اور متعلقان کی جس طرح دلجوئی کی تھی وہ جاگیرداری کے دنوں میں بھی کبھی نہیں دیکھی تھی، ان کا وہ کمال درجہ کا تحمل، چشم پوشی، تنگ دلی سے اجتناب اور متعلقین کے ساتھ خشونت کے برابر بھی بے دماغی کا ان سے ظہور ہونے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔

منہم مجمع البرکات، منبع الحسنات والمرأت، واقف مواقف طریقت، عارف معارف حقیقت مخدوم اجل اکرم **شیخ عبدالواحد اجودھنی** علیہ الرحمۃ والغفران۔

ان کا نسب شریف حضرت شیخ کبیر گنج شکر شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی قدس سرہ سے ملتا ہے، ان کے آباء کرام ملک کامل عادل سلطان فیروز شاہ ادام البرکاۃ کے زمانہ میں حضرت دہلی میں پوری جلالت شان اور رفعت مقام کے ساتھ فقراء چشتیہ کے مرجع خلائق تھے، شیخ عبدالواحد، حضرت خواجۂ آفاق قدس سرہ کے ظہور سے پہلے اپنے خاندان کے اعلیٰ درجہ کی مشیخت کے منصب پر فائز تھے اور ارشاد و تعلیم طریقہ، وظائف و اوراد کا شغل بھی فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے ظہور کے بعد وہ کمال انصاف اور نہایت طلب جو کہ ان کی سرشت میں تھی، اس سے قطع نظر کہ ان کے اکابر کی ناموس و مقتدائی اور پھر سن رسیدگی کے باوجود انہوں نے حضرت خواجہ کی علو قدر اور نظارگی جمال سے متاثر ہو کر آپ کے پاس آمد و رفت شروع کر دی، حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ ابتداء میں جب شیخ ہمارے حضرت خواجہ کے دیدار منور کے لئے آتے تو وہ اپنی مشیخت

Marfat.com

کی پوری شان کے ساتھ آتے اور اس کے لوازم بھی ہمراہ لاتے تھے چنانچہ ان کی مسند جو بڑی اعلیٰ قسم کی تھی اور جائے نماز بھی اسی میں لپٹا ہوتا تھا، جو ان کا خادم ان کے پاؤں کے نیچے بچھا دیتا تھا اور وہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کے مقابل اس مسند پر بیٹھتے تھے اور حضرت خواجہ پوری تواضع اور انکساری کے ساتھ ان کے سامنے قالینچہ پر بیٹھتے اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی لیکن بہت کم عرصہ میں ہی ایک ایک کر کے وہ مسند (اور دیگر لوازم) غائب ہونا شروع ہو گئے، دو ماہ کے اندر ہی اس مسند کا نشان تک باقی نہ رہا اور ان میں بڑی عجیب سی طلب کی کیفیت پیدا ہو گئی چنانچہ انہوں نے شیخی کی اپنی رسم کو ختم کر کے باقی سارے فقراء کی طرح تواضع سے کام لینا شروع کر دیا، پھر طریقہ کی تعلیم حاصل فرمائی اور نہایت درجہ کی ترقیاں حاصل کیں۔

میاں شیخ مرتضیٰ جو کہ اطوارِ نجیب کے مالک، حضرت خواجہ کے مخصوص اصحاب اور آپ کے بڑے احباب میں سے ہیں روایت کرتے ہیں، کہ اگر چہ یہ فقیر حضرت خواجہ سے مشرف ہو چکا تھا اور جو شغل آپ نے فرمایا تھا میں اس میں مصروف رہتا تھا، شیخ چند مرتبہ میرے حجرہ میں آئے اور انہوں نے مجھ سے یہ کلمۂ خیر کہا اے بابا اس وقت سے پناہ مانگو اور اگر رابطہ میں فتور واقع ہو اور حضرت خواجہ نے پناہ نہ دی تو وہ وقت ضائع ہو جائے گا اور تم محض برہنہ اور تہی دست ہو کر رہ جاؤ گے خود شیخ بھی اپنی بے نیازی کے دنوں میں یہی صدمہ برداشت کر چکے تھے اور ان کی آرزو کہ وہ اصحاب اور احباب کو اس امر سے آگاہ رکھیں۔

الغرض جب تک حضرت خواجہ بقید حیات رہے وہ آپ کی برکات صحبت سے مستفید ہوتے رہے اور اپنے ظاہر و باطن سے آپ کی محبت پر فدا ہوتے رہے، حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ بعض اوقات کسی سے کسی صاحب جمال خاتون کی طرف متوجہ ہونے کے لئے فرماتے تھے، اتفاق سے شیخ علیہ

Marfat.com

الرحمہ کو اس بات کا علم ہو گیا تو وہ فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ اس فقیر کی اہلیہ کمال صورت سے آراستہ ہے، میں اُسے اپنے سے جدا کر دیتا ہوں، اُسے آپ اپنے نکاح میں لے آئیں، حضرت خواجہ نے ان سے تواضع کی اور شیخ کو اس ارادہ سے منع کیا۔

یہ اُمر مخفی نہ رہے کہ ہندوستان کے اکابر اور مشائخ میں اپنی اہلیہ سے مفارقت ان کے انتہائی اشتیاق اور بڑی بے عزتی کے باعث ہوتی ہے، شیخ کا یہ ارادہ ان کے کمال درجہ کی فدویت کی طرف اشارہ کرتا ہے اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ شیخ کو اپنی اس اہلیہ سے عشق ومحبت کا کمال تعلق تھا، ان کے خاندان میں شیخ کا اس مستورہ سے عشق مشہور ہے لہٰذا شیخ علیہ الرحمہ کی یہ پیش کش ان کے ظاہر و باطن میں صدق کی قوی دلیل ہے۔

حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد ان کی آپ سے کمال محبت واخلاص کی نسبت قائم رہی وہ اپنے تمام اسرار ورموز اور وصیتوں میں آپ کو شریک کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اس دارِ غرور (دُنیا) سے سرائے سرور کی طرف رحلت کی تو آپ بڑے اہتمام سے ان کی اولاد کے احوال کی بہتری اور مشکلات دور کرنے کی کوشش کرتے رہے، آپ نے اپنے طریقہ مختار کے خلاف ان کی اولاد کے لئے ان کے متروکات کی اسناد پر اپنی مہر لگا کر اپنے دستخط خاص سے مزین فرمایا، اس موقع کے علاوہ آپ نے کبھی کسی وثیقہ وتوقیع پر اپنی مہر اور دستخط شریف ثبت نہیں کئے۔

منہم زبدۃ الاذکیا، خلاصۃ الاتقیا، واصل باعلیٰ مراتب العلم والعمل، متہدی یہدی العرفاء الکمل **شیخ نورالدین محمد مشہور بہ نورالحق** سلمہ ربہ

شیخ نورالحق سلمہ اللہ سبحانہ حضرت وارث مواریث نبوی، صاحب ناموس مصطفوی، مقتداء فریقین، راہنمائے طریقین، عنصر المعالی، انوار المحالی حضرت کمال الملت

Marfat.com

والدین ابوالبرکات شیخنا شیخ عبدالحق دہلوی حنفی قادری نقشبندی کے فرزند نجیب اور ولد رشید ہیں، کم سنی سے ہی وہ حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کے ساتھ اخلاص واحترام سے مشرف تھے، وہ آپ کے عزیز ترین اصحاب میں شامل تھے، ان کے والد بزرگوار حضرت شیخنا سلمہ اللہ سبحانہ بھی حضرت خواجہ کے اصحاب بزرگ اور صاحب نسبت احباب میں سے ہیں، ہم (مؤلف) نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس لاحقہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، یہ زبدۃ الاذکیا مذکور عالیشان علماء اور اتقیاء بزرگ کے طور پر ہندوستان کی پہچان ہیں، حضرت شیخ (عبدالحق) کی برکات صحبت اور ملازمت کے باعث حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کی نظر عنایت میں مقبول تھے ان کی وجہ سے درویشوں میں علمی حلاوت جمع ہوگئی ہے، وہ حضرت خواجہ کی خدمت میں ہمیشہ ادب اور اخلاص کی صفت سے متصف رہے کہ علماء ومشائخ کے طبقہ میں اس کی بہت ہی کم مثال ملے گی چنانچہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ میاں شیخ نورالحق جب کبھی بھی ہمارے حضرت خواجہ کی خدمت میں آتے تو وہ نہایت ادب، سکون، حضور اور کامل آگاہی کے ساتھ بیٹھتے تھے، حضرت خواجہ فرماتے تھے کہ مجھے ادب اور وقار میں اس مخدوم پر رشک آتا ہے، وہ اپنے طلب کے ایام میں حضرات مشائخ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے تھے۔

وہ زبدۃ الاذکیا (شیخ نورالحق) اپنی حضرت خواجہ قدس سرہ کے ساتھ صحبت کی سرگزشتیں اس طرح خود بیان کرتے تھے کہ میں نواب جلیل القدر مرتضیٰ خان علیہ الرضوان کے ہمراہ لاہور میں رہتا تھا اور حضرت خواجہ قدس سرہ بھی ان دنوں اسی شہر میں مقیم تھے کہ حضرت دہلی سے میری عمۂ محترمہ کے انتقال کی خبر آئی چونکہ اس مغفورہ کی اس فقیر پر عظیم مہربانیاں تھیں جس کی وجہ سے ان کی رحلت پر مجھے انواع واقسام کے غم اور دُکھ لاحق ہوئے، جس سے تسلی اور سکون حاصل کرنے کے لئے میں حضرت

Marfat.com

خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے دیدار مبارک کے ہوتے ہی میرا اضطراب جاتا رہا، ان عالی حضرت نے میرے ضمیر میں جو کچھ تھا کو جان کر تسلی قلبی کے لئے کچھ بیان فرمایا اور اس کے بعد گفتگو کا یہ سلسلہ تہذیب اخلاق اور خصال کو اعتدال پر رکھنے پر ختم ہوا۔

چونکہ ان دنوں اس فقیر (شیخ نور الحق) نے اس فن کے رسائل پر عبور حاصل کر لیا تھا یہ اس لئے اس موضوع پر اس کے اعلیٰ مطالب عمدہ طریقہ سے عرض کئے، فرماتے تھے کہ اصل کار اس باب میں یہ ہے کہ ایک مہذب اخلاق مرد کو جب وہ محض ایک آدمی ہوتا ہے وہ بہتر اطوار کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ یہ بات سننے کے بعد آپ کی طرف سے مجھے کامل انتباہ نصیب ہوا جس سے ان میں ایک عظیم کیفیت کا ظہور ہوا، جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

ان زبدۃ الاذکیا (شیخ نور الحق) کو خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ فرزندی اور نیازمندی کا تعلق تھا، وہ فرصت کے ہر لحہ میں آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کی مجلس عالی کے فوائد عظیم سے محظوظ اور لذت افروز ہوتے اور پیش آنے والے امور کے موانع اور مکشوفات کے خصائص آپ کی خدمت میں عرض کرتے اور وہ آپ کے اشارہ کے مطابق عمل کرتے، آپ حضرت شیخ (عبد الحق محدث) اور ان زبدۃ الاذکیا (شیخ نور الحق) کے ساتھ کمال درجہ کا احترام، دوستداری، معاونت اور امداد کا سلوک کرتے تھے چنانچہ شیخ سلمہ اللہ سبحانہ نے آپ کو جو اخلاص نامے لکھے ہیں وہ کتاب شواہد الاخلاص میں جمع کر دیئے گئے ہیں ان سے یہی واضح ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کے وجود مبارک اور ان زبدۃ الاذکیاء کو اس دنیا میں آفاتِ زمانہ سے سالم اور محفوظ رکھے۔

منہم مشمول بعنایات اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت میں مسعود، والا ولی اسلم العلماء

Marfat.com

**وا کرم الصلحاء، مخدوم اعزامجد میاں شیخ اللہ دیا انصاری زید برکاتہ**

یہ حضرت مخدوم زادۂ خرد خواجہ سراج الدین محمد کے جد مادری (نانا) ہیں، اپنے آغاز شعور سے ہی اس راہ (طریقت) کے رفیق اور جوانمردوں مثلاً حضرت میاں شیخ بہلول، شیخ حاجی محمد اور شیخ محمود حصاری رحمہم اللہ سبحانہ کے رفیق و مصاحب رہے اور مختلف سلسلوں کے اشغال کی مشق کرتے رہے، جس سے ان کے اندر ''العطش'' کی فریاد پیدا ہوگئی کہ اسی دوران حضرت خواجہ آفاق خواجۂ بیرنگ قدس سرہ کے ظہور کی خبر نے ارباب نیاز کے کانوں کو نوازا اور حضرت میاں کو بھی اس خوشخبری نے شادمان کیا وہ آپ کی ملاقات سے فائز ہوئے اور انہوں نے بڑی عاجزی اور التجا سے اپنا مدعا عرض کیا اور طریقہ کی طلب کی درخواست کی لیکن حضرت خواجہ وقت کی مصلحت کے تحت انہیں قبول کرنے میں متردد تھے یہاں تک کہ ان کا اصرار اور مبالغہ حد سے زیادہ ہوگیا پھر بھی ان کی التجا کے اثر کا ظہور نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک روز حضرت خواجہ کے بعض کامل اصحاب کی ان کو صحبت میسر آئی ان حضرات نے زبان مبارک سے کہا کہ تم خواہ مخواہ تکلیف کیوں اٹھاتے ہوئے اور وقت کیوں ضائع کر رہے ہو کیونکہ ہم نے حضرت خواجہ سے سنا ہے کہ آپ تیرے بارے میں فرماتے ہیں کہ فلاں کی ہمارے طریقہ سے مناسبت کا ظہور نہیں ہوا، انہیں دوسرے سلاسل کے مشائخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جونہی ان کے کانوں تک یہ افسوسناک خبر پہنچی، وہ ان کی مجلس سے الگ ہوئے ہی تھے کہ ان میں عجیب تغیر پیدا ہوا اور انہیں جنون لاحق ہوگیا، وہ اُسی وقت وہاں سے اٹھے اور پورے جوش و خروش سے بے لگام ہوکر حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچے، اتفاق سے اس وقت حضرت خواجہ اپنے اصحاب و احباب کے ساتھ خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، جونہی ان کی نظر آپ پر پڑی، انہوں نے ایک جست لگا کر آپ کے جسم نازنین کو اپنے قابو میں کرلیا تڑپتے ہوئے آپ کے جسم ملک رشک اور لباس کے کسی حصہ کو پکڑ

Marfat.com

لیا، جس سے حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کا پیکر انور در ماندہ ہوگیا، اس وقت حاضر خدمت دوستوں اور درویشوں نے آپ کو ان سے خلاصی دلوانے (چھڑانے) کی ہر طرح کوشش کی لیکن میاں کی کمال دقت اور تنومندی کے باعث یہ ممکن نہ ہوسکا، اس وقت حضرت خواجہ نے فرمایا: اے میاں تمہیں مجھ سے کوئی کام بھی ہے یا نہیں؟ انہوں نے ہندی زبان میں کہا کہ مجھے بس آپ ہی سے کام ہے، تو حضرت خواجہ نے فرمایا۔ اے میاں تم میرے دونوں ابروؤں کے درمیان دیکھو، جونہی انہوں نے اپنی آنکھیں عالی حضرت کی حاجبین کی طرف کھولیں تو اُسی وقت دیوانگی جاتی رہی اور پورے ادب و شرمساری سے اپنے ہاتھ آپ سے ہٹالئے، اس کے بعد کمال خواہش اور حیا کے ساتھ خدمت بجالاتے اور آپ کی صحبت کی برکات سے مستفید ہوتے رہے، انہیں دنیا کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اہل دنیا کے اطوار سے بیگانگی میں تمام اصحاب سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح انہیں آخرت کے غوامض کا پورا فہم اور عبودیت کے مصالح کی کامل شناخت ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت میاں کو اس مکمل سادگی اور معیشت کے اطوار سے بیگانگی کے باوجود خانگی اُمور کے انتظام اور زندگی کے مصالح کی تدبیر کا عجیب وغریب ملکہ رکھتے تھے کہ اس سے بہتر اس دنیا کے کام میں بد اور نیک کی تمیز مشکل ہے، ایسا بہت مرتبہ ہوا ہے کہ وہ شہر کے حاکم کا نام اور بازار کے بھاؤ تک نہیں جانتے تھے، انہیں دنیا کی صرف اس قدر خبر تھی کہ وضو کے لئے گرم پانی مہیا کرنا چاہیے اور مہمان و مسافر کے لئے زاید کھانا حاضر رکھنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ حضرت میاں اس وقت کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں اور اس وقت کہ وہ بوڑھے ہوچکے ہیں اور ان کی نظر میں مکمل طور پر فتور پیدا ہوچکا ہے۔ تلاوت قرآن مجید کو جوان کی عادت ہے، کی بجائے ہر روز خانقاہ میں موجود بعض صلحاء

Marfat.com

میں سے کسی سے کلام پاک کی سماعت اپنا وظیفہ بنا چکے ہیں اور وہ یہ کار خیر بلا ناغہ انجام دیتے ہیں، (ذکرواذکار) میں مصروفیت اور مراقبات اس کے علاوہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، حق دار کو اس کا حق ملے۔

منہم عزیز الوجود، عالم صدق وراستی، فرد عدیم النظیر، صاحب منقبت بی باسیتی و بے خواستی، حدید النظر، معرفت وشہود کے موطن اور وحدت الوجود کے قائلین میں مفتخر، شیخ البارع متورع **میاں شیخ مرتضیٰ سنبلی**

(حضرت میاں) قوم بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے قبیلہ کے افراد دوآب و دہلی کے درمیان علم وفضل اور اطاعت وعبادت اور فہم وفراست کے باعث جانے جاتے تھے، خاص طور پر ان کے والد گرامی جناب میاں شیخ مصطفیٰ علیہ الرحمہ جو کہ صفا، لطافت حال اور بلند مشربی کی وجہ سے ہندوستان کے متاخر مشائخ میں ممتاز و مستثنیٰ تھے۔

مخدومی میاں شیخ مرتضیٰ کہتے تھے میرے والد بزرگوار کے ظاہر و باطن کا حسن اور زندگی کی پاکیزگی میری آنکھوں اور ذہن میں اپنا مقام بنا چکی تھی اس لئے میں ان کے سوا کسی کو درویشی کے مقام کے لئے مسلم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا، میں نے اپنی عقیدت و ارادت کا رشتہ ان کے ساتھ قائم کرلیا اور پھر دوسرے مشائخ سے بے نیاز ہوگیا، لیکن ان کی رحلت کے بعد میرے دل میں مایوسی اور ناامیدی پیدا ہوگئی اور میں نے رشد وترقی سے منہ موڑ کر نوکری کرلی اور نواب سعید خان اور مخصوص خان کی مصاحبت میں رہنے لگا، یہاں تک کہ ایک سفر میں مجھے حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، اس پہلی نظر میں ہی میں آپ کی محبت کا شکار اور جمال باکمال پر فریفتہ ہوگیا اور والد گرامی کے وصال کے بعد جو غلط زعم میرے دل نشین ہوگیا تھا وہ رفع ہوا لیکن اس موقع پر بعض موانع کے باعث میں حضرت خواجہ کی خدمت

Marfat.com

کا التزام نہ کر سکا۔

آخر کار میں نے بہت جلد امراء کی صحبت منقطع کردی اور آپ کی صحبت اختیار کرنے کا احرام باندھا، آپ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس نامراد کی حاضری کو حسن التفات بخشا اور شغل رابطہ کی تلقین فرمائی، بہت کم وقت میں ہی مذکورہ شغل نے اس طور پر غلبہ اختیار کیا کہ میں جس طرف نظر اٹھاتا تو میں صرف آپ کی صورت مبارک ہی دیکھتا تھا اور دن رات وہی صورتِ لطیف اس فقیر کے شامل حال ہوگئی، جب اس طرز پر ایک مدت گزر گئی تو مجھ میں یکا یک ایک تبدیلی واقع ہوئی اور اس فقیر سے وہ صورت شریف جدا ہوگئی جس سے اس فقیر کے باطن کو اس قسم کے غم نے گھیر لیا کہ میں کامل اضطراب کے عالم میں آپ کی خدمت میں پہنچا، اللہ پاک کی کبریائی کے وہاں مشاہدہ کے بعد اس نازک وقت میں زبان گنگ ہوگئی تھی اور میں وہاں بالکل خشک (بے بس) ہوکر کھڑا رہا، اس دوران حضرت خواجہ قدس سرہ نے مہربانی فرماتے ہوئے اس نازک وقت میں میری حاضری کا سبب دریافت فرمایا، تو اس فقیر نے اپنی شکستہ زبان اور بے قابو دل سے آپ کی صورت مبارک کے جدا ہونے کا عرض کیا، جس پر آپ نے آہستہ اور نازک اُدا کے ساتھ فرمایا کہ جدا نہ ہوتی تو اور کیا کرتی؟ اس نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔

الغرض اس وقت آپ نے اس فقیر کے کام پر نظر فرمائی اور مشغولی کا دوسرا سبق اس فقیر کو دیا، یہاں تک کہ اُن مخدوم کی روایت تھی۔

مختصر یہ کہ حضرت میاں، حضرت خواجہ کے اکابر اصحاب میں سے ہیں اور آپ کے نزدیک ان کی پوری قدر و منزلت ہے، حضرت خواجہ بیرنگ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ان کے لئے خلعت خلافت کا ارادہ فرمایا کہ آپ نے داعیٔ حق کو لبیک کہا، اس فقیر (مؤلف) نے ایک معتمد علیہ سے یہ سنا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے

Marfat.com

ان کے لئے دوائر مقامات کمال وتکمیل تک اپنے خط خاص میں تحریر فرمایا ہے
اپنے بعض اکابر اصحاب اور کمل خلفاء کے مقامات اس میں درج فرمائے ہیں
ان اصحاب سے مراد حضرت میاں اوران جیسے احباب ہیں۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے بعد ان عالی قدر نے اپنی نسبت سے الگ ہوکر نامرادی کے گوشہ میں قابل تعریف خمول (خاموشی) میں بسر کی اور تسلیم ورضا کے مقام پر مضبوطی سے قدم جمالئے، حوادث اور صدمات ومصائب ان کے وقت شریف میں فتور نہیں ڈال سکتے تھے وہ ساری عمر کبھی وظیفہ خور نہ ہوئے، ان پر عجیب قسم کی غربت اور ایسے بڑے بڑے مصائب آئے کہ جن سے اکثر بنی نوع انسان کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لیکن وہ تسلیم ورضا کے ساتھ ہی خوش رہے، انہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کے اکابر خلفاء سے دوستی راس آ گئی تھی، ان کی تمام تر صحبت حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے تھی، وہ ہر سال یا دو تین سال بعد حضرت خواجہ کی تربت مطہر کی زیارت اور آپ کے دیدار انوار کا اقتباس کرنے کے لئے دہلی آتے تو انہیں آپ کی صحبتوں اور خلوتوں میں بیٹھنا نصیب ہوتا، پھر رخصت ہو جاتے۔

ان کی آپ کے ساتھ محبت کی یہ دلیل ہے کہ جب آپ آخری مرتبہ اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے اور اُسی شہر میں آپ نے عالم قدس کی طرف انتقال فرمایا تو وہ عالی منقبت آپ کے دیدار کے شوق سے مغلوب ہوکر اپنے وطن مالوف سے اکبر آباد تشریف لے گئے، وہ چند روز آپ کی خدمت میں رہے جہاں وہ آپ کے ضعف قواء اور بدنِ مبارک کی نحافت سے متاثر ہوکر بیمار ہوگئے، اُسی مرض میں انہوں نے آپ سے اجازت لی اور اپنے وطن (سنبھل) کی طرف رجوع کیا گویا وہ آپ کی رحلت کے وقت کی قربت سے آگاہ ہوگئے تھے، اور مفارقت کے خیال سے انہوں نے یہ سفر اختیار کیا، اللہ سبحانہ کی اس پر حمد اور احسان ہے کہ وہ عالی منقبت کہ اس وقت سنہ ایک

Marfat.com

ہزار چوالیس کا وسط ہے اور وہ زندہ وسلامت ہیں، وہ شخص خوش نصیب ہے جو آپ کی خدمت میں باریاب ہوا اور آپ کی نظر میں مقبول ہو کر اخلاص مند ہوا۔

منہم نقاوہ امتزاج ولایت وکرامت، نوبادہ ایتلاف نجابت وشہامت، مسالک شارع کم آمیزی...... نتیجۃ الکرام **میاں شیخ نعمت اللہ** اطال اللہ بقاہ

میاں نعمت اللہ ہندوستان کے بڑے مخدوم زادوں میں سے ہیں، ان کے آباء کرام نسل درنسل مملکت پورب میں مشیخت کی مسند پر آراستہ اور خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہیں، میاں شیخ، حضرت شیخ قطب عالم دہلوی کے خاندان کی ایک عفیفہ کے نکاح کے موقع پر (دہلی) آئے اور وہ اس وقت کم سن تھے اور محض اس تقریب میں شرکت کے لئے دہلی پہنچے تھے اور اس مہم کے انعقاد سے پہلے ہی وہ دہلی میں موجود تھے اس دوران وہ حضرت شیخ رفیع الدین کی رفاقت میں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کی خدمت میں آئے تو آپ کے دیدار کے انوار ان کی آنکھوں میں سما گئے اور آپ کی محبت ان کے ضمیر مطہر کے بقیع (قابل کاشت) میں جڑ پکڑ گئی، حضرت خواجہ حسام الدین فرماتے تھے کہ اس حال کی ابتداء میں جب میاں شیخ نے ہمارے حضرت خواجہ کی خدمت میں آمدورفت شروع کی تو وہ عمدہ لباس، دستار اور عبا شانہ جامہ زیب تن کئے ہوئے، عطر میں معطر ہو کر سرسبز اور رنگین لباس میں آتے تھے، مجھ سے خود کہتے تھے کہ آج یا کل کی بات ہوگی کہ اس بزرگ زادہ کی ساری رعنائی اور نازنینی دُور ہو جائے گی اور وہ عریاں وبریاں ہو جائیں گے، چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ وہ رنگِ شکستہ میں ظاہر ہوئے اور ان کے شوخ لباس نے دوسری شکل اختیار کرلی، پھر انہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا اور آپ کے اصحاب میں داخل ہو گئے جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

حضرت خواجۂ آفاق خواجہ بیرنگ قدس سرہ کے بہت سے تصرفات انفسی میں

Marfat.com

سے ایک یہ ہے جو راقم حروف (مؤلف) نے میاں شیخ نعمت اللہ طال بقاہ سے سنا ہے، وہ یہ ہے، وہ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ کی ملازمت کے زمانہ میں اس فقیر پر ایک عجیب قسم کی قبض طاری ہوئی، جو دوسری قبضوں کے مقابلہ میں زیادہ طویل ہوگئی کہ اس اثناء میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس مخلص کو ایک خدمت کے لئے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم گاہ شریف میں بھیجا اور اس روز اس قبض نے مجھ پر اس حد تک غلبہ کیا کہ میری حالت میں ایک مخمصہ پیدا ہوا کہ میں نے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہا، یہاں تک کہ میں ایک کنویں کے قریب پہنچا اور اس میں کود جانا چاہا کہ اسی اثناء میں عالی حضرت کی صورت منور نے اس فقیر پر اپنا سایہ التفات فرمایا تو آپ کے چہرۂ مبارک کے مشاہدہ سے ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوا، پھر میں اس کام سے واپس آ گیا، اس کے بعد میں جب حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں انواع و اقسام کے التفات اور اختصاص سے مشرف ہوتا رہا۔

مختصر یہ کہ وہ آپ کے ان اکابر اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے آپ سے خلافت حاصل کرنے کی ایک قسم کی اہلیت پیدا کر لی تھی لیکن حالات کی عدم موافقت کے باعث ایسا نہ ہو سکا لیکن حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس کے وصال کے بعد انہیں حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے بڑی عجیب قسم کی محبت اور تعلق پیدا ہو گیا، اس طرح وہ دائمی طور پر آپ کے ہم رازوں، ہم زبان، ہم وضع اور ہم مشرب ہو کر تمام اختیارات شاقہ میں آپ کی موافقت کرنے لگے اور آپ کو بھی ان سے بڑی محبت و اُلفت ہوگئی، پھر وہ اس اَمر سے وابستہ ہوگئے طریقت کے طالبوں کے ارشاد و رہنمائی کے لئے خود کو پابند کر لیا، اس سے ان کی خلق خدا کے ساتھ کم آمیزی اور مشیخت کے مراسم سے بے سروبرگ ان کی سرشت میں مرکوز ہوگئی، جسے انہوں نے قبول نہ کیا، اس کے صرف چند سال بعد ہی وہ اپنے والدین کریمین اور دیگر اعزہ سے ملاقات کی غرض

Marfat.com

سے اپنے وطن تشریف لے گئے، آپ نے انہیں اس جدائی اور مفارقت میں خطوط لکھے جن میں آپ نے انہیں محبوبیت سے یاد کیا اور خود کو ان کا شائق اور محب ظاہر کیا چنانچہ آپ نے انہیں جو مکاتیب لکھے ان میں یہ شعر بھی درج فرمایا تھا۔

منم عاشق مراغم ساز وار ست　　　تو معشوقی تراغم چکار است

مختصر یہ کہ حضرت میاں نے ایک عرصہ تک مملکت پورب کی سیر و سیاحت اور قدیم مشائخ کے مزارات کی زیارت کی، انہوں نے اس سفر کے دوران بعض صادقین و مخلصین کو اس طریقہ کی تعلیم سے بھی مشرف کیا، موصوف آپ کی رحلت کے سال (۱۰۴۳ھ) اس افسوسناک واقعہ پر اکبر آباد تشریف لائے وہاں آپ کا دیدار کیا، اس کے چندروز بعد وہ اپنے اعزہ کے مستقر اصلی یعنی دہلی تشریف لے آئے اور وہ ہر ہفتہ میں چند مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے آستانہ منورہ کی زیارت کے لئے آتے اور اس محلۂ مبارک اور اس کے ساکنین کی صحبت کی برکات سے مستفید ہوتے اور وہاں کے درویشوں سے بھی مشرف ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا کرے، اور اس فقیر کو بھی ان کے متبرک جوار میں محفوظ و مامون رکھے، بمنہ وکمال کرمہ

منہم صاحب راز حضرت خواجہ، صحیفۂ اسماء اہل اختصاص، دیباچۂ برکات صحبت خاص و آداب آموز اہل عقیدت واخلاص، مراتب سیادت کے مرتبہ جلیل سے متصف **میر سید احمد زید برکاتہ۔**

میر سید احمد ہندوستان کے بڑے مخدوم زادوں میں سے ہیں، ان کے اکابر و اجداد مملکت پورب خصوصاً بلاد لکھنو میں جو کہ سلاطین شرقیہ کا دارالملک رہا تھا، میں مشیخت ومقتدائی کے مرتبہ پر فائز رہے تھے، موصوف اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کی غرض سے اپنے وطن مالوف کی اُلفت کو چھوڑ کر ظاہری و باطنی سعادت حاصل کرنے کیلئے دہلی پہنچے، یہاں آکر وہ حضرت شیخ قطب عالم کی خدمت میں رہ کر تحصیل میں مشغول ہو گئے، ان کے

Marfat.com

انہی ایام میں حضرت خواجہ نے دہلی میں ورود فرمایا اور حضرت شیخ مذکور کی خانقاہ میں کچھ عرصہ قیام کیا، ان دنوں حضرت میر کو حضرت خواجۂ بیرنگ قدس سرہ سے محبت کا رابطہ قائم ہوا، اس کے بعد کہ جب حضرت خواجۂ عالم خواجہ احرار قدس سرہ کی روح مطہر کے اشارہ سے سمرقند کے سفر پر روانہ ہوئے تو حضرت میر مخدوم زادہ عالی نژاد میاں شیخ رفیع الدین علیہ الرحمہ کہ جن کا ذکر ابھی ابھی گزر چکا ہے اور میرزا (نواب مرتضٰی خان فرید بخاری) کے ساتھ نسبت و اُلفت پیدا کر کے لاہور تشریف لائے اور جہاں وہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے آشناہ ہوئے چونکہ آپ اس وقت تک حضرت خواجہ سے عقیدت و اخلاص سے مملو ہو چکے تھے اس لئے حضرت میر بھی آپ کے ساتھ ہی ان حضرات میں شامل ہو گئے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے قدم میمنت لزوم کے منتظر اور لاہور میں ٹھہرے ہوئے تھے یہاں تک کہ حضرت خواجہ قدس سرہ (خلافت یاب ہوکر) اشارات غیبیہ کے تحت واپس ہندوستان آ گئے اور اپنے لقاء مبارک سے تشنگان کو سیراب کیا، اس وقت حضرت میر کے دل سے علم کی طلب کا خیال محو ہو گیا اور وہ حضرت خواجہ کے دامن صحبت کو مضبوطی سے تھام کر اس طریقہ میں داخل ہو گئے، انہیں عجیب وغریب احوال و کیفیات میسر آئیں، انہیں تمام اصحاب میں سے حضرت خواجہ کی محرمیت، ندیمی اور ہم کلامی کا اختصاص حاصل ہوا اور حضرت خواجہ کی عنایت کی برکات سے ان کے باطن کی آنکھیں اتنی کھل گئیں کہ بہت تھوڑی سی توجہ سے کافہ اصحاب کے اسرار اور پوشیدہ احوال سے مطلع ہو جاتے تھے، انہیں قدیم مشائخ کی ارواح طیبہ کا کشف بھی حاصل ہو گیا تھا۔

مجھے ثقہ راویوں سے یہ بات سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کبھی کبھی انہیں امر فرماتے تھے کہ خانقاہ جا کر وہاں کے اصحاب کے فرداً فرداً احوال معلوم کر کے مجھے بتاؤ وہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے حکم پر خانقاہ جاتے اور تھوڑی دیر اصحاب

Marfat.com

کے حلقہ میں بیٹھے، اصحاب کے احوال کو اپنے ادراک میں جمع کر کے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے۔

یہ بھی تواتر کے ساتھ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب حضرت خواجہ اپنے ضعف کے باعث حضرت قطب الاولیاء خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ (کے مزار) کی زیارت کے لئے نہیں جاسکتے تھے تو آپ اپنے بعض پیغامات حضرت میر مذکور کے حوالہ فرما کر انہیں بھیجا کرتے تھے، وہ اس مرقد منور کی زیارت سے مشرف ہوتے، کچھ دیر وہاں مراقب بیٹھتے اور ان پیغامات کے جواب حاصل کر کے حضرت خواجہ تک پہنچاتے۔

مختصر یہ کہ حضرت میر کے بارے میں یہ اتفاق ہے کہ وہ حضرت خواجہ کے صاحب اسرار ہیں اور آپ کی خاص خلوتوں میں جہاں کسی کو حاضر ہونے کی مجال نہیں تھی وہ بلا اجازت جاسکتے تھے، آپ کے اصحاب کی اکثر پریشانیاں اور مشکلات انہی کی وساطت سے آپ کے سمع عالی تک پہنچتی تھیں، حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد حضرت میر نے ایک عرصہ حضرت خواجحسام الدین احمد کی صحبت میں گزارا، پھر انہوں نے اپنے وطن شریف کی طرف رجوع کیا، وہاں جا کر انہوں نے سنت پر عمل کرتے ہوئے نکاح کیا اور صاحب اولاد ہوئے، آج ۳۲ سال ہوئے ہیں کہ حضرت خواجہ کی رحلت کے الم ماتم زدگی سے زندگی گزار رہے ہیں جیسا کہ ان کی طبیعت کا جز تھا ان میں سے خوشی ختم ہو چکی ہے، صرف آپ سے ملاقات کے موقع پر کبھی ان سے مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔

موصوف ہر دو تین سال بعد اپنے وطن مالوف سے جو دہلی سے اڑھائی سو میل کی مسافت پر ہے آتے اور حضرت خواجہ کے مشہد منور کا طواف اور آپ کی زیارت کے لئے آتے ہیں، کچھ عرصہ آپ کے دیدار کو دواء المسک کی مانند اپنے خفقان کو تسکین دے کر اپنے وطن کی طرف رجوع فرماتے ہیں وہ ہمیشہ آپ کی توصیف اور مدح میں

Marfat.com

رَطب اللسان رہتے ہیں۔

اس فقیر (مؤلف) نے حضرت میر کی زبان حق ترجمان سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نے بارہا یہ فرمایا تھا کہ ہم نے خود کو مشیخت کے احکام کا چندروز کے لئے صرف اس بدخشی (خواجہ حسام الدین احمد) کے لئے پابند کیا تھا اور یہ سارا درِ سرہم نے اس جوان آدمی کے لئے اختیار کیا ہے، ورنہ ہمیں تو دوسرے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔"

یہ بات بھی حضرت میر کی زبانی سنی ہے کہ حضرت خواجہ نے اپنی زندگی کے اواخر حال میں خواجہ حسام الدین احمد کو پیغام بھیجا تھا کہ ہمارے ناقابل علاج امراض نے ہمارے سر، دماغ، فرصت اور فراغت کو صحبت سے دُور کردیا ہے لیکن ان کی سرشت میں جو بیج بودیا ہے، اس تخم کی تربیت اور آبیاری کے لئے میری آنکھیں تمہاری منتظر ہیں تم خود اس امر سے دریغ نہ کرنا جس پر آپ نے بہت تواضع کے ساتھ اس کام سے معذرت کی اور اس حکم سے معذوری ظاہر کردی، ظاہری طور پر اس بات سے حضرت خواجہ کی خاطر اقدس پر قدرے ملال ہوا، اسی روز آپ کو پیچش، دردِ شکم اور اسہال خون و بلغم کا عارضہ ہوا، آپ دس بارہ روز تک اس تکلیف میں مبتلا رہے اور آپ نے اس حال کی کسی کو اطلاع نہ دی، مذکورہ مدت گزرنے کے بعد جب اس مخلص (حضرت میر) کو اس کی خبر ہوئی تو میں نے آپ کے مذکورہ ضعف کی خبر حضرت خواجہ کو دی، حضرت بہت متوجہ ہوئے آپ کو طلب فرمایا اور ان کے بارے میں بڑی مسرت کا اظہار کیا، آپ کے سامنے کانسہ جوغرات رکھا اور کھانے کا حکم دیا، آپ حکم بجالائے اور اسے کھانا شروع کردیا پھر اس ضمن میں آپ پر بڑی عنایات فرمائیں اور فرمانے لگے بہت اچھا کیا کہ خود کو اس عظیم دردِ سر سے بچالیا، حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ نے بھی اس زینہ پر قدم نہیں رکھا تھا، اس سے اور کیا بہتر ہے کہ کس کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دو اگر کسی کو فائدہ پہنچتا ہو تو پہنچاؤ۔ (الحدیث)

Marfat.com

یہ روایت بیان کرنے کے بعد حضرت میر نے اپنی آنکھیں پرُنم کرلیں اور فرمانے لگے کہ اس دور میں پیری ومرشدی کے کامل وصف سے متصف حضرت خواجہ جیسا کوئی نہیں ہے اور اسی طرح مریدی میں بھی حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی طرح اور کوئی نہیں ہے۔

الغرض حضرت میر جیسا کہ وہ حضرت خواجہ کے عہد میں صاحب سِر اور محرم خاص تھے، اسی طرح آپ کے زمانہ میں بھی جہاں کہیں آپ تشریف لے جاتے تو وہ ندیم اور ساتھی کے طور پر ہمراہ ہوتے تھے، آپ کی رحلت کے سال (۱۰۴۳ھ) جب انہیں اس ہولناک واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ طویل مسافت طے کر کے لکھنو سے اکبر آباد پہنچے، چند روز آپ کی صحبت گرامی میں رہے اور پھر آخری مرض کے لاحق ہونے سے پہلے آپ سے اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔

آپ کے وصال کے ایک سال اور چند ماہ بعد وہ دوبارہ ان حضرات یعنی حضرت خواجہ اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے مرقدین منورین کے طواف کی نیت سے دوسو پچاس کروہ کی مسافت کا فاصلہ شدید بیماری مثلاً دائمی بخار، دردِ کمر اور آنکھوں کے ضعف کے باوجود طے کیا اور دہلی تشریف لائے اور ان سعدین سعیدین کی تعزیت کی، دو تین ماہ ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان فقراء کو دوبارہ ان کے دیدار کی سعادت سے مشرف فرمائے اور ان کا وجود شریف اس دنیا میں تادیر رہے۔ بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔

منہم فریدِ عصر، وحیدِ دہر، منفردِ وصف انقطاع وتفرید، دائم النظر الی الجبروت

**سیدی میر محمد زاہد ہروی** طال بقاہ

ان کے بزرگ خطۂ پاک ہرات میں نیک ذاتی، جوانمردی اور علم وفضائل کے باعث پہچانے جاتے تھے، ان کے جد شریف، حضرت بادشاہ مغفور جنت آشیانی

Marfat.com

(ہمایوں) کے لشکر کے ساتھ ایران سے ہندوستان آئے تھے اور اس معظم بادشاہ کی محفل عالی میں اور امراء کامگار کے ہاں اپنے علم و فضل کے لئے معزز اور جلیل تھے۔

حضرت عرش آستانی (اکبر) کے عہد میں ان کے والد اور چچا فضائل اور سنجیدگی سے آراستہ تھے وہ نواب منعم خان کے مصاحب تھے، ان کا خاندان اپنے عہد میں علماء و فضلاء کا پشت پناہ اور صلحاء و فقراء کو نوازنے والا تھا، وہ عزت و احترام کی زندگی بسر کرتے تھے اس خانِ عالیشا کی وفات کے بعد انہوں نے نواب زین خان کوکلتاش کی صحبت اختیار کر لی اور فضیلت و دانائی سے آشنا ہیں۔

جناب میر کو صرف پندرہ سال کی عمر میں لشکر کی ملازمت ترک کرنے کی توفیق ہوئی اور وہ حضرت خواجہ کی صحبت مبارک میں پہنچے، حضرت خواجہ قدس سرہ ان پر خاص نظر عنایت اور التفات فرماتے تھے، اپنے انتہائی ذوق انقطاع اور اس معاملہ میں بہت اہتمام و کوشش کے باعث انہیں اس کم سنی میں ہی تصفیہ و تزکیہ حاصل ہو گیا تھا۔

ان کے جملہ اوصاف میں سب سے بڑی منقبت یہ ہے کہ انہیں حضرت خواجہ کی رُخصت (بسوی سمرقند) کے دوران آپ سے چند ساعت کا حضور میسر آیا تھا، اس دوران انہوں نے اپنے ہاتھ حضرت خواجہ کے قدم کی طرف بڑھائے تاکہ وہ آپ کے پاؤں مبارک کی مالش کریں، حضرت خواجہ نے ان کی سیادت کے احترام سے اپنا پاؤں شریف کھینچ لیا، پھر اپنا دست حق پرست ان کے ہاتھ میں دے دیا وہ اس نیک ساعت میں آپ کا ہاتھ مل رہے تھے، اس وقت جس نسبت کا ظہور ہو رہا تھا وہ دوسری تمام نسبتوں کے مقابلہ میں عنایات کے اعتبار سے خاص امتیاز رکھتی ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے بعد حضرت میر مدت دراز تک حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے مصاحب، ہم نشین اور آپ کی صحبت نور آگیں میں رہے، اور طریقہ عُلیہ (نقشبندیہ) کی مشق جاری رکھی، آپ کے اصحاب میں سے وہ سب سے

Marfat.com

زیادہ عیالدار تھے، اس طرح سخت قسم کے فقر اور شدید محنتوں کے باوجود ان کے وقت شریف میں کسی قسم کا فتور اور خلل ہرگز واقع نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ ہمیشہ قناعت کی صفت کے ساتھ استقامت کے مقام پر رہ کر اپنے کام میں مشغول رہتے تھے۔

ان کی ایک معمر والدہ ماجدہ، چند جوان بیٹے جو بیویاں اور بچے بھی رکھتے تھے ان کے چند چھوٹے بچے، زوجہ اور کنیز بھی تھیں جو بہت کم معیشت میں گزر اوقات کرتے تھے۔

جناب میر آپ کی خدمت میں عجیب ناز برداری اور اپنی منفرد تنگ دماغی کا بھی اظہار کرتے تھے، وہ اکثر بغیر کسی وجہ بلکہ بغیر کسی سبب کے آپ سے آزردہ رہتے تھے، یہ بھی قابل ذکر ہے کہ وہ اپنے معاصر مشائخ میں سے آپ کے سوا کسی کے سامنے سر نیاز نہیں جھکاتے تھے۔

اب ایک ماہ ہوا ہے کہ وہ سفر حجاز کے ارادہ سے دہلی سے اکبر آباد کے لئے روانہ ہوئے ہیں، اس کا آخر کیا انجام ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ان کا معاون و مددگار ہو۔

منہم صاحبِ نسبتِ انجذاب خاص، محسوب من اخص خواص، سالک مجذوب، مختص باکمال موہوب **میاں شیخ یعقوب** علیہ الرحمۃ

موصوف قصبہ تھانہ جو کہ دوآب کے آباد علاقوں میں سے ہے، کے شیخ زادہ ہیں، ابتدائی عمر میں ہی طالب علمی کے ارادہ سے اپنے وطن سے ہجرت کر کے لاہور پہنچ گئے اور اس بلدۂ معظمہ میں مخدوم معظم شیخ جمال تلوی کے حوزۂ درس میں شامل ہو گئے، بہت ہی کم عرصہ میں مولویت کے درجہ عالی پر پہنچ گئے اور اُسی بلدۂ مبارک میں حضرت خواجہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیا، پھر طریقہ کی تعلیم حاصل کر کے بلند احوال اور مقامات ارجمند پر فائز ہوئے، اس طرح اپنی اعلیٰ استعداد کے باعث حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کے مشرب خاص سے بہرہ مند

Marfat.com

ہوئے، وہ کبھی کبھی آپ کی ظاہری معیشت جس کا تعلق صرف آپ کی ذات شریف سے ہوتا تھا کی خدمت پر بھی مامور کیے جاتے تھے چنانچہ آپ کے اواخر حال میں باورچی خانہ میں کھانا پکانے کی خدمت جو ہمیشہ سے ولی نعمت والدۂ ماجدہ حضرت خواجہ انجام دیتی تھیں، ان کی کوفت کو قدرے کم کرنے کے لئے یہ کام میاں شیخ یعقوب کے سپرد کیا گیا لیکن چند روز کے بعد حضرت والدہ سے یہ خدمت واپس لے لینے کے باعث ان کے رنجور اور غمزدہ ہونے کی وجہ سے انہیں یہ خدمت پھر سونپ دی گئی۔

میاں شیخ اپنی زکاوت فہم اور متانت ادراک کے وصف سے تمام اصحاب میں منفرد تھے اور تمام احباب میں وہ سب سے زیادہ فہیم وذکی تصور کیے جاتے تھے، حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ ایک روزہ حضرت خواجہ ایک تقریب میں ان کے کمال فہم اور رسائی عقل کی تعریف کر رہے تھے، حاضرین مجلس میں سے بعض حضرات نے مبالغہ سے کام لیا، حضرت خواجہ فرمانے لگے اور انہیں اُسی وقت بلایا تا کہ ان کے فہم کی آپ کو بھی خبر ہو سکے، پس آپ نے طلب فرما کر فرمایا کہ اسے ملا جاؤ کہ فلاں شخص کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورۂ یوسف ہے وہ لے آؤ، وہ فوراً چل پڑے، حضرت خواجہ نے اُنہیں کہ ابھی وہ تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ انہیں واپس بلالیا اور فرمانے لگے کہ اے ملا تم نہیں سمجھ سکتے کہ سورۂ یوسف کے حضرت یوسف کے خط میں ہونا محالاتِ عقل میں سے ہے کہ حضرت یوسف تو فرقان مجید کے نزول سے چند ہزار سال قبل فوت ہو گئے تھے، سورۂ یوسف بھلا ان کے خط میں کیسے ہو سکتی ہے؟ انہوں نے سر جھکا لیا اور عرض پرداز ہوئے کہ ہم جیسے بندوں کو جناب کے احکام کی بجا آوری کی غرض ہے ہمیں چون وچرا کی مجال کہاں ہے جو حکم عالی صادر ہوتا ہے ہمیں عقل کے دخل کے بغیر ہی اُسے انجام دینا چاہیے، اس پر حضرت خواجہ نے تبسم فرمایا، اصحاب کی طرف رُخ انور کر کے فرمایا کہ "ملا کی عقل کا کمال معلوم ہو گیا ہے۔"

Marfat.com

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد موصوف حضرت ولی نعمت والدۂ عالی حضرت کے اس قصبہ پر جو کہ انہیں مدد معاش کے طور پر ملا تھا کے اہتمام پر مقرر کیا گیا تھا، وہاں رہے، پھر حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حکم پر وہ تدریس اور افادۂ علمی کی طرف متوجہ ہوئے جس سے درویش آباد قلعۂ فیروزی کے اکثر عالی فطرت نوجوان اہلیت کے درجہ تک پہنچے، وہ اپنے وقت کا کچھ حصہ علمی افادہ میں بھی بسر کرتے تھے، دن اور رات کے اکثر اوقات وہ شغل باطن میں گزارتے تھے، وہ اکثر راتوں کو عشاء کی نماز کے بعد فجر تک خانقاہ کے مختلف طبقوں کا مُدور چکر لگاتے ہوئے پروردگار کے ذکر میں مشغول رہتے تھے، وہ سفر و حضر میں آپ کے ہمرکاب رہتے تھے، انہیں ایک لمحہ کیلئے بھی آپ کی جدائی میں قرار نہیں ملتا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے حضرت خواجہ کے وصال کے ساتویں سال آپ سے اپنے وطن (تھانہ) جانے کی اجازت لی، پھر اُسی سال وہ اپنے وطن میں ہی جوار رحمت ربّ کریم کی طرف انتقال کر گئے، علیه الرحمة والغفران

منہم خاتون خانہ دار، نزہتہ سرائے کشف وشہود، رب ودود کے طالبوں کی ہدایت پر مامور و ماذون، مخدومہ محمودہ صفات **بی بی قطب** سکنہا اللہ فی روضۂ جنان (بی بی صاحبہ) حضرت خلافت مآب عماد الدین میاں شیخ رستم کی والدۂ محترمہ ہوتی ہیں، وہ وقت کی عارفات اور اس زمانہ کی کاملات میں سے تھیں، ابتداء میں انہوں نے انتہائی اصرار کر کے درویشوں، فقراء اور مسافروں کے لئے کھانا پکانے کی ذمہ داری لی اور وہ یہ خدمت بڑے احسن طریقہ سے کامل استغراق سے انجام دیتی تھیں، حضرت خواجہ کے اواخر حال میں وہ اجازت ارشاد سے مشرف ہوئی تھیں کہ اپنے دید قصور کے باعث جو کہ کمال صفا کا صف خاص ہے اس منصب سے علیحدگی اختیار کر لی

حضرت خواجہ بیرنگ کے حین حیات اس امر شریف پر عمل نہ کیا اور حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے حکم شریف کی بجا آوری کے طور پر

Marfat.com

اگر کوئی طالبہ صدقِ اخلاص سے اصرار والتجا کرتی تو اُسے ذکر میں مشغول کر دیتی تھیں۔

خاص طور پر نواب سپاہ سالار بزرگ خان خانان مغفور کے خاندانِ عالی کی خواتین کو حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حکم کے مطابق اپنا کچھ وقت ان خاندان کے افراد کے باطنوں کو منور کرنے کے لئے مخصوص کر دیتی تھیں، انہوں نے اس خان عالیشان کے محرم معلیٰ کی اکثر بنات وخواتین کو اپنی صحبت کی برکات سے مستفید کیا، انہیں معنوی اشغال اور عبادات اطاعات صوری کے ذریعہ راہِ راست پر دالا، (بی بی قطب) کو ارواح طیبہ کو حاضر کرنے اور عالم ملکوت کے کشف پر عجیب قسم کی قدرت حاصل تھی، چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ کی روح مقدس ان کے حال پر دائمی طور پر مہربان ہے اور وہ عزیزہ کوئی کام بھی حضرت خواجہ قدس سرہ کی اجازت کے بغیر شروع ہی نہیں کرتی تھیں......ان کے کمال حال کے صادق ترین شواہد میں سے خلافت مآب عماد الدین حضرت میاں شیخ رستم کا وجود فائض جود ہے انہوں نے اصحاب بصیرت کے مقررہ حکم پر بہت سی ماؤں کے فرزندوں اور ان کے قبیلۂ مادری میں سے ان کے مثل کوئی فرزند جو ظاہری وباطنی آراستگی سے منور ہو نہیں ہوا، زمانہ کے اکثر فرزندوں کو تقدم اور فوقیت دلائی اور ان کے باطن کو بھی منور کیا، اور وہ عزیزہ (بی بی قطب) ہمیشہ ان پر نظر عنایت، توجہ خاص اور اپنی محبت مخصوص سے انہیں نوازتی تھیں، ان کی ظاہری ومعنوی ترقیاتی کا سبب حضرت خواجہ سے شرف صحبت اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے انتہائی لطف کی وجہ اس عزیزہ کی تربیت بھی تھی، ان کی سعی پر اللہ سبحانہ کا شکر ہے اور وہ عزیزہ آپ کے وصال (۱۰۴۳ھ) کے صرف تین ماہ بعد اس دارِ ملال سے حضرت ذی الجلال کے قرب میں انتقال کر گئیں۔

منہم اوحد طریقت وقدوۂ مستہلکین **مولانا احمد لاہوری** علیہ الرحمہ

مولانا حضرت خواجہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں، انہیں حضرت خواجہ بیرنگ

Marfat.com

قدس سرہ کی نسبت سے بہرۂ کامل نصیب ہوا ہے، انہیں انہوں نے جناب احدیت میں ہمہ وقت ربط قلب صحیح رکھا ہوا ہے، اس جہان کی ہر وہ چیز جو بے قرار کرنے والی ہے، سے وہ بے نیاز ہو چکے ہیں، البتہ جب وہ حضرت خواجہ کے ہاں خاص خدمات بجا لاتے ہیں تو ان کی توجہ عالم جسمانیات کی طرف ہوتی ہے تاکہ وہ خدمت کا حق ادا کر سکیں، گویا زیر آسمان وہ صرف عبودیت اور حضرت خواجہ سے ارادت کے سوا کسی چیز سے سروکار نہیں رکھتے اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے بعد وہ اُسی پہلی صفت سے متصف ہو کر اُسی آفتاب احدیت کی شعاعوں میں فنا ہو گئے تھے، یہ حالت حضرت خواجہ کی نسبت خاص اور مشرب مخصوص کا ظل ہے اور انعکاس کے طور پر آپ کے بعض اصحاب پر سایہ فگن رہتا تھا ان میں حضرت مولانا بھی شامل ہیں۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے اپنے اس رسالہ میں جو آپ نے اپنے قلم خاص سے حضرت خواجہ کے مرض رحلت کے بعض احوال پر لکھا ہے، میں تحریر فرمایا ہے کہ جب ہمارے حضرت خواجہ اپنی رحلت کے زمانہ میں عالم سکرات میں اللہ سبحانہ کی رضا کے منتظر تھے، اس وقت حضرت مولانا مذکور اس گھر کے صحن میں خوش وخرم گھوم رہے تھے کہ اتفاق سے حضرت خواجہ کی نظر مولانا پر پڑگئی، آپ نے تبسم فرمایا اور گویا ہوئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری یہ گائے، کس قدر سرخوش اور شاداب ہے کہ گویا آج رات کو ہماری شادی کی دعوت ہو۔

مختصر یہ کہ حضرت مولانا حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح کہ آپ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ (منورہ) میں رہنے کی تاب نہ رکھتے ہوئے ملک شام کی طرف ہجرت کر گئے تھے، اسی طرح دہلی سے لاہور تشریف لے گئے، وہ اسی طرح مجرد حالت میں ہی لاتعلق طور پر گمنامی کے گوشوں میں زندگی بسر کرتے رہے، وہ اپنی ساری عمر میں صرف ایک مرتبہ حضرت خواجہ

Marfat.com

کے مزار کے طواف اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے ملاقات کے لئے دہلی تشریف لائے تھے، پھر کبھی نہ آئے، ان کا یہ عمل بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح ہے کہ جب سے انہوں نے شام میں اقامت اختیار کی ایک دو مرتبہ سے زیادہ مدینہ منورہ نہیں گئے۔

الغرض اسی طرح حضرت مولانا نے لاہور، سلطان پور اور سرہند کے مضافات میں مجرد حالت میں اپنی زندگی کے اوقات بسر کر کے عالم بالا کی طرف کوچ کیا اور اپنے حبیب حضرت خواجہ سے ملاقی ہوئے۔

منہم جلالت نصاب، نجابت ایاب، راسخ قدم در جمیع احوال و اہوال سیادت مآب **میر سید زید** زید کمالہ

میر سید زید ہندوستان کے اکابر مخدوم زادوں میں سے ہیں، ان کے اعزہ میان دوآب کی ولادیت میں صاحب بزرگی و کرامات تھے وہ سلسلہ علیہ قادریہ میں عظمت اور رفعت سے متصف تھے، حضرت خواجہ خلافت یاب ہونے کیلئے ماوراالنہر جاتے ہوئے دوآبہ کے قصبات میں گزرے تو انہیں وہاں حضرت خواجہ قدس سرہ کا دیدار مبارک نصیب ہوا اور پھر وہ آپ کے دوبارہ ہندوستان واپس آنے پر آپ کے دیدار کے اشتیاق میں منتظر تھے، اس انتظار کے دوران انہوں نے آپ کے کمالات حضرت میاں شیخ بہلول قدس سرہ، شیخ حاجی محمد اور جناب شیخ اللہ دیا سے سنے جو کہ ان کے وطن شریف یعنی ساڈھورہ میں آمد و رفت میں رکھنے کے باعث ان سے تعلق رکھتے تھے اور ان اعزہ کو بھی ان کے خاندان عالی شان سے ارادت تھی اور استفادہ بھی کیا تھا۔

الغرض حضرت خواجہ کے (لاہور سے) دہلی تشریف لانے کے بعد وہ سیادت مآب شوق اور طلب طریقہ کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچے، آپ کے طریقہ میں داخل ہوئے اور اس سلسلہ علیہ کی عالی شان نسبتیں حاصل کر کے اپنے وطن کی طرف

Marfat.com

رجوع فرمایا۔

ان دنوں موصوف اپنے اعزہ جو کہ تمام طبقہء قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں، کے برعکس اپنے تمام متعلقین، فرزندوں اور دو تین صادق احوال درویشوں کے ساتھ طریقۂ نقشبندیہ کی مشق میں سرگرم عمل ہیں اور اپنے زمانہ کے آسودہ حال افراد میں شامل ہیں۔

ہر دو تین سال کے بعد موصوف حضرت خواجہ کے عرس کے موقع پر (دہلی) آتے اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں چند روز بسر کرتے، دیگر مخلصین کی طرح وہ بھی آپ کے وصال کے سال (۱۰۴۳ھ) آپ سے ملاقات کا عزم لئے اکبر آباد (آگرہ) جا کر آپ کے دیدار شریف سے مشرف ہوئے پھر آپ سے واپس جانے کی اجازت لے کر اپنے وطن کی طرف مراجعت کی اور ان اوراق کی تحریر کے سال (۱۰۴۴ھ) کہ ابھی اس کے چند مقامات ہی لکھے گئے ہیں، موصوف صحیح اور سلامت (زندہ) ہیں۔

منہم تخت گاہ کشف دریا نوش، مشاہدات کے متوالے، ریاضات ومجاہدات عرش کے مقیم میاں **شیخ موسیٰ** علیہ الرحمۃ

حضرت میاں، حضرت خواجہ کے برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں جو خاص جذبہ سے مشرف تھے، حضرت خواجۂ بیرنگ قدس سرہ کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی عنایت کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور آپ کے جوار سے الگ نہ ہوئے، آپ کی تربیت اور حمایت کے سایہ میں دائمی شغل میں مقید ہو کر نیم لحہ کے لئے بھی ذکر ومراقبہ سے فارغ نہیں رہے، اول سحر سے لے کر آدھے دن تک قبلہ کی طرف رُخ کر کے خانقاہ معلّٰی میں زانوئے ادب سے ساکت اور مراقب حالت میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہتے تھے چنانچہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو نہیں بدلتے تھے، پھر عصر کی نماز سے فراغت تک اُسی مذکورہ حالت میں خانقاہ میں بیٹھے رہتے، انہوں نے اسی

Marfat.com

طریقہ پر اپنی زندگی کے دس سال بغیر کسی ناغہ کے گزارے، اس مدت مذکور کے بعد موصوف رب غفور کی رحمت کے جوار میں چلے گئے۔ (فوت ہو گئے)

ان کی سرشت شریف میں جو خصائص ودیعت ہوئے تھے ان میں امر معروف اور نہی منکر خاص طور پر قابل ذکر ہیں وہ اس سلسلہ میں اس درجہ غلو سے کام لیتے تھے کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا، جب تک موصوف بقید حیات رہے اس مسجد اور خانقاہ میں کسی کو کوئی امر مکروہ یا منکر بجالانے کی مجال نہیں تھی، نغمہ کی آواز، صداء شعر، مجلس گپ اور دُنیا کی کوئی بات اس موضع شریف (حدو قلعہٗ فیروزی) میں پنپ ہی نہیں سکتی تھی یا اس قسم کی کوئی دوسری بات، یا کوئی لایعنی اَمر جوان کی طبع عالی کو مس کرتا تو موصوف پوری سختی اور درشتی کے ساتھ منع فرماتے تھے، اللہ سبحانہ اس کی انہیں جزائے خیر دے۔

منہم دانشمند قوی حال اور جامع العلوم والاحوال **مولانا شیر محمد لاہوری**

انہوں نے اپنی جوانی کے ماہ وسال مملکت پنجاب کے اکابر علماء کی خدمت میں گزارے اور مولویت کی عظیم کیفیات اور کمل علمی فضیلت کے ساتھ حضرت خواجہ کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ کی خدمت میں طریقہ حاصل کر کے مشرف ہوئے، پھر بہت ہی کم عرصہ میں جذبہ کے قہر سے اس قدر مغلوب ہوئے کہ ان میں اور مجانین میں کوئی فرق نہیں رہا اور عرصہ تک ان پر جنون اور دیوانگی کا دور دورہ رہا۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ ان دنوں میں جب مولانا پر انتہائی جنون اور بے خبری طاری تھی تو ان کے حال پر ترس آتا تھا، ان کے ہاتھ میں طب کی کتاب دے دی جاتی وہ اس میں جستجو کر کے اپنے مرض کی فصل نکال کر دے دیتے، جس پر ہمیں بڑا تعجب ہوتا، نیز آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ انہی دنوں کی بات ہے کہ میں دوسرے درویشوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ملا مذکور (شیر محمد) وضع سودائیانہ میں آئے اور مجمع میں آ کر ہمارے قریب ہوئے پھر آہستہ سے یہ کہنے لگے کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس

Marfat.com

بات کا کیا سبب ہے کہ حضرت (خواجہ) ''الوہیت'' کا دعویٰ کیوں نہیں کرتے، یہ سن کر ہم میں سے ہر ایک حیران رہ گیا، میں نے اس بات پر انہیں تنبیہ کی۔ لیکن ملا اُسی طرح اپنی اس بات پر اصرار کرتے رہے اور ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، آخر میں نے اس کا علاج اسی میں دیکھا کہ ملا کو اُس کی حالت پر رہنے دیں اور خود وہاں سے چلتا بنا۔

الغرض اس طرح عرصہ دراز تک ملا اسی مذکورہ عارضہ میں مبتلا رہے یہاں تک کہ انہیں ہوش آ گیا، انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق خود کو درس اور افادہ کا پابند کر لیا اور اس منصب کا حق اَدا کر دیا، ان کی اعظم اور سب سے زیادہ نفع بخش ایجاد مفردات و مزیدات صرف کی گردان ہے اور آپ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے قواعد تعلیلات معتلات کو فن لغات کے مطابق اس طرح مرتب کیا کہ طالبوں کو عربی کتب کے مطالعہ میں اس سے کامل معاونت ملے۔

آپ درویش آباد قلعہ فیروزی میں طالب علموں کے لئے سب سے پہلے اسی میزان اور تعلیلات کی مشق کرنے کا پابند کرتے تھے، اس کے بعد آپ شرح ملا اور شرح وقایہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے، ملا مذکور کا یہ ارادہ بھی تھا کہ فن نحو، معانی، بیان اور منطق کے قوانین بھی گردان کی طرح مرتب کریں کہ اس دوران انہیں دکن کا سفر کرنا پڑا اور اس سفر میں وہ ایسے غائب ہوئے ہیں کہ اب تک ان کا کوئی نشان یا خبر نہیں ملی۔

منہم ارشد اصحاب، اسعد احباب، ثابت جادۂ قویم، قائم صراط مستقیم، مختص بہ فیوض عطائیہ، مواہب لدنیہ، مزینت الخلقہ، خلافتہ الکبریٰ مخدوم اعظم، انجم عماد الملت والدین ابوالمبرات **میاں شیخ رستم** زید برکاتہ

مجھے بعض قابل اعتماد اصحاب سے یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ جناب خلافت مآب اور حضرت شیخ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے اجداء کرام ایک ہی نسب کی شاخیں ہیں اور ان عزیزوں کا نسب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے،

Marfat.com

ان کی قوم کو یہ افتخار حاصل ہے کہ قریش کے قبیلہ میں سے ان سے قدیم کوئی قوم ہندوستان میں نہیں آئی۔

اسی طرح یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض افراد بنواُمیہ کے عہد میں محمد بن قاسم بن یوسف ثقفی برادرزادۂ حجاج کی سربراہی میں جو لشکر فیروزاثر سندھ، ملتان اور پنج آب کی فتح کے لئے آیا تھا، کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے اور آسمان کے ستاروں کی مانند جاہ وجلال کے مالک ان اصحاب کے ساتھ آنے والے سیالکوٹ کے مضافات تک پہنچے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے ملک پنجاب میں اقامت اختیار کرلی تھی، یہ تمام اعزہ اُسی عزیز کی نسل سے ہیں، اللہ سبحانہٗ ہی بہتر جانتا ہے۔

مختصر یہ کہ جناب خلافت مآب (میاں شیخ رستم) ابھی صرف بارہ سال کے تھے کہ حضرت میر عالی منقبت، متعالی مرتبت ارشاد دستگاہی میر محمد نعمان سلمہ اللہ سبحانہ کے ہمراہ آ کر حضرت خواجۂ بیرنگ قدس سرہ کی صحبت سے فائز ہوئے تھے اور اس حکم کے تحت کہ ''خوش قسمت صرف وہ ہے جو والدہ کے بطن سے نیک بخت ہو'' اور اُسی عمر سے ہی انہیں حضرت خواجہ کے ساتھ عجیب محبت کا تعلق پیدا ہوگیا تھا، آپ کے جمال باکمال کے نظارہ پر ہی فریفتہ ہوگئے، پوری کوشش اور مساعی جمیلہ سے آپ کی خدمت میں اپنی طلب کے جوہر کی عرضداشت پیش کی اور پھر طریقہ اخذ کیا، بڑے اُمور اور عظیم احوال پر اپنی نظر ہمت مرکوز کئے رکھی اور اس راہ کے پختہ میوں پر فریفتہ نہیں ہوئے۔

آپ فرماتے تھے کہ ان ایام میں میاں شیخ رستم سے عجیب معاملات ظہور میں آتے تھے، جنہیں دیکھ کر ہم حیران اور متعجب ہوجاتے تھے وہ اپنی کم سنی اور چھوٹے قد کے باوجود بڑے اصحاب، معمر اور بلند مقامات کے مالک اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے، انہوں نے اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ قطع تعلق کرلیا تھا۔ بس جہاں کہیں حضرت

Marfat.com

میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) قدس سرہ، حضرت میاں شیخ تاج اور حضرت میاں شیخ الہ داد سلمہما اللہ سبحانہ ہوتے وہ وہیں دیکھے جاتے تھے، ان کی حسن طلب اور بلند استعداد کے مشاہدہ کے باعث حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس ان پر کمال توجہ و عنایت مبذول فرماتے تھے، آپ کے ساتھ ان کی چند عجیب (خاص) صحبتوں نے ہی انہیں اس طائفہ (طبقہ اولیاء) کے بلند مقامات سے مشرف کر دیا تھا۔

مختصر یہ کہ جب تک حضرت خواجہ بقید حیات رہے موصوف آپ کی عنایت کی نظروں اور توجہات خاص کے ساتھ مخصوص رہے، آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے انہوں نے خاص ربط اور عجیب خصوصیت پیدا کر لی اور دن رات آپ کی خدمت گرامی میں رہنے لگے، پھر آپ کی خلوت اور جلوت میں ہر وقت حاضر رہنے لگے، وہ ہر کام، ہر مسئلہ، ہر حرکت، ہر سکون میں وہ آپ کے انواع واقسام کے فوائد اور مختلف معارف وحکم سے استفادہ کرتے رہے، وہ خاص نسبت جوان کو آپ سے حاصل تھی کوئی دوسرا فرد نہ تو اس میں شریک رہا اور نہ ہی اس سے مماثلت رکھتا ہے، وہ آپ کے فرزند معنوی ہونے کے باوجود فرزندان صوری کی طرح آپ کے حوزۂ تربیت میں پروان چڑھ کر بڑے ہوئے ہیں، تمام امور اور واقعات میں اگرچہ مرضی مختار آپ کی ہوتی تھی انہیں آپ کے ارادوں میں اتنا عمل دخل ہو گیا تھا کہ آہستہ آہستہ انہوں نے اتنی ترقی کی کہ ان کا وجود شریف آپ کا دل اور زبان بن گئی، آپ اپنی نیابت خاص اور تمام امور میں انہیں اجازت مطلقہ دے کر تمام امور میں صاحب اختیار کر کے خود ان معاملات سے الگ اور دُور ہو گئے۔

بالجملہ جناب خلافت مآب آپ کی عبادات ثلاثہ مخصوصہ کے مظاہر میں سے ایک تھے، اوّل یہ کہ موصوف کا دل منور ذکر و مراقبہ کے وظیفہ کا مظہر و معین تھا، دوم ان کی زبان حق ترجمان تلاوت قرآن اور صدیقین و اہل ضلال کے لئے نصائح سے عبارت

Marfat.com

تھی، سوم جناب خلافت مآب مذکور کا خلق خدا کی اعانت اور مفسدین کی اصلاح کرنا زندگی کا مقصد تھا۔

انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق حضرت بادشاہ دین پناہ (شاہجہاں) خلد اللہ ملکہ کی مرکز سے غیر حاضری اور موجودگی کے زمانہ میں ان کے لئے فتح ونصرت کی دُعا، فاتحہ اور ختم خواجگان کے لئے دن رات التزام کرنا اس کی مشکلات میں کشائش اور اس کی بادشاہت کے لئے دعا کرنا اور پھر اس کے برسر اقتدار آنے کی دُعا در اصل آپ کے نزدیک اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی مدد کے مترادف تھا، کے لئے میاں شیخ رستم نے خود کو پابند کرلیا تھا۔

یہ وہی تھے جنہوں نے نواب مغفور سید جلیل منعم انامی مرتضٰی خان کی سنجیدہ صحبتوں کا خود کو مقید کرلیا تھا اور انہیں طبقہ مشائخ وعلماء کی قدردانی اور ان کے رتبہ کے فہم کی طرف متوجہ کیا، یہ وہی تھے جنہوں نے نواب خانِ خاناں بزرگ (عبدالرحیم) اور نواب خواجہ عبداللہ خان کے مابین پیدا ہونے والی دشمنی کو دور کر کے ان کو صلح و آشتی سے ہمکنار کیا اور ان کو محبت وصدق کی راہ دکھائی، یہ وہی تھے کہ جنہوں نے اکابر ہندوستان کی بڑی بڑی شکستوں اور زخموں پر مرہم لگائی اور ان کے تردد سے انہیں سکون ملا اور قدیم خانوادوں کے اختلافات اور فتور ان کی توجہ سے دُور ہوگئے۔

مختصر یہ کہ آپ (میاں شیخ محمد رستم) اسم رؤف ورحیم، خبیر وحکیم کے مظہر ہیں اور وہ ایسے تصحیح شدہ ومقابلہ یافتہ نسخہ کی مانند آپ کے اکثر خصائص وخصائل کے حامل ہیں، انہوں نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حکم پر بعض مواقع اور اشخاص پر توجہ کی تو اس مقام اور شخص سے عجیب آثار اور کیفیات کا ظہور رہا۔

ان خصائص کی مثالیں تفصیل طلب اور شرح خاصی طویل ہے، عاقل کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے اور سمجھ دار کے لئے اس کے بعد کسی قسم کے تردد کی ضرورت

Marfat.com

نہیں ہوتی۔

(میاں شیخ رستم) کے فرزند شیخ شیداء صحیح اطوار کے مالک اور حضرت خواجہ کے دلدادہ اور آپ کے جمال باکمال کے مشتاقین میں سے ہیں، جو بہتر وضع اور حسن کردار کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہیں، ان کی ذات نیک اور ان کی سرشت پاک ہے، اللہ تعالیٰ جناب خلافت مآب (میاں شیخ رستم) کو ان فقراء میں ہمیشہ معزز اور قابل احترام رکھے۔ بمنہ وکرمہ

منہم فضائے معرفت و شہود کے سبک بال ...... مخدوم و مخدوم زادہ جلیل **میاں شیخ اسماعیل** رحمۃ اللہ سبحانہ

موصوف جناب رفیع المکانی حضرت میاں شیخ رفیع الدین محمد کے چچا کے فرزند ہیں، جن کا ذکر اس لاحقہ کے آغاز میں کیا جاچکا ہے، انہیں کم سنی میں ہی حضرت خواجہ کی صحبت کی توفیق ہوگئی تھی، انہوں نے کمال محبت اور صدق اخلاص کے ساتھ آپ کی خدمت میں آمد و رفت شروع کر دی تھی، حضرت خواجہ بھی ان کے ساتھ لطف، مہربانی، اعزاز اور تعظیم سے پیش کرتے تھے اور ان کی طلب کے مطابق انہیں طریقہ کی تعلیم سے مشرف کیا، بہت ہی کم وقت میں اس طریقہ کی نسبت کے ثمرات کا اسی وقت ظہور ہوا اور حضرت خواجہ کا ان کے حق میں کامل التفات پیدا ہوا۔

ان کے مناقب میں خاص ترین بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے اپنی عمر شریف کے آخری سالوں میں مشیخت ترک کر دی تھی اور خلوت و تنہائی اختیار کرلی تھی، آپ اپنے ارادت مندوں کو ارشاد و ہدایت کے لئے بالکل یاد نہیں کرتے تھے لیکن اپنے اس اختیار شدہ طریقہ کے خلاف آپ نے انہیں چند مرتبہ یاد فرمایا کہ میاں شیخ اسماعیل لطیف نسبت رکھتے ہیں، انہیں کچھ عرصہ خود کو اس کا پابند کر کے کوشش کرنی چاہیے اور انہیں ہمارے پاس آمد و رفت رکھنی چاہیے۔ (روایت)

Marfat.com

مختصر یہ کہ (میاں شیخ اسماعیل) حضرت خواجہ کے برگزیدہ مقبولوں میں سے ہیں، حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خواہش کے مطابق انہوں نے حضرت خواجہ کے تمام رسائل (تحریات) نظم ونثر اور رقعات جمع کیئے، اس مجموعہ کے آخر میں انہوں نے اپنے مسموعات (ملفوظاتِ حضرت خواجہ) بھی یکجا کر کے آپ کے کچھ ''خصائص احوال'' بھی لکھے ہیں اور آج تک وہ مجموعہ اس خاندان کے اصحاب، احباب اور تمام مخلصین میں مشہور اور مروج ہے۔

میاں شیخ اسماعیل نے حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے ایک عرصہ بعد اپنے متعلقین کی کثیر تعداد کے باعث زیر بار ہوکر مجبوری سے سلاطین (امراء) وقت کے ہاں ملازمت کرلی اور اسی حالت میں دنیا سے رحلت فرمائی، اللہ سبحانہ انہیں روضہ جنان میں جگہ دے۔

منہم صاحب مقبول مشائخ عظام، صاحب نسب جلیل، قوی اعتصام، اہل اللہ کے لئے چشمے رواں کرنے والا، عنایات حق کا واثق **خواجہ محمد قلیج** موفق طال بقاہ

راقم الحروف (مؤلف) احقر عَبید اللہ عُبید اللہ کے ماموں ہیں، ان کے اجداد کرام کو حضرت خواجہ کے پدری خاندان سے ہم قومی وہم جدی کا شرف حاصل ہے، ان کے والد گرامی میر محمد جان مدعو بہ قلیج بہادر بادشاہ معظم اکبر کے عہد حکومت کے وسط میں علاقہ قرشی سے کہ جو قبیلہ اخلاج قتلمشیہ کا مسکن ہے، اپنے بھائیوں کی معیت میں سوداگری کرتے ہوئے ہندوستان آئے تھے، واپس ولایت جاتے ہوئے اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ (قلیج بہادر) کو کچھ رنجش پیدا ہوگئی، اس وجہ سے انہوں نے اپنے بھائیوں کی صحبت ترک کردی اور پھر ہندوستان میں ہی مقیم ہوگئے، انہوں نے سلیمان خان کررانی (حاکم بنگال) کی بیٹیوں میں سے ایک عفیفہ کے ساتھ عقد ازدواج کر کے صاحب اولاد ہوئے، بہت سعی وکوشش کے بعد انہیں بادشاہ کے ہاں نوکری ملی، پھر وہ

Marfat.com

منصب اور جاگیر سے سرفراز ہوئے۔

ان کی وفات کے بعد میرے ماموں (خواجہ محمد قلیج خان) نے کچھ عرصہ فوج میں ملازمت کر کے گزارا اور بعض بلند درجہ کے اصحاب سیف و سنان کے مشرف و مقرب بھی رہے اور ان دنوں سعادت مندی اور سابقہ ہم قومی کے باعث ان کی حضرت خواجہ کے ساتھ معرفت، آشنائی بلکہ اخلاص و بندگی بھی رہی، کبھی کبھار حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ محتاجوں اور مستحق افراد کے لئے ان کو خطوط بھی لکھا کرتے تھے اور وہ آپ کا حکم بجالاتے ہوئے نواب مرتضٰی (فرید بخاری) برد اللہ مضجعہ کے ہاں اس کی سفارش بشرطِ ملازمت کیا کرتے تھے، آخر انہوں نے اپنی نوکری ترک کر کے حضرت خواجہ کی صحبت اختیار کر لی، اسی دوران انہوں نے اپنی خوش نصیبی اور سعادت مندی سے اپنی ہمشیرہ جو کہ اس فقیر (مؤلف) کی والدہ ہیں کا نکاح حضرت خواجہ قدس سرہ سے کر دیا، انہی دنوں انہوں نے سپاہ گری کے بندھن اور ذمہ داری سے بھی خلاصی حاصل کر لی پھر وہ حضرت خواجہ سے وابستہ ہو گئے چونکہ اس سے پہلے انہوں نے سلسلہ قادریہ میں حضرت شیخ بہلول کے ہاتھ میں اپنی ارادت کا ہاتھ دے رکھا تھا اور اس سلسلہ شریفہ کے اشغال کا وِرد بھی کرتے تھے اس لئے ان کے دل میں ایک قسم کا تردد پیدا ہوا کہ آیا ہمیں وہ اشغال ترک کر دینے چاہئیں یا نہیں؟ جب ان ترددات کا حضرت خواجہ قدس سرہ کو علم ہوا تو آپ نے تقریر اور تسلیہ سے ان مشاغل کے جاری رکھنا کا اشارہ فرمایا، اس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے انہیں سلسلۂ نقشبندیہ کے شغل کی تعلیم دی، پھر دونوں اشغال کو ایک ساتھ جاری رکھنے کا حکم دیا جس کی مشق کی برکت سے ان کو اس طریقہ کی بعض کیفیات حاصل ہوئیں۔

اس دوران حضرت خواجہ کا افسوسناک واقعہ (وفات) پیش آیا جس پر انہوں نے اس خاندانِ عالی کی خدمات پر کمر ہمت باندھی، انہوں نے اس سلسلہ کی تمام

Marfat.com

خدمات حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے اشارہ پر انجام دینا شروع کیں، ان کی بڑی خدمات میں سے یہ قابل ذکر ہے کہ انہوں نے آپ کا صفۂ منورہ تعمیر کروایا اور اس آستانۂ متبرکہ میں باغ چہار چمن کی تقطیع کروائی اور اس بقعۂ شریفہ میں بلند و پختہ حجروں کی تعمیر میں بھی آپ کے فرمان کے مطابق بڑے اہتمام سے خدمات انجام دیں، ان کی بہترین خدمات میں سے یہ بھی قابل توجہ ہے کہ انہوں نے دہلی کے بعض علماء اور سرہند کے بعض صلحاء کے لئے وظائف مقرر کروائے، آپ کی سفارش سے انہوں نے نواب مرتضیٰ (فرید بخاری) علیہ الرحمۃ کو اس کی ترغیب دی، (ان خدمات میں سے) یہ بھی ہے کہ انہوں نے نواب مرتضوی انتساب (نواب خان مذکور برد اللہ مضجعہ) کی وفات کے بعد ان فقراء کے لئے مدد معاش کے جاری رکھنے کی وکالت اور نیابت کی جو آپ کی سفارشات اور توجہات کی بدولت ممکن ہوئی۔

مختصر یہ کہ انہوں نے اپنی فہم و دانش کے مطابق اس سلسلہ علیہ کے فقرأ کی خدمت میں اپنی عمر بسر کی، اس وقت ان کی عمر شریف ستر سال کے قریب ہوگئی ہے، ان کے قواء میں ضعف اور نقائص پیدا ہو گئے ہیں لیکن اب بھی فقراء کی بے قرار ہو کر کامل قرار کے ساتھ خدمت کرتے ہیں، اُمید ہے کہ دارِ جزا میں انہیں جزائے خیر ان خدمات کے عوض مالا مال کرے گی۔

منہم اعز الاقارب و اکرم، صاحب محاسن اخلاق و فضائل کثیرہ، جلائل العبادات والطاعات **خواجہ محمد صادق** دام برکاتہ

موصوف میرے برادر عزیز خواجہ محمد عبداللہ کے ماموں ہوتے ہیں، ان کے بزرگ (اکابر) نجابت اور ذاتی نیکی کے باعث ہمدان عراق میں متعین تھے، ان کے اجداد میں سے قریب ترین بزرگ اپنے اعزہ کے ہمراہ ولایت کشمیر حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے تھے اور اُسی خطہ میں فضیلت اور دانش حاصل کرنے پر توجہ

Marfat.com

مرکوز کر کے کمالات کاملہ سے واصل ہوئے تھے، ان کے قبیلہ (خاندان) میں سے جو رئیس سب سے پہلے حضرت دہلی آئے وہ صاحب کمالات ارجمند مولانا حاجی محمد ہین جو حضرت جنت آستانی (اکبر بادشاہ) انار اللہ برہانہ کی وفات (۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء) کے قریب مولانا کمال کشمیری کے ساتھ علوم غریبہ کی تحصیل کے لئے کشمیر سے نکلے اور کچھ عرصہ سیالکوٹ میں رہے پھر وہاں سے دہلی پہنچے، اور وہاں طرح اقامت ڈال دی، اس عظیم شہر کے بعض اکابر علماء کی خدمت میں مولویت کی تمام بڑی کتب کی تکمیل کی، شہر کے وسط میں واقع مدرسۂ معلیٰ حضرت بیگم میں مدرسین کے صدر بن گئے، تمام علوم منقولہ ومعقولہ میں تبحر کامل رکھنے کے باوجود فن طبابت، ہیت اور نجوم میں بھی عجیب قسم کی قابلیت پیدا کرلی۔

انہی دنوں ولایت جون پور سے ایک شیخ زادہ دہلی آئے اور انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مولانا حاجی محمد سے کردیا اور ان کی اس زوجہ سے صالح اولاد تولد ہوئی، جن میں سب سے زیادہ نجیب اور افضل مخدومی تاج الملت والدین مولانا حسن دہلوی ہیں جو کہ ہند میں دانش اور اعلیٰ معرفت، محکم فضائل اور عالیشان سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے ہیں اور وہ حضرت شیخ عبدالعزیز چشتی قدس سرہ کے اکبر خلیفہ حضرت شیخ چائیں لدہہ کی خدمت میں رہے اور ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں آمدورفت جاری رکھ کر ان کے سلسلہ کے اوراد واشغال میں مصروف رہے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ سے بھی محبت وعقیدت کا تعلق قائم کرلیا اور آپ کی صحبت کے ابتدائی فوائد سے مستفید ہوئے، ان کی یہ رُباعی جسے کمال درجہ کی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی انہی دنوں لکھ کر حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کی تھی، وہ رباعی یہ ہے [۱]

[۱] یہ فارسی رباعی متن کتاب میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

الغرض حضرت مخدومی مذکور دیار ہندوستان کے خوبان وقت اور بزرگ منش ہیں، ان کی زندگی اور کردار ہمیشہ عقل اور معرفت پر مبنی رہا، حضرت سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح منور کے ساتھ کامل التجا اور عجیب تعلق رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل التفات ان کے حال سے وابستہ ہے۔

مخدومی خواجہ محمد صادق ان (مولانا حسن دہلوی) کے ہمشیرہ زادہ ہوتے ہیں مختصر یہ کہ ان کا خاندان شریف دہلی میں معزز اور جلیل القدر ہے۔

اس خاندان کے بڑے مفاخر میں سے حضرت خواجہ کے ساتھ مواصلت (نکاح) ہے یعنی خواجہ محمد صادق کی والدہ کے بطن سے جو ذروہ فاخرہ (صاحبزادی) تولد ہوئیں (یعنی خواجہ محمد صادق کی بہن) جب حضرت خواجہ دوسری مرتبہ دہلی آئے تو ان کا عقد ازدواج آپ کے ساتھ عمل میں آیا، اس وقت مخدومی خواجہ محمد صادق صرف پندرہ سال کے تھے، انہوں نے اُسی کم سنی میں ہی اپنی جائے سابقہ سکونت ترک کر کے اپنے خاندان کے اقربا کے پاس جگہ لے لی اور حضرت خواجہ کے جوار میں اقامت اختیار کی وہ آپ سے وابستہ رہ کر آپ کی نظر عنایت کے منظور نظر اور مقبول خاطر حقائق ہو کر آپ کی نظروں کے سامنے صوری و معنوی سعادتوں کے حصول کے لئے کمر ہمت باندھی۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ مجھے اپنے حضرت خواجہ کی زبان مقدس سے بارہا یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ خواجہ محمد صادق کے جمال حال، لطافت فطرت اور سلامت وضع ہی ان کی جانب ہماری توجہ کے ازدیاد کا سبب بنی ہے، ان کے خاندان کے تمام افراد میں ان کی ہمشیرہ کے احوال کی ترقی ان کی اعلیٰ استعداد اور ان کی سرشت کی طہارت ہے۔

الغرض مخدومی خواجہ محمد صادق آپ کے چھوٹے بھائی بلکہ فرزند حقیقی کی طرح

Marfat.com

آپ کی خدمت میں تربیت پا کر بڑے ہوئے اور انہیں سعادتیں اور فضائل نصیب ہوئے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد انہوں نے آپ کے تمام خلفاء سے اپنے نصیب کے مطابق استفادہ کیا، خاص طور پر حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی صحبت میں وہ کمال درجہ کے تعلق اور نہایت اخلاص کے ساتھ فائز رہے اور عظیم ترقیاں حاصل کیں اور آپ نے بھی ان پر وہ تمام شفقت جو ایک باپ اپنے بیٹے پر کرتا ہے مبذول کئے رکھی آپ کے شفقت ولطف سے بھرپور عنایت نامے جو آپ کے نام لکھے گئے اور اسی طرح دوسرے خلفاء حضرت خواجہ کے مکاتیب بھی ان پر آپ کی کامل توجہ کا ثبوت ہیں۔

وہ خطوط آپ کے مجموعہ کلمات الصادقین جو کہ آپ کی تالیف ہے، میں مندرجہ ہوئے ہیں سے ان بزرگوں کی ان پر شفقت وعنایت کا اظہار ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ مخدومی مذکور مقبول الٰہی اور مقبول مقبولان الٰہی ہیں اور ان دنوں انہوں نے اپنے اوقات حسنات واطاعات سے منضبط کر لئے ہیں وہ اپنا ظاہر و باطن بہت مسرور اور معمور طور پر گزارتے ہیں، خاص طور پر درودِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ان کا شب وروز کا وظیفہ ہے، مذکورہ ورد کے بعد موصوف تصنیف وتالیف کے لطیف وفوائد اور نکات شریفہ پر توجہ کرتے ہیں، ان کے رسائل اور مجموعے ہر موضوع پر ان کے قلم کے نتائج ہیں، جو کہ صفحۂ روزگار پر ثبت ہیں۔

ان کے اعظم حسنات میں سے ایک یہ ہے کہ میرے برادر عزیز خواجہ محمد عبداللہ طال عمرہ نے ان کی خدمت میں متداولہ علوم کی تحصیل انہی کے دست وبازو ہمت سے ظہور پذیر ہوئی ہے، ان کی جدوجہد سے برادر عزیز مولویت کی اہلیت میں ایسے درجہ عالیہ پر فائز ہوئے ہیں کہ ان سے فوق کا تصور احاطۂ امکان سے باہر ہے، اللہ سبحانہ

Marfat.com

انہیں جزائے خیر دے۔

**منہم نتیجۃ الکرام وثمرۂ فواد العظام، زبدۃ الصلحأ وعمدۃ الاصدقا میاں شیخ جعفر**

موصوف خطۂ پاک دہلی کے نیک نہاد مخدوم زادوں میں سے ہیں، ان کے جد بزرگوار مخدوم اجل اکمل شیخ یوسف قتال علیہ الرحمہ افغانوں کے عہد حکومت میں ولایت کے صاحب مسند مشیخت اور مظہر آیات کامل تھے، وہ حضرت شیخ کے وصال کے بعد اپنے آبا و اعزہ کرام جو کہ علم، صلاح اور استقامت سے آراستہ تھے اپنی مشیخت سے ناخوش ہو کر دہلی آئے اور وہاں کے اکابر مشائخ میں ان کا شمار ہوا۔

میاں شیخ جعفر حضرت خواجہ کے روحانی ظہور کے وقت کم سن ہونے کے باوجود کہ وہ سلسلہ سے ہم رنگی اور موانست نہیں رکھتے تھے، آپ سے ارادات اور طریقہ کی تعلیم سے مشرف ہوئے انہیں اس طریقہ کی خاص کیفیات میں کامل نصیبہ حاصل ہوا۔

جناب مکرمت آیات میاں شیخ مرتضیٰ (سنبھلی) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت خواجہ کے حین حیات میاں شیخ جعفر کی شادی ہوئی، حضرت خواجہ کا طریقہ یہ تھا کہ جس عزیز کی شادی ہوتی تو آپ نوکدخدا کو اپنے پاس بلاتے اور اس سے سہاگ رات کی سرگزشت کے بارے میں پوچھتے، جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے شرم اور حجاب سے کام لیتے ہوئے بتانے سے گریز کیا، جس پر حضرت خواجہ کے دل میں ان کے بارے میں قدرے ملال نے راہ پالی اور انہیں بغیر کسی التفات کے رُخصت کر دیا، جونہی وہ باہر آئے اُسی وقت ان کے پیٹ میں عجیب قسم کا درد شروع ہو گیا کہ انہیں اس سے کسی طرح بھی سکون نہیں ہوتا تھا اور وہ نیم بسمل مرغ کی طرح تڑپتے رہے ان کی یہ حالت چند گھڑیوں تک جاری رہی پھر حضرت خواجہ کو ان پر ترس آیا اور ان پر توجہ کی اور انہیں اس بلا سے نجات دی۔

مختصر یہ کہ موصوف حضرت خواجہ کے مقبول اصحاب میں سے ہیں، آخر کار انہوں

Marfat.com

نے حضرت خواجہ کے حکم پر چند عزیزوں کو شغل طریقہ میں مصروف کیا اور ان کی توجہ کا ان اعزہ پر اثر ظاہر ہوا۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد ان کی وضع میں کچھ تغیر ہوا لیکن وہ جلد ہی رفع ہو گیا چنانچہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی فصل کرامات میں اس کا بیان کیا جا چکا ہے۔

اب کئی سالوں سے بحمد للہ سبحانہ انہیں صفاء وقت میں ازدیار اور کیفیات میں رسوخ حاصل ہو چکا ہے، اب وہ اپنے وقت کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

منہم شیخ جلیل، سیار نبیل، تذکرۃ المشائخ **میاں شیخ (سید مصطفیٰ) باغ پتی** علیہ الرحمۃ

موصوف حضرت خواجہ کے (روحانی) ظہور سے پہلے سلسلۂ قادریہ میں مجاز اور مرخص ہو کر اس سلسلۂ جلیلہ کی مشیخت کی اقامت مراسم میں سرگرم تھے، پھر ایک تقریب سے وہ دہلی تشریف لائے، آپ کی بزرگی کا سن کر آپ سے ملاقات کے لئے آئے، اتفاق سے اس وقت حضرت خواجہ ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے، موصوف اُسی حالت میں اطمینان کے ساتھ جماعت کی صف میں داخل ہو کر حضرت خواجہ کے قریب بلا فاصلہ کھڑے ہو گئے، اثناء قیام وقعود میں آپ کا مبارک ہاتھ ان کی آستین کو چھو گیا جس سے ان پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی چنانچہ اس کا اثر ان کی ظاہری حالت پر بھی ہوا، انہی سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جونہی حضرت خواجہ کا دست حق پرست میری آستین کو لگا، تو ایک بہت عالی کیفیت میری انگلیوں کے سروں سے داخل ہو کر میری رگوں اور عصبات کے ذریعہ میرے دل میں چلی گئی اور مجھے مجھ سے غائب کر دیا۔

Marfat.com

الغرض اس واقعہ کے بعد موصوف نے اپنی مشیخت سے صرف نظر کرلیا اور پھر کامل صدق اور اخلاص کے ساتھ طریقۂ (نقشبندیہ) میں داخل ہو گئے، اس کے بعد انہوں نے کوشش اور پورے اہتمام کے ساتھ اس طریقہ کی مشق شروع کردی۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے مستقر اور مسکن کی طرف چلے گئے اور پھر حضرت خواجہ کے وصال سے ساری زندگی اسی طریقہ سے وابستہ رہے اور طالبوں کو اسی سلسلہ میں رہنمائی کرتے رہے۔

اب ان کے بزرگ فرزند میاں شیخ فرخ اپنے والد سے طریقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود تجدید بیعت کے طور پر اپنا ہاتھ حضرت میاں شیخ الہ داد کے ہاتھ میں دے دیا ہے، پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ خود بھی ان کی صحبت میں پہنچے اور فوائد حاصل کئے، اللہ سبحانہ انہیں غایت مقصود تک پہنچائے۔

منہم شیخ کبیر اور عالم نحریر **شیخ عمر بنوڑی** علیہ الرحمۃ

موصوف کا تعلق افغان قوم سے ہے، سن شعور سے ہی انہوں نے علوم کی تحصیل اور درجۂ مولویت حاصل کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ لی اور دانشمندی کے کمال تک پہنچے اس دوران وہ بعض اکابر مشائخ سے بھی ملے، ان سے فنون دعوات وعزائم بھی حاصل کئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کے دنوں میں ان عمر شریف تقریباً ستر سال کی ہوگئی تھی، اس عمر میں موصوف فضل وکمال کے ساتھ اپنے وطن میں درس اور تعمیر اوقات میں مصروف تھے۔

حضرت خواجہ کے کمالات بے اندازہ کا شہرہ سن کر اپنے درس اور قدیم اشغال کو طاق نسیان پر رکھ کر بنوڑ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور انواع واقسام کے کمالات میں ترقی کی۔

Marfat.com

کچھ عرصہ آپ کی خدمت میں گزارا اور پھر اپنے وطن کی طرف مراجعت فرمائی، جب وہ اپنے وطن پہنچے تو حضرت خواجہ کی محبت واخلاص کی نسبت ان کے قبیلہ کے تمام افراد میں سرایت کرگئی اور وہاں کے ہر گھر اور سرائے میں آپ کی محبت کا چراغ روشن ہوگیا، ان کے گھرانے کے اکثر اشخاص اس طریقہ میں داخل ہوگئے، وہ خصائص شریفہ جو جناب شیخ عمر نے اختیار کئے یعنی اعمالِ شاقہ اور ریاضات بھی ایسی کیں جوان کی قوت سے زیادہ تھیں، جس میں شب بیداری، کثرت نوافل، کبھی کبھی تو اشراق کی ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھتے تھے، طویل قیام کے باعث ان کے مبارک پاؤں میں زخم ہوگئے، مختصر یہ کہ موصوف عبادت واطاعت اور ذکر ومراقبہ میں اپنا سارا وقت صرف کرنے لگے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد موصوف چند مرتبہ آپ کے آستانہ متبرکہ کے طواف کے لئے دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی صحبت مبارک سے بھی مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ کی رحلت کے چھ سات سال بعد وہ عالم بالا کی طرف انتقال کر گئے، ان کی قبر بنور میں زیارت گاہِ متبرک ہے۔

منہم ناز پرورد، معشر اولیاء، شرفیات قبول کمل اصفیاء، نازنین اخیار مسلک بے پروا، متلون احوال سیر...... وبے نوائی **شیخ ابا بکر (سنبھلی)**

موصوف بھی قوم افغان کے اکابر میں سے ہیں، انہیں بھی کم سنی میں ایک جذبہ حاصل ہوا، اپنی قوم کے افراد سے لاتعلق ہوکر حضرت شیخ ابن انبروھی کہ جو کشف اسرار اور مشائخ ہند ہیں نمایاں وعجیب تصرفات سے ممتاز تھے، کی خدمت میں جاپہنچے، ان کے پاس رہ کر انہوں نے شدید ریاضتیں کیں، ان کے اشغال واعمال اپنا لئے، اس وضع پر انہوں نے عرصہ دراز تک زندگی گزاری اور اپنے نصیب کے مطابق ان سے جس

Marfat.com

قدر مستفید ہو سکتے تھے ہوئے۔

بالآخر انہیں جناب شیخ (ابن) علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ کی تشریف آوری کی بشارت دی چنانچہ ہمیں میاں شیخ ابا بکر سے یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ ہم نے جو انواع و اقسام کی محنتیں اور ریاضتیں جناب شیخ کی خدمت میں رہ کر کی تھیں ان سے دل و ہمت کو جو کچھ حاصل ہوا میں اس پر غالب نہ آسکا۔

ایک روز جب جناب شیخ (ابن) وضو کر رہے تھے تو انہوں نے ان کا دامن تھام لیا اور بڑی عاجزی و نیازمندی سے عرض کیا کہ آپ کو حق جل وعلاء کے ساتھ جو دوستی ہے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا تک پہنچائیں، جس پر جناب شیخ فرمانے لگے کہ قریب ہے کہ ولایت بالا (سمرقند) سے ایک نور اور سر عظیم ہندوستان آئے گا، تمہاری (روحانیت) کی کشادگی ان کی خدمت عالی میں ہوگی۔

مختصر یہ کہ یہ بشارت سننے کے بعد شیخ ابا بکر نے اس سلسلہ میں کوشش شروع کر دی اور وہ لاہور پہنچ گئے اور پھر وہ لاہور میں حضرت خواجہ کے دیدار سے مشرف ہوئے، اس طرح ان کا شمار سابقین اوّلین میں ہوا۔

شیخ ابوبکر کی حضرت خواجہ سے عجیب نسبت تھی وہ حضرت خواجہ کی خدمت میں ہمیشہ ناز برادری کے ساتھ رہے، ان سے اس سے پہلے جو بھی غلطی یا بے قاعدگی ہوئی تو آپ وہ معاف فرماتے ہوئے ان سے ملاقات کرتے تھے اور بالکل مواخذہ نہیں فرماتے تھے، اس طرح ان سے جب بھی کوئی ایسا قول یا فعل سرزد ہوتا تو احباب بھی ان کو معاف کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شیخ مذکور کے بڑے مناقب میں سے یہ منقبت قابل ذکر ہے کہ انہیں حضرت خواجہ کی طرف سے جنت میں داخل ہونے کی بشارت ملی تھی چنانچہ شیخ مذکورہ کی زبان سے مجھے یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس بندہ پر مسرت اور مہربانی فرماتے ہوئے کہا

Marfat.com

کہ تم بہشتی ہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ میں بہشتی ہوں؟ فرمانے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم اہل جنت میں سے ہو اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے مکشوفات عالیہ کی خواب یا کتاب میں سے تعبیر فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے بھی ان کے ساتھ وہی درگزر اور تحمل کا سلوک جاری رکھا، ان کی غیر سنجیدہ مجذوبانہ بلکہ محبوبانہ غفلتوں سے آپ رنجیدۂ خاطر نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کی زبان شریف سے متعدد مرتبہ یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ اگرچہ لوگوں کو خوش جمال چہروں کو دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے، مجھے صرف شیخ ابا بکر کو دیکھنے سے سرور ملتا ہے لیکن ان سے آشنائی کی راہ محض انہیں دیکھنے سے نہیں کھلتی ہے۔

الغرض شیخ مذکور جہاں تک جا سکتے تھے وہ یہی تھا، اس سے آگے انہیں رسائی نہیں ہے۔

اس وقت کہ ان کی عمر اَسّی سال سے متجاوز ہو گئی ہے وہ اپنی اُسی وضع و قطع سے معروف ہیں۔

منہم ...... عالم پیراستہ **اخوند ملا قاسم علی**

موصوف کی حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے خاندان عالی شان کے ساتھ قدیم زمانہ سے پیوستگی اور عزیز داری تھی، آپ کی ابتدائی طلب اور ترک (ملازمت) کے زمانہ سے ہی آپ کے ساتھ رفاقت تھی اور آپ کی اعلیٰ درجہ پر خدمت بھی بجا لاتے تھے، وہ ابتداء میں مشائخ وقت کی خدمت میں آپ کے پیغام گزار اور خبر پہنچانے والے تھے اور آخر میں جنہوں نے حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کی خدمت میں آپ کا پیغام پہنچایا وہ وہی تھے۔ ان کی جبلی سعادت اور ان کے اطوار کے مشاہدہ کی برکت نے آپ کو انہیں اس بہترین کام (خبر رسانی) کے قابل سمجھا، موصوف حضرت خواجہ کے

Marfat.com

سابقین اوّلین اصحاب میں سے بھی تھے اور آپ کی نظر عنایت سے وہ اس طریقہ کے عالی ترین مقامات پر فائز ہوئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال سے پہلے موصوف آپ کے حکم کے مطابق ایک عرصہ تک قدوۃ المحققین، تبصرۃ المبصرین، ناقد العلوم والمعارف، قطب الاسلام حضرت میاں شیخ احمد قدس سرہ جو کہ حضرت خواجہ کے سب سے بڑے خلفاء میں سے ہیں کی خدمت میں رہے اور وہاں بعض مقامات طے کئے، اس کے بعد وہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں آ گئے اور پھر آخری سانس تک آپ جدا نہ ہوئے، انہوں نے آپ کے حکم پر ہم دونوں بھائیو (خواجہ کلاں اور خواجہ خرد) اور مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین اور مخدومزادی مستورۂ عزت و اجلال عاجزۂ بزرگ کو فرقان مجید پڑھایا، موصوف اس خدمت کی بجا آوری کے بعد قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو کر جمعیت اور تلاوت سے وقت گزارتے تھے۔

اخوند صاحب کے عجیب امور میں سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ کلام اللہ کے حافظ نہ ہونے کے باوجود وہ دائمی طور پر قرآن شریف کی اکثر مقامات سے تلاوت کرتے رہتے تھے، سوتے ہوئے اور بخار کے غلبہ کے دوران بھی وہ دو تین سیپارے بھی زبانی پڑھ لیتے تھے، صحت یابی اور بیداری کی حالت میں ان سے اس قابلیت کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔

موصوف حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے اکبر آباد کے آخری سفر کے دوران آپ کے ہمرکاب تھے، ان کی خوابگاہ آپ کے آرام کرنے والے بستر کے قریب ہوتی تھی، انہیں آپ نے نماز کی جماعت کا پیش امام بھی مقرر کیا تھا، موصوف اسی سفر میں آپ کی رحلت (۱۰۴۳ھ) سے آٹھ ماہ پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اِنا للہ وَاِنا اِلیہ راجعون۔

Marfat.com

## منبع عزیز الوجود، عالم نجابت، پاک طینت **حافظ میر جلال الدین محمد طبیعتی سمرقندی** علیہ الرحمہ

موصوف حافظ کلاں میر حافظ باقی کے کمالات کے وارث ہیں، اُمّ البلادِ ہند دہلی کی دوسری فتح کے آغاز سے ہی حافظ کلاں مصلی عید، جامع مسجد قلعہ دین پناہ اور جامع قلعۂ فیروز شاہ میں خطابت کے منصب اور تدریس کی مسند پر رونق افروز تھے۔

حضرت خواجہ کے (روحانی) ظہور سے پہلے قلعۂ فیروزی کے درویش آباد میں وہ علوم کے افاضہ اور خیرات ومبرات کے فضائل واشاعت کے باعث پہچانے جاتے تھے۔

حافظ کلاں کی رحلت کے بعد جناب حافظ میر جلال الدین ان کے قائم مقام اور وارث قرار پائے، حضرت خواجہ کے ظہور سے پہلے انہیں حضرت قدسی آیات خواجہ عبدالشہید کی زیارت اور بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا، پھر حضرت خواجہ کے ظہور کے بعد آپ کے طریقہ میں داخل ہوئے تو ان پر عجیب واردات اور قوی قسم کا وجد طاری ہوا۔

حافظ کلاں کے وصال کے بعد جناب حافظ میر جلال الدین ان کے قائم مقام اور ان کے مقامات کے وارث بنے اور نماز میں پیش امام کا منصب بدستور سابق ان کے لئے بحال رہا، نماز میں ان کی دل شگاف قرأت اور اس میں ان کا ہوش رُبا آہنگ بھی قائم رہا۔

حضرت خواجہ بھی کبھی ان کی اور ان کے بھائی میر بابا کی (قرأت) کی آواز کامل تاثیر کے ساتھ سنتے تھے اور اس دوران آپ کی روح مبارک کو بدن سے کمال درجہ کی لاتعلقی حاصل ہوتی تھی، اسی لئے آپ ان حضرات کو آواز کی اس قدر لطافت اور آہنگ کے تسویہ سے منع فرماتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک رمضان میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے حافظ میر جلال

Marfat.com

الدین کو قرآن مجید سنانے کا امر فرمایا اور ان سے قرار کیا کہ وہ ہر روز ایک سیپارے سے زیادہ نہ پڑھیں اور الحان کی رعایت پر بھی توجہ دیں، حافظ مذکورہ نے ان دونوں معاہدوں سے تجاوز کیا، ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے مخلصین میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے فرمایا کہ حافظ صاحب کو ایک سیپارہ سے زیادہ پڑھنے اور خوش الحانی سے منع کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس پر توجہ نہیں کی، اگلے روز حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ ان کے ساتھ جو شرط طے ہوئی تھی اور حافظ صاحب سے جو کچھ کہا گیا تھا اگر انہوں نے میرا کہا ہوا اب بھی نہ سنا تو میں دیکھوں گا کہ وہ کل کیسے پڑھتے ہیں؟ قضائے الٰہی سے اگلے روز ان کے پیٹ میں درد ہوا اور اتنا بخار ہوا کہ ساری رات صبح ہونے تک وہ بستر پر تڑپتے رہے یہاں تک کہ انہیں ماہِ رمضان کے آخر تک وہ عارضہ لاحق رہا، تحقیق یہ ہوا کہ ان کو یہ عوارض حضرت خواجہ کی نارضامندی کے باعث لاحق ہوئے تھے۔

مختصر یہ کہ حافظ صاحب وقت کے نیک افراد میں سے تھے، انہوں نے خطابت و امامت کے منصب کو بطریق احسن اَدا کیا، ان میں رقت قلب اور تاثیر کی سرعت کی صفت بہت زیادہ تھی کہ مناصب مذکورہ کی ادائیگی کے دوران اپنی ہی اچھی آواز کی تاثیر سے منبر سے نیچے گر کر زمین پر تڑپنے لگتے تھے یا محراب میں ہی مرگی زدہ اور نیم ذبح مرغ کی طرح بے جان ہو جاتے تھے، ان کی دیر تک یہ حالت رہتی تھی، جب ان کی یہ حالت انتہا کو پہنچ جاتی تھی تو ان کی نہادِ شریف سے ایسی آواز نکلتی تھی جو ''حق حق'' کی آواز کی طرح ہوتی تھی، جو مسلسل آتی رہتی تھی، رحمۃ اللہ سبحانہ

منہم شریف الخصال، لطیف الاحوال، قدیم المثال عالم آزادگی، پاک نہاد **مولانا عبدالغفور سنبھلی** دام برکاتہ

موصوف بلدۂ معظم سنبھل کے مخدوموں میں سے ہیں اور اس معمورہ (علاقہ)

Marfat.com

کی جامع مسجد کی خطابت کے فرائض ان کے ہاں موروثی طور پر چلے آرہے ہیں۔ (انہیں موروثی طور پر یہ منصب ملا تھا) حضرت خواجہ قدس سرہ جناب شیخ رفیع الدین بن حضرت قطب عالم کی شادی میں شرکت کیلئے قصبہ اعظم پور جاتے ہوئے سنبھل سے گزرے تھے وہاں ان کو حضرت خواجہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے حسن اخلاص اور نیازمندی سے طریقہ کی تعلیم کے لئے درخواست کی اور وہ آپ کے اصحاب میں داخل ہوگئے، وہ طریقت کے اکثر مقامات میں حضرت میاں شیخ مرتضٰی (سنبھلی) طال لقاہ کے رفیق اور قریب تھے اور وہ بظاہر ایک دوسرے کے مصاحب بھی تھے، گمنامی، فقر اور دوام ذکر کے خصائص سے متصف تھے۔

اے رب ان کے وجودِ شریف کی برکات فقراء کے لئے تادیر رکھ، بالنبی والہ الامجاد

منہم صفوۃ المرابطین، خلاصۃ المقتنین، مستقیم علی جادۃ القویم **مولانا محمد ہاشم سنبھلی** زیدہ توفیقہ

موصوف حضرت میاں شیخ مرتضٰی (سنبھلی) کے ہمشیرہ زادہ ہیں، وہ صرف بارہ سال کی عمر میں ایک جذبہ سے مشرف ہوئے، وہ اپنے وطن (سنبھل) سے نکلے، اور حضرت دہلی میں حضرت خواجہ کے دیدار نور آگین کے بعد آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے، حضرت خواجہ نے ان پر کمال درجہ کی توجہ مبذول فرمائی، لطف ومہربانی سے ان کی تربیت کی، کبھی کبھار حضور انہیں بعض خدمات پر مامور فرماتے تھے، حضرت خواجہ قدس سرہ کے آخر ایام حیات میں جب کہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے اس وقت حاضر خدمت حضرات کی رخصت کے لئے آپ کی خدمت میں عرض کی، جب اصحاب (رخصت ہوتے وقت) آپ کے سامنے آتے اور ایک لحظہ کے لئے توقف کرتے تو حضرت خواجہ رخصت کا اشارہ فرماتے لیکن مذکورہ طریقہ کے برخلاف جب

Marfat.com

موصوف کی باری آئی تو آپ نے دیر تک اپنی مبارک آنکھوں سے لطف وعنایات کی نظران پر مبذول کیے رکھی۔

مختصر یہ کہ موصوف حضرت خواجہ کے مقبولین اور منظورِ نظر حضرات میں سے ہیں، حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد وہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں رہنے لگے اور آپ جو کچھ اشارہ فرماتے وہ اس کے مطابق اقدام کرتے تھے، آپ کی اکثر محنت طلب ذمہ داریوں سے عہدہ برآء ہونے کا انہیں شرف حاصل ہوا تھا۔

ان میں سے حضرت خواجہ کے عرس کے چالیس روز کے ختمات جس میں ہر روز نو مرتبہ قرآن مجید کے ختم کا اہتمام بھی تھا، موصوف یہ خدمت عالی آپ کے حکم کے مطابق ارادت، تعلیم اور رہنمائی سے انجام دیتے تھے۔

اب بھی اس خدمت کے لئے وہی باختیار ہیں اور اس وقت تک کہ ان کی عمر پچاس سال ہوگئی ہے انہوں نے نکاح نہیں کیا، وہ حضور سے پیوستہ ہو کر لاتعلق رہ کر تفرید کی حالت میں ذکر اور تلاوت میں وقت گزارتے ہیں۔

منہم سعادت اکتسابی وبرکات نصابی **شیخ عبدالہادی بدائونی**

موصوف حضرت خواجہ قدس سرہ کے قدیم اصحاب میں سے تھے، آپ کی قصبہ اعظم پور اور سنبھل کی سیر کے دوران انہیں آپ کے اصحاب میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تھی، انہوں نے عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں استفادہ کیا اور پھر اپنے وطن کی طرف مراجعت کی، ان کے اعزہ کی کثیر تعداد یعنی عیال واطفال تھے اور وہ بہت ہی کم درجہ کی معیشت میں ان کے ساتھ خوش وخرم رہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد صرف ایک مرتبہ دہلی آئے تھے، چند دن تک وہ آپ کے آستانہ کی زیارت اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی صحبت سے فائز ہو کر اپنے وطن چلے گئے، اب ایک عرصہ سے ان کی طرف سے کوئی خبر نہیں آئی

Marfat.com

ہے، یارب اگر وہ زندہ ہیں تو انہیں آفات سے محفوظ رکھ اور اگر گزر گئے ہیں تو انہیں ان کی نیکیوں کے باعث مغفور فرمانا۔

منہم سید زادۂ جلیل منقبت، سلیم الاحوال **میر سیف اللہ** عفی عنہ

موصوف کے اجداد اور بزرگ خطۂ عراق سے آئے تھے اور (مغلوں کی) بابرکت سلطنت اور ان کے امراء میں معظم و جلیل رہے تھے۔

جب ان کا میرزا سید علی علیہ الرحمہ جو کہ طبقۂ امراء سے تعلق رکھتے تھے کی پاک دامن بیٹی سے نکاح ہوا تو میرزا سید علی حضرت خواجہ قدس سرہ کے ظہور سے پہلے درویش آباد قلعہ فیروزی کے حافظ کلاں میر حافظ باقی کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے، ان کے اجداد اور اعزہ جو بلدۂ سنبھل میں سکونت رکھتے تھے، انہوں نے اس درویش آباد میں اقامت اختیار کر لی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ انہی دنوں دہلی تشریف لائے تھے اور اسی درویش آباد میں قیام فرمایا تھا، موصوف اپنی فطری سعادت مندی کے باعث آپ کے طریقہ میں مشرف ہو کر شاغل ہوئے تھے۔

انہیں کچھ عرصہ آپ کے انوارِ صحبت سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملا، ہجوم علائق اور ضروریات کے لئے انہوں نے بعض دولت مندوں (امراء) کے ہاں ملازمت بھی کی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ اخلاص و عقیدت کا رشتہ قائم کیا اور آپ کی دائمی صحبت اختیار کرنے کے ارادہ سے چند مرتبہ نوکری بھی ترک کی تا کہ خود کو فقر سے منسلک کر سکیں، لیکن پھر (ضروریات) کے غلبہ سے پریشانی کے عالم میں نوکری اختیار کر لی۔

لیکن اب الحمد للہ وہ سعادت آثار اپنے اس آخری سفر میں سب کچھ ترک کر کے

Marfat.com

آئے ہیں، انہوں نے کچھ وقت آپ کی خدمت وصحبت میں گزار کر آپ کی توجہات و عنایت سے بہرہ ور ہو کر آپ کے جوار میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

منہم ...... **میر حسن**

موصوف حافظ کلاں میر حافظ باقی کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں، میر حسن نظر کی کمزوری کے باعث معذور ہو گئے تھے لیکن اس حالت میں بھی انہوں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں آمد ورفت جاری رکھی اور آپ سے طریقہ کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی عنایات ان کے شامل حال رہیں اور آپ میں کامل شفقت ومہربانی ان کے حق میں پیدا ہو گئی چنانچہ آپ کی ذات مبارک خود ان کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئی ہے، انہوں نے اللہ کے کلام کو حفظ کرنے کا خاص اہتمام کیا اور آپ کی توجہ کی برکت سے ان کو اس حفظ میں عجیب لذت (حظ) نصیب ہوئی۔

موصوف بچوں کی تعلیم میں بہت زیادہ مصروف رہتے تھے اور پھل وسبزی کا کاروبار بھی کرتے تھے اور پھر رمضان میں قرآن مجید بھی سناتے تھے، اول وآخر تک ان سے ایک بار بھی اس (قرأت) میں غلطی نہیں ہوتی تھی وہ اس قدر صاف اور روانی سے پڑھتے تھے کہ کہیں بھی وقفہ نہیں آتا تھا۔

مختصر یہ کہ ہندوستان کی ساری آبادی میں ان جیسا کوئی دوسرا حافظ معلوم نہیں ہے، انہی دنوں آپ نے ایک ایسی عفیفہ سے ان کا نکاح کر دیا جس کی پرورش آپ کے محل شریف ہوئی تھی اور آپ نے اس کی تربیت اور اصلاح خاص طریقہ سے کی تھی۔

انہی دنوں ہم دونوں بھائیوں (خواجہ کلاں وخواجہ خرد) اور مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کو تعلیم دینا ان کے نصیب میں ہوا، انہوں نے اس ذمہ داری کا حق متانت سے اَدا کیا اور قرآن پڑھانے کے بعد ہم لوگوں کا سبق کافیہ اور مختصر قدروی

Marfat.com

ابھی تک انہی کی خدمت میں جاری ہے۔

پھل اور سبزی کے کاروبار کے بعد ان کی خدمات اس درویش آباد کے اکثر طلبہ کے لئے وقف ہوتی تھیں، مکتب سے فراغت کے بعد وہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ سراج الدین محمد طال عمرہ کی تعلیم کے لئے پابند ہوتے تھے۔

مختصر یہ کہ موصوف آپ کی اکثر پسندیدہ خدمات آپ کے فرمان کے مطابق بجا لاتے تھے، رمضان کے دنوں میں حافظ صاحب پر عجب حالت اور وجد غریب طاری ہوتا تھا، رمضان کے علاوہ اس حالت کا ان پر کوئی بھی اثر نہیں رہتا تھا۔

آپ کے وصال (۱۰۴۳) سے تین چار سال پہلے انہوں نے عالم بالا کی طرف انتقال کیا، علیہ الرحمہ والمغفرتہ

منہم زاویہ فقر و استقامت اور شرفیات قبول دوستان حق **شیخ محمد طاہر فیروز آبادی**

موصوف کا تعلق ایسے خاندان سے ہے جو تقویٰ، صلاح، حکمرانی اور دانش مندی سے متصف ہے، ان کے والد گرامی مولانا شیخ مبارک اکبر بادشاہ کے آغاز حکومت میں شاہی خدمات خاصہ کے لئے دہلی آئے تھے اور خود یہ خدمات حاصل کی تھیں، انہوں نے قلعہ فیروز آباد کی سکونت اختیار کر لی تھی، اس دوران انہیں ابناءِ دولت (امراء) سے کم صحبتی اہل دربار سے کم آمیزشی کا خیال پیدا ہوا۔

اس قلعہ میں جہاں وہ اپنے فرزندوں اور آبائے کرام کے عزیزان ساتھ رہتے تھے اپنے ارادہ کے مطابق وقت کے مشائخ کے ساتھ اختلاط رکھنے لگے اور ان کے لئے نیکیاں اور خیرات سے سرگرم عمل ہو گئے۔

ان کا تلاوت کا وظیفہ (معمول) صبح سویرے اٹھانا، کثرت سے سنن اور نوافل ادا کرنا اور قسم قسم کے اوراد و وظائف کرنا، معذوروں اور بدحال لوگوں کی خدمت کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

Marfat.com

ان کے تمام فرزند صلاح اور سعادت مندی سے آراستہ تھے، خاص طور پر میاں شیخ محمد طاہر جو کہ کم سنی سے ہی اپنے عزیزوں اور بھائیوں کی خواہشات کے برعکس حضرت خواجہ قدس سرہ سے وابستہ ہونے کی محبت کی اور آپ کا طریقہ اخذ کرنے کا شرف حاصل کیا اور آپ کے اصحاب واحباب میں شامل ہوگئے، آپ کے عہد میں موصوف رزق حلال اور تعمیر اوقات کے لئے خود کو کامل طور پر پابند کرلیا تھا، آپ کے وصال کے بعد وہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کا دامن عنایت مضبوطی سے تھام کر آپ کے حکم کے مطابق اپنے اوقات بسر کرنے لگے۔

لیکن کبھی کبھی متعلقین کی مجبوریوں کے باعث آپ کی سفارش پر امراء کے ہاں ملازمت بھی کرلیا کرتے تھے، پھر آپ ہی کے اشارہ پر نوکری ترک کرکے فقر کی وضع اختیار کرلیتے تھے اور ایسا کئی بار ہوا تھا، آپ بھی ان کو درپیش مشکلات میں مدد اور دستگیری کا حق ادا کرنے کا وعدہ بجالاتے تھے چنانچہ ایک امیر کے ہاں نوکری کے دوران ان پر ایک غیر شرعی توجیہ عائد کی گئی جس کے باعث انہیں اس امیر نے قید بھی کرلیا۔

خود میاں شیخ محمد طاہر یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز اس قید میں تنگ دل ہوگیا، تو میں نے دل میں اور اپنی فکر میں آپ کی خدمت میں (غائبانہ) التجا کی اور بہت فریاد بھی کی، دوسرے روز (میں نے دیکھا کہ) آپ گھوڑے پر سوار ہوکر میرے سرہانے پہنچ گئے، قیدیوں کے محافظ آپ کی ہیبت اور دیدار کی عظمت سے ایک طرف ہٹ گئے، پس آپ نے مجھے قید سے رہائی دلوائی اور اپنے ہمراہ لے آئے، جب یہ خبر اس امیر تک پہنچی تو وہ فوراً آپ کی خدمت میں آیا اور اپنے اس فعل کی معافی چاہی۔

الغرض میاں شیخ طاہر آپ کے تربیت یافتہ اصحاب میں سے ہیں اور آپ ہی کے اشارہ پر عمر کے ایک بڑے حصہ سے کتابت کے شغل کو اپنا ذریعہ معاش بنا کر کفالت کر رہے ہیں اور استقامت سے گزر اوقات میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

منہم سنجیدہ اوضاع، پسندیدہ اطوار، صلاح آثار **شیخ ابراہیم**

موصوف پنجاب کے نیک افراد میں سے ہیں، ان کے خانودہ کے اکثر اشخاص عبادت وریاضت سے متصف ہیں، خاص طور پر ان کے والد شیخ بہلول بہت ہی عزیز، بابرکت اور صاحب استقامت تھے۔

شیخ ابراہیم کو کم سنی میں ہی دہلی جا کر حضرت خواجہء بیرنگ کی صحبت کا التزام کرنے کی ازلی سعادت کا شرف حاصل ہو گیا تھا، وہ دن رات آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ نے جلد ہی ایک مستورہ کے ساتھ جو طہارت اور عفت سے آراستہ تھیں سے نکاح کرنے کی تجویز کی، پھر کامل شفقت اور التفات سے یہ کار خیر انجام دیا، کچھ عرصہ کے بعد ہی نواب مرتضٰی خان (فرید بخاری) علیہ الرحمہ سے ان کے لئے وظیفہ بھی جاری ہو گیا اور وہ ان کے ساتھ رہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد موصوف کو حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی مہربانی وعنایت کے سایہ میں ہی انہیں پناہ مل گئی، انہیں آپ کے خانوادہ اور املاک کی خدمت پر مامور کیا گیا، جس سے وہ اپنے اوقات اطاعت، عبادت اور تلاوت سے بسر کرنے لگے۔

اس دوران انہیں کئی ازواج نصیب ہو گئیں جس سے وہ کثیر عیال داری اور ان کے رشتہ داروں کے باعث زیر بار ہو گئے، آپ اس وقت تک بقید حیات تھے اس لئے انہوں نے اہل وعیال کے بوجھ کا غم نہ کیا۔

اب آپ کی رحلت کے بعد بھی وہ فقر اور محنت کی طرف متوجہ ہیں اور اسی طرح اللہ سبحانہ کی حمد کے ساتھ قناعت، خوشنودی اور خوشی کے ساتھ اپنی گزر بسر کر رہے ہیں۔

منہم سالک مناسک مرضیات دوستان حق **خواجہ احمد** علیہ الرحمہ

موصوف لاہور کی قوم پراچہ سے تعلق رکھتے تھے ان کا شمار حضرت خواجہ قدس سرہ

Marfat.com

کے اصحاب میں ہوتا ہے، حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ محبت واخلاص کی نسبت درست کر کے دل و باطن کے پیوستہ ہو کر آپ کی درگاہ لطف وعنایت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

انہی دنوں وہ آپ کی جانب سے سخت خدمات پر مامور ہوئے اور ان نازک خدمات سے عہدہ برآ ہو گئے، اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ جب آپ حجاز مقدس کے سفر کے لئے عازم ہوئے تو آپ کے دل انور میں یہ خیال آیا کہ مخلصین میں سے کسی ایک کو خشکی کے راستہ بھی بھیجا جائے تا کہ اس راہ کے حقائق سے کما حقہ واقفیت حاصل کی جا سکے اور پھر اس کے واپس آنے کے بعد فیصلہ کیا جائے، اسی خواہش کے تحت آپ نے اس خدمت کے لئے خواجہ احمد کی طرف اشارہ فرمایا تو انہوں نے مردانہ وار اس طرف قدم ہمت بڑھایا، تین سال کے سفر حجاز کے بعد وہ واپس آئے اور انہوں نے اس سفر کے خشکی کے راستہ آسانیاں اور دشواریاں بیان کیں۔

انہوں نے آپ کی خدمت میں کچھ عرصہ بسر کیا اور آپ کے حین حیات ہی اس زندگی کے عارضی لباس کو اتارا، (فوت ہو گئے) اِنا للہ وَاِنا اِلیہ راجعون

منہم، ذکر ومراقبہ کے آرزومند **مخدوم میاں شیخ کمال** علیہ الرحمہ

موصوف ریاضت ومجاہدہ کے اکابر بزرگوں میں سے تھے اور انہوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ حضرت شیخ بہلول قادری کی خدمت میں تصفیہ اور تزکیہ کے ساتھ گزارا تھا اور وہاں سے سعادتیں حاصل کی تھیں، جب حضرت خواجہ کے ظہور کے ابتدا میں شیخ بہلول رحلت فرما گئے تو ان کے وصال کے تیسرے روز حضرت خواجہ تعزیت کے لئے حضرت شیخ کے ہاں تشریف لے گئے، وہاں میاں شیخ کمال کی نظر حضرت خواجہ کے جمال باکمال پر پڑ گئی تو انہوں نے اپنا ہاتھ عقیدت مندی سے حضرت خواجہ کے ہاتھ میں دے دیا اور اپنے اہل وعیال سمیت درویش آباد قلعۂ فیروزی میں سکونت اختیار

Marfat.com

کر لی، پھر بہت ہی کم عرصہ میں بڑے بڑے انعامات حاصل ہوئے۔

ان میں سے ایک غیب کا کشف اور ارواح طیبہ کا شہود ہے جو انہیں پوری طرح حاصل ہو گیا تھا چنانچہ حضرت خواجہ خود کبھی کبھار ان سے بعض احوال کے کشف کے سلسلہ میں نشان کرتے اور توجہ کرنے کا امر فرماتے تو وہ کچھ دیر کے لئے اپنا سر مراقبہ میں جھکاتے، پھر ان کے داہنے شانہ میں حرکت ہوتی اس وقت وہ سر اُٹھاتے اور جو اطلاع ملتی اس سے آگاہ کرتے، اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان سے کبھی حضرت احرار قدس اللہ سرہ کی روح مبارک سے استفسار کرنے کا امر بھی فرماتے تھے تو وہ انہی الفاظ میں جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہ تکلم خاص فرماتے تھے بیان کیا کرتے تھے اور وہ الفاظ میاں شیخ کمال کے کانوں تک نہیں پہنچتے تھے مثلاً برادر اور چچا وغیرہ، حضرت خواجہ انہیں خوش طبعی کے طور پر نجومی کہا کرتے تھے۔

جب میاں شیخ کمال کے کشف کی تیزی کی شہرت شہر (دہلی) میں پھیلی تو ہر محلہ اور کوچہ سے بہت سے لوگ ان کے پاس آنے لگے اور جو کوئی جو کچھ بھی پوچھتا اُسے اس کا جواب مل کا تا، جب اس تکبر کا علم حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو ہوا تو انہوں نے اس معاملہ کی نازیبائی کو حضرت خواجہ کی سمع مبارک تک پہنچایا، تو حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی صوابدید کے مطابق ان کے کشف کو روکنے کی طرف توجہ کی اور جناب میر سید احمد سے فرمایا کہ جاؤ اور میاں شیخ کمال کے کان میں جا کر کہو کہ میں نے تمہارے باطنی کشف کے شگاف کو تنگ کر دیا ہے، جناب میر اُسی وقت گئے، انہوں نے مذکورہ پیغام میاں شیخ کمال کے کان میں کہا، ابھی ایک ساعت ہی گزری تھی کہ میاں شیخ نے واویلا کرنا شروع کر دیا، اسے جزا اور سزا سے تعبیر کیا، چند روز تک ان کا یہی حال رہا آخر حضرت خواجہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی اور انہیں اس سے زیادہ بلند مرتبہ حال سے روشناس کروایا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ کے وصال کے چند سال بعد تک میاں شیخ کمال بقید حیات رہے اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت وصحبت میں رہ کر اپنی نسبت کو خاص تقویت دی بالآخر انہوں نے وصال کا خالص ذائقہ چکھا یعنی عالم قدس کی جانب انتقال فرمایا، مرحوم کی پسندیدہ عادات سے آراستہ دختر خلافت مآب میاں شیخ رستم کے فرزندوں کی والدہ ہوتی ہیں جو کہ اپنے اوقعات عصمت اور پاکیزگی سے بسر کر رہی ہیں۔

منہم زبدۃ الموحدین صاحب سر وعمان **حافظ حبیب لاہوری وحبیب ناگوری**

یہ دو عزیزان جملہ خوش نصیب سعادتمندوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے مستقر اصلی اور اپنے خاندانی اطوار ترک کر کے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں بسر کئے اور اس سلسلہ (نقشبندیہ) علیہ کی نسبتوں سے فائز ہوئے، وہ اس دنیا میں اس دنیا اور اس کے تمام علائق سے لاتعلق ہوگئے۔

منہم مناسک حرمین شریفین سے فائز **حاجی عبید اللہ سندہی**

موصوف حضرت خواجہ کے ظہور کے آخری ایام میں مناسک حج کی ادائیگی کے بعد اپنے وطن (سندھ) جاتے ہوئے دہلی میں حضرت خواجہ کے دیدار شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے آپ کی خاطر اپنے وطن جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور کامل اخلاص وارادت سے طریقہ شریفہ میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد انہیں آپ کے آستانہ متبرکہ کی جاروب کشی کی سعادت نصیب ہوئی اور انہوں نے عرصہ دراز یعنی تقریباً سترہ سال تک یہ خدمت انجام دی، انہوں نے اس تمام مدت میں بہت ہی کم معیشت اور آمدنی میں اس مقدس مقام پر آنے اور جانے والوں کی مہمانداری مناسب طریقہ پر کی، ان کی سخاوت، ہمت اور خدمت کی بدولت آپ کا گوشۂ منورہ (روضۂ حضرت خواجہ) اس وقت کے مشائخ کا مرجع ومرکز بن گیا۔

Marfat.com

آخرکار انہوں نے اپنی فتنہ پرداز اور نااہل زوجہ کے ہاتھوں شربت شہادت پیا، ان کی یہ بے سعادت بیوی بھی چند روز کے بعد بہت رُسوائی کے ساتھ قصاص میں دھر لی گئی۔

ان کی شہادت کے بعد میاں شیخ عبدالرحمٰن بنوری برادرزادہ جناب شیخ عمر بنوری کہ جن کا ذکر ابھی چند اوراق پہلے کیا گیا ہے، اپنے وطن اور مسکن (بنور) سے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حکم پر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ وہاں آئے اور آستانہ عالیہ کی مجاورت کی خدمت پر مامور ہوئے۔

موصوف بھی صفاء باطن اور صحیح اطوار سے آراستہ ہیں اور حضرت خواجہ کی صحبت میں رہ کر طریقہ کے اخذ کا شرف حاصل کیا تھا۔ آنے جانے والوں (زائرین) کو کھانا دینا اور ان کی خدمت پر کامل توجہ مرکوز کررکھی ہے، انہوں نے بارہ سال تک یہ خدمت انجام دی، حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے وصال (۱۰۴۳ھ) کے بعد انہوں نے اپنے وطن (بنور) کی طرف مراجعت کی۔

ان دنوں (۱۰۴۴ھ) ایک اور درویش شیخ عالم جن کا نام ہے اور وہ نامرادی، صلاح اور عبادت سے آراستہ ہیں، اس سعادت سے مشرف ہیں۔

یاالٰہی اس آستانہ شریفہ کی یہ خدمت اور جاروب کشی کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ الامجاد کے صدقہ تاقیامت درویشوں اور صلحاء میں رائج رہے۔

منہم سلیم الوضع عالم باعمل **ملا اسد ہاری**

ان کا تعلق کنبو قوم سے ہے، انہیں حضرت خواجہ کے دہلی میں ابتداء ظہور کے وقت ہی صحبت کا شرف حاصل ہوگیا تھا، موصوف حضرت خواجہ قدس سرہ کے معاملات زندگی میں میاں شیخ اللہ داد کے معاون ودستیار تھے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں

Marfat.com

بدستور سابق دیہ اور بازار کے تمام معاملات کی انجام دہی پر مامور رہے اور اس کے ساتھ شغل، ذکر، عبادت اور اطاعت میں زندگی بسر کی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی رحلت کے چند سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

منہم حُجۃ الباہرہ من اللہ سبحانہ اھل شجاعت **شیخ بایزید** علیہ الرحمہ

موصوف اپنے وقت کے نغمہ ساز اور گلوکار تھے، وہ اپنے اس فن میں کامل مہارت رکھتے تھے، ایک روز وہ خواجہ احمد پراچہ (لاہوری) کے ہمراہ حضرت خواجہ کے دیدار منور سے مشرف ہوئے تو اسی وقت اپنی وضع اور کردار سے رجوع کر لیا اور پھر پوری نیازمندی اور انکساری کے ساتھ طریقہ کی تعلیم کی درخواست کی اور شغل حاصل کرنے کی سعادت سے مشرف ہو کر دن رات مراقبہ اور استغراق میں زندگی گزارنے لگے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے دیدار مبارک اور دل و جان سے پروانہ وار عاشق ہو گئے، صاحب اولاد اور دو جوان سال بیٹیوں کے باوجود انہیں روزگار کا کوئی غم نہیں تھا، ان کے دل میں یادِ حق کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی، انہوں نے اسی طرح آپ کی خدمت میں رہ کر اس دنیا سے انتقال کیا۔

منہم شرفیات لطف وعنایتِ عزیزان **ملا دُولہ**

موصوف حضرت خواجہ کے ظہور کے درمیانی زمانہ میں ملک پنجاب سے دہلی آئے اور آپ کے عزیزوں اور درویشوں کی صحبت اختیار کر کے سعادت کا کسب کیا، آپ کے آخری ایام حیات میں طریقہ سے مشرف ہوئے، ان کی کامل خوش نصیبی یہ تھی کہ جب حضرت خواجہ اپنے حاضر خدمت اصحاب کو یاد فرماتے تو اس طرح مخاطب ہوتے کہ میاں شیخ اللہ داد سے لے کر ملا دولہ تک سب جانتے ہیں کہ بات ایسے اور ایسے ہے، حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے ان کا تعلق قائم

Marfat.com

ہو گیا تھا وہ آپ اور مخدوم زادہٗ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کی صحبت میں رہنے لگے، یہاں تک کہ اس دنیا سے انتقال کر گئے۔

یہاں اس لاحقہ کا پہلا حصہ ختم ہوا، جس کا خاص موضوع حضرت خواجہ قدس سرہ کے تمام ان اصحاب کا ذکر ہے جو آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ محبت واخلاص کا رابطہ رکھتے تھے اور آپ کی صحبت میں فوائد ارجمند حاصل کیے تھے اور انہیں یہ خصوصیت حاصل تھی کہ حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد وہ آپ سے وابستہ ہو گئے تھے۔

ورنہ درحقیقت حضرت خواجہ کے ظہور سے قبل جب آپ مولانا بزرگ (خواجگی امکنگی) کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے سمرقند گئے تھے تو حضرت خواجہ حسام الدین احمد ہی آپ کے خلیفہ و جانشین اور داعی تھے۔

چنانچہ حضرت میاں شیخ تاج (الدین سنبھلی)، حضرت الہ داد، میاں شیخ رفیع الدین (محمد)، میر سید احمد، مرزا منصور بیگ بن مہدی خان، ملا قاسم علی، شیخ ابا بکر وغیرہ ان دنوں حضرت خواجہ کے سمرقند سے (خلافت یاب ہوکر) واپس آنے کا انتظار کرنے والے اصحاب آپ کی ہی خدمت میں جمع رہتے تھے۔

یہ قصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قصہ کی مانند ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے ابتدائی ایام اور ظہور نبوت سے پہلے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حرا میں آمد و رفت فرماتے تھے تو ان دنوں میں آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ، جانشین اور داعی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) ہی تھے اور آپ کے اکثر اصحاب کرام حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد ابن ابی وقاص، حضرت عمار یاسر و حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جمع ہوتے تھے اور آپ ہی

Marfat.com

کی دلالت اور نصیحت کی بدولت انہیں آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا اور ظہور نبوت تک ان اصحاب کے نان ونفقہ، کپڑا، رہائش اور روزگار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہی ذمہ تھا۔

اسی طرح حضرت خواجہ قدس سرہ کے ظہور سے پہلے مذکورہ بالا اصحاب حضرت خواجہ حسام الدین کی خدمت میں جمع ہوکر گزر بسر کرتے تھے اور آپ کے فوائد خاصہ سے مستفید ہوکر نفع حاصل کرتے تھے اور پھر حضرت خواجہ کے سمرقند سے واپس آنے پر ان میں سے اکثر مذکورہ اعزہ آپ ہی کی رفاقت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت مبارک میں پہنچے تھے۔

Marfat.com

# قسم دوم

بعض ان عزیزوں کے احوال جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں ارادت مندی کے ساتھ حاضر ہوئے اور آپ کے زیر سایہ رہ کر پرورش پائی۔

اس باب میں ایسے اکثر مخلصین کا ذکر کیا جارہا ہے جو سن شعور کو پہنچنے کے بعد طلب حق کی سعادت سے مشرف ہوئے، آپ نے اپنے معاصر اکابر مشائخ کو ان کی تربیت کے لئے بڑے عمدہ طریقہ سے سفارشات لکھیں، چنانچہ ان میں سے ہر ایک کے احوال کے ضمن میں بیان کیا جائے گا لیکن ان میں سے بعض حضرات جو آپ کے حضور رہ کر گزر بسر کر رہے تھے ان کے افسردہ حال پر آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے بذات مبارک خود ذکر کی تلقین فرمائی ہے۔

منہم عالم عارف منفرد عن علائق، بحر حقائق کے غوطہ زن، صاحب نفس قدسیہ، فطرت طاہر یہ زکیہ، ہادی باللہ مہدی......ضیاء الملت والدین حضرت **خواجہ محمد عبداللہ** زید کمالہ

موصوف حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کے ثمرۂ فواد اور صفوۂ لطائف ہیں، صرف دو سال کے تھے کہ حضرت خواجہ اس پُر ملال دُنیا سے حضرت ذی الجلال کی تحویل میں چلے گئے، حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد انہوں نے ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کی والدہ ولی نعمت کے حضور پرورش پائی، مدرسہ جانے کے بعد اور دایہ کی

Marfat.com

آغوش چھوڑنے کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی شفقت اور محبت کے سایہ میں پناہ لی، تعلیم و تحصیل کے مقامات بڑی تیزی سے طے کرنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ صرف دس ماہ میں ان کی بلند فطرت سے ان کا فہم درخشندہ ہو گیا جبکہ دوسرے بچوں کو یہ سب کچھ دس سال میں بھی حاصل نہیں ہوتا، دس سال کی عمر میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کرلیا اور اکثر منظوم و منثور رسائل فارسی بھی پڑھ کر فارغ ہو گئے، پھر گیارہویں سال میں تراویح کی نماز میں قرآن پاک سنایا اور پندرہویں سال انہوں نے مطول، تلویح، ہدایہ اور بیضاوی کے مطالعہ پر کامل دسترس حاصل کرلی، یہاں تک کہ شاگردی کے بندھن سے آزاد ہو گئے، اس کے بعد تو تمام مروجہ فنون اور مشکل علوم اور اس کے جزوی خصائص بھی ان کی نظر مبارک میں آجاتے تھے اور وہ تھوڑی سی توجہ سے ہی کتاب میں جو کچھ ہوتا اس سے آگاہ ہو کر اس کی تدریس کے قابل ہو جاتے۔

مختصر یہ کہ سابق زمانہ میں مقدس اصحاب میں جس عجیب حالت کا ظہور ہوتا تھا ان کی فطرت پاک میں اس کا مشہود احساس ہوتا تھا۔

اسی طرح سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں تصوف کے رسائل اور کتابوں کے مطالب پر صاحب ذوق اصحاب کے اقوال کے مطابق ان کی مشکلات (مغلق مقامات) حل کرنے لگے تھے۔

پھر اسی عمر مذکورہ میں آپ سے اجازت لے کر حضرت میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی صحبت کے انوار سے بہرہ یاب ہونے کے لئے سرہند تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہ کر ان کے شغل اور طریقہ کے اعمال کی مشق کی، ان کے احوال، مقامات، حقائق، معارف، علوم اور کشوف خاصہ کے بارے میں کامل علم حاصل کرنے کے بعد دہلی کی طرف رجوع کیا۔

پھر عرصہ کے بعد برادرم نے ان کی صحبت مکرر کا عزم کیا تو انہیں لاہور میں پایا،

Marfat.com

ان کی خدمت میں چھ سات ماہ گزارے پھر اجازت نامہ ارشاد کے ساتھ (دہلی) رجوع فرمایا اور اب اس عالی نژاد (خواجہ خرد) کی عمر مبارک چوبیس سال ہو چکی ہے، انہیں حضرت میاں (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کے علوم و معارف کا اس قدر ادراک اور فہم اس عمر میں حاصل ہو چکا تھا کہ ان کے خلفاء و اصحاب کے دسویں حصہ کو بھی حاصل نہ ہوا ہو، حضرت میاں قدس سرہ کے بہت سے مکاتیب اور رسائل اس بزرگ نژاد کے نام صادر ہوئے ہیں۔

اس عالی نژاد (خواجہ خرد) کے نام اس نوعیت کے مکاتیب سوائے حضرات مخدوم زادگان کرام بلند استعداد یعنی حضرت میاں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے کوئی دوسرا انتخاطب اس طرح کی اہلیت نہیں رکھتا اور دوسروں کو صرف حضرت میاں کے دستخط کے تبرک سے زیادہ فائدہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی حضرت خواجہ خرد کے نام ان صاحبزادگان کے مکاتیب ہیں)

الغرض (حضرت میاں قدس سرہ) کے حضور ان مذکورہ صحبتوں کے ختم ہونے پر اس عالی نژاد (خواجہ خرد) کے پائے استقامت میں تردد واقع ہو گیا تو وہ واپس اس درویش آباد (قلعہ فیروز آباد، دہلی) میں آ کر علوم و معارف اور کمالات کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔

انہوں نے ہمارے حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) کی خدمت میں نہایت نیاز مندی سے حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ کے رسالہ قدسیہ پر عبور حاصل کیا، اس تلمذ اور تبرک کے دوران انہوں نے آپ سے بہت سے معنوی فوائد کا اکتساب بھی کیا۔

آپ کے سال وصال کے زمانہ میں انہوں نے کسب کمالات کی نیت سے آپ کی رفاقت اختیار کی اور آپ کے ہمرکاب اکبر آباد گئے، اس بلدۂ شریفہ میں موصوف دو تین ماہ شب و روز آپ کی صحبت میں حاضر رہے، آپ کی توجہات مبارکہ میں بڑی

Marfat.com

بڑی ترقیاں کیں، مذکورہ مدت کے بعد آپ کی اجازت سے وہ واپس دہلی آ گئے۔

ان ایام میں کہ ۱۰۴۴ھ ہے ان کی عمر مبارک تینتیس (۳۳) سال کی ہوگئی ہے، وہ تمام صوری و معنوی کمالات سے آراستہ ہو کر تجرد، دنیا کی فریب دینے والی دولت سے بے نیاز ہو کر حسن معاشرت، خلق خدا میں رہ کر وسعت حوصلہ، نظر کی بلندی، صفاء وقت اور سبک روحی جیسے پاک خصائص سے متصف ہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں حضرت عمر بن دینار رحمۃ اللہ سبحانہ کی روایت ہے کہ میں نے ابن عباس کی مجلس میں تمام مجالس سے بہتر اصحاب کو دیکھا ہے جہاں فقہ، تفسیر، عربی ادب، ایام اور انساب کے رموز و نکات، اور رائے زنی اور اشعار کے بارے میں بھی بحث ہوتی تھی، ان تمام اُمور سے واقفیت حاصل ہوتی تھی، حضرت خواجہ کی مجلس پر بھی یہی بات صادق آتی ہے۔

آج کل اس مخدوم زادہ جیسا اپنے بلند مرتبہ حال، کثرت فضائل اور صفاء وقت کے ساتھ اس قدیم سرائے (دنیا) میں کوئی کم ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کی ذات بابرکات کو دنیا کی آفات اور خطرات سے اپنی پناہ میں رکھے اور مجھ (مؤلف) جیسے بے ناموس، بے زبان اور اس خاندان عالی شان کو بدنام کرنے والے کو اس مخدوم زادۂ فلک آستان (خواجہ خرد) کے جوہر پاک کی حرمت کے باعث اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، آمین یارب العالمین۔

منہم حضرت **بی بی زہری** دام اللہ ظلالہا علی کافۃ الوریٰ

موصوفہ حضرت خواجہ حسام الدین کی دوسری زوجہ محترمہ اور حضرت مخدوم زادہ کمالات انتساب خواجہ سراج الدین محمد طال عمرہ کی والدہ ہیں، اس عزیزہ کی تعریف و توصیف اور وضع داری یہ ہے کہ انہوں نے چوبیس سال تک آپ کے ساتھ منسلک رہ کر آپ کے آداب، تعلیم، تلقین اور تفہیم میں اختصاص حاصل کیا اور اس میں انہوں نے

Marfat.com

اپنی ساری قابلیت وصلاحیت صرف کردی اور وہ کون سی ایسی استطاعت اور خوبی تھی جو انہوں نے نکاح سے لے کر آپ کے سال وصال تک آپ کی مصاحبت میں صرف نہ کی ہو، آپ کے مشرب، کردار، زندگانی، عقل و دانائی، عبادات واطاعات، اشغال و مراقبات اور آپ کے تمام خصائص سے کامل واقفیت حاصل کرلی تھی۔

آپ نے اپنے تمام مالی معاملات بھی انہی کے سپرد کرر کھے تھے، چنانچہ اس کی کچھ تفصیل آپ کی عادات کی فصل میں بیان کی جاچکی ہے۔

جناب خلافت مآب میاں شیخ رستم سے روایت ہے کہ جب جلیلۃ الملۃ والدین ام الکرام حضرت بی بی فاطمہ جو کہ بڑے مخدوم زادہ خواجہ جمال الدین حسین کی والدہ تھیں کی وفات کے ایک عرصہ بعد حضرت اُمّ العارفین (بی بی زہری) کے ساتھ نکاح کا واقعہ ہوا وہ اس طرح کہ ایک روز آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سید السادات ومنبع الکمالات شیخ محمد یوسف سجادۂ نشین شیخ عبدالوہاب بخاری علیہ الرحمۃ والغفران تشریف لائے، یہ اس عالی نژاد، صاحب سجادہ کو آپ کے ساتھ خاص محبت اور کامل عقیدت حاصل ہوگئی تھی، وہ ہر فرصت کے موقع پر آپ کی زیارت کا قصد کرتے تھے اور ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے جس سے وہ انتہائی درجہ نیازمندی اور کسر نفسی سے طریقہ کی تعلیم کی درخواست کرتے تھے، لیکن آپ اپنے دستور کے مطابق اس امر سے بہت ہی انکسار سے کام لیتے ہوئے خود کو دُور رکھتے تھے، اس روز آپ کے دل مبارک میں یہ بات آئی کہ وہ بات کریں کہ جس سے اپنے ہی حال کا قصور ظاہر ہو ممکن ہے کہ اس سے وہ عالی نژاد صاحبزادہ تعلیم طریقہ کی درخواست پر زیادہ مبالغہ نہ کرنے پائیں جس پر آپ نے فرمایا کہ ان دنوں مجھ پر بڑی عجیب سی کیفیت طاری ہوئی ہے کہ خواجہ جمال الدین حسین کی والدہ کی بیماری کے دوران مجھے بالکل ہی ان کی صحت کے لئے دعا کی توفیق نہ ہوئی، لیکن ان ایام کہ ان کی وفات کو عرصہ دراز گزر چکا ہے ایک روز میرے

Marfat.com

دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں توجہ کروں کہ وہ زندہ ہو جائیں۔

میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ خود کو اس امر خطیر پر تنبیہ کروں لیکن کسی طرح بھی وہ خواہش میرے دل سے رفع نہیں ہوئی مجبوراً میں نے دعائیں کیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ نہ نکلا، وہ بزرگ زادے جو کامل ادب اور وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس بات پر تعجب نہ کیا بلکہ عرض کی کہ آپ نکاح ثانی کے لئے راضی ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا میں تو نکاح (ثانی) پر رضامند اور خوش ہوں۔ جس پر اس بزرگ زادہ نے کہا کہ اب آپ کی دُعا قبول ہوگئی ہے اور اس کا اثر بھی ظاہر ہوگیا ہے اور چونکہ آپ اس مواصلت (نکاح) پر راضی ہیں تو گویا آپ کی پہلی بیوی پھر سے زندہ ہوگئی ہیں، آپ اس صاحبزادہ کی اس توجیہ اور تاویل سے بہت خوش ہوئے اور اس بزرگ کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ اس بزرگ زادہ کی مجھ سے عقیدت اور اخلاص بالکل صحیح اور درست ہے۔

الغرض حضرت اُمّ العارفین (بی بی زہری) بہت کم وقت میں حضرت اُمّ الکرام (بی بی فاطمہ) کے مقام پر پہنچ گئیں اور وہ ظاہری و باطنی طور پر اس زین المغفورات (بی بی فاطمہ) جیسی محبت و ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں، یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات مبارکات میں سے ایک صاحبزادی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے نام پر ان کا نام فاطمہ زہرٰی تھا، چنانچہ اسی طرح وہ بھی ان دو ذات کرام میں منقسم ہوگئیں، ان کے نام کا پہلا جز تو حضرت اُمّ الکرام (بی بی فاطمہ بنت شیخ مبارک ناگوری) کے نام سے اور دوسرا جز حضرت اُمّ العارفین (بی بی زہرٰی) سے مل کر بی بی فاطمہ زہرٰی بنا ہے جو ان دو ذوات طیبہ کے ایک دوسرے کے کمالات عالی شان کے ایک دوسرے مین ضم ہونے کے باعث ہے، جو حضرت اُمّ العارفین کے کمالات کے باعث ہے جو کہ آپ کی عادات کریمہ کی فصل میں درج ہو چکا ہے اور اس مقام پر اس کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ قدوۃ

Marfat.com

المطاہرات ہمیشہ اپنی توجہ آپ کے اشارہ چشم سے فرمان کے صادر ہونے کی منتظر رہتی تھیں اور آپ کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھاتی تھیں۔

شدید فقر اور غربت کے زمانہ میں بھی انہوں نے کسی قسم کا تقاضا یا حاجت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صبر و قناعت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، جس حال میں بھی ان کو رکھا گیا وہ اس میں خوش رہیں۔

آپ کی وفات سے سات آٹھ سال قبل ایک قسم کی وسعت اور فراغت (مالی خوش حالی) رہی، مدد معاش حاصل رہی اور لاہور والی حویلی کا ہر سال کے آغاز پر کرایہ بھی تین چار ہزار روپے کے برابر آ جاتا تھا جس پر آپ نے اپنا اور اپنی اہلیہ کا تھوڑا سا قرض ادا کرنے کے لئے کمر ہمت باندھی اور اپنی اس زوجہء محترمہ کے سپرد کر دیا کہ وہ اُدا کریں۔

ان امور میں سے جو اس مسکین (مؤلف) کے ذہن میں اس وقت محفوظ ہیں چند اخراجات ہیں جو کہ طبعی اور رسمی ضروریات میں سے ہیں اور ان پر ہر سال بہت سا روپیہ صرف ہو جاتا تھا۔

سب سے پہلے تو درویش آباد قلعہ فیروزی کے قرب و جوار میں رہنے والے اکثر ایسے افراد بھی تھے جن سے آپ کا کوئی نسبی تعلق بھی نہیں تھا لیکن آپ ہر روز انہیں نان پختہ (پکے ہوئے نان) اور ان میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے کسی نہ کسی تقریب سے غلہ خام مقرر کر رکھا تھا، جس پر ہر سال تقریباً چار سو روپے خرچ ہو جاتے تھے، اس کے علاوہ تقریباً ہر سال ہمارے مشائخ میں سے چالیس بزرگوں کے عرس وہ خاتون محترمہ کرواتی تھیں اور ہر عرس کے لئے دن مقرر کر دیئے گئے تھے اور ہر عرس پر تقریباً بیس روپے خرچ ہو جاتے تھے اور اس قسم کے اخراجات پر ہر سال پانچ چھ سو روپے تک صرف ہو جاتے تھے، اس پر یہ بھی ہوتا تھا کہ نواب سپہ سالار مہابت خان جب دہلی میں

Marfat.com

ہوتا کبھی روزانہ اور کبھی دو روز بعد اس کی تالیف قلب کے طور پر کھانے کے وقت کھانے کے نوطشت اس کے ہاں بھیجے جاتے تھے جس پر ہر مرتبہ دس بارہ روپے خرچ آتے تھے جس پر ہر سال تقریباً دو ہزار روپے خرچ ہو جاتے تھے۔

دیگر یہ بھی ہوتا تھا کہ آپ کی ہمشیرہ عزیز خان زادہ ماہ رحمہا اللہ سبحانہ کے متعلقین جو کہ تعداد میں ساٹھ ستر افراد تھے کی غم خوری بھی انہیں زوجۂ محترمہ کے ذمہ تھی اور ان میں سے ہر فرد کے لئے دو دو یا تین تین روپے ہر ماہ کے آغاز پر دیئے جاتے تھے، جس پر ہر سال پندرہ سو روپے خرچ ہو جاتے تھے۔

اسی طرح (خانقاہ شریفہ) کے مقیم مسافروں اور صلحاء وغیرہ جو کبھی کبھار خلق خدا کی خدمت کے لئے آپ کے حکم پر ٹھہر جاتے تھے جن کے خرچ کے لئے تقریباً پچاس روپے اپنی زوجۂ محترمہ کے حوالہ کرتے تھے یہ خرچ بھی ہزار روپے سے زیادہ ہو جاتا تھا۔

اسی طرح بعض ترکیبات، ادویات اور مفید عطریات جو کہ آپ بوقت ضرورت عامہء خلق کو دیتے تھے مثلاً مومیائی عملی، حب رام موتی، کو یہاء انہراک، فالج کے علاج کے لئے تیل، پیسے ہوئے دانے، عرق گلاب، عبیر، موم اور تیل اور اس قسم کی دیگر اشیاء محض خدا واسطے صرف کرنے کیلئے تیار رکھتے تھے اور اس پر تقریباً ہر سال پانچ سو روپے خرچ کرتے تھے۔

الغرض آپ ہمیشہ کمر ہمت باندھ کر اور ارادہ مصمم کر کے منتظر رہتے تھے کہ کسی بھی آسان تقریب اور حیلہ سے امداد فرماتے رہیں اور اپنے گھر پر نگاہ نہ فرماتے تھے اور وہ محترمہ (بی بی زہری) بھی عورتوں کی طرح عاقبت بینی کی ناقص فکر کو اپنے خیال میں ہی نہیں لاتی تھیں اور ان مذکورہ اخراجات پر تنگ دلی اور ملال کا اظہار نہیں کرتی تھیں، ہر سال اس خرچ میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا۔

Marfat.com

اب اس پاکباز خاتون پر قرض زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا تھا لیکن آپ کے آزادانہ اخراجات اور ایثار میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

چنانچہ مجھے آپ کی زبان مبارک سے کئی بار یہ سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وعنایت سے مجھے یہ ہرگز یاد نہیں ہے کہ جب کبھی بھی میں خواجہ سراج الدین محمد کی والدہ کے گھر گیا تو وہاں صادق الاخلاص مریدوں میں سے کسی نہ کسی کی طرف سے کوئی گراں قسم کی سخت ضرورت جو غیر واجب بھی ہوتی تھی اور کسی نہ کسی مکر اور حیلہ بے وقت وبے جا فرمائش نہ کی گئی ہوتی تھی، وہ محترمہ اس سے کبھی روگردانی نہیں کرتی تھیں، لیکن ہم خود ہی گہری نظر سے یہ دیکھ لیتے تھے کہ یہ کوئی شخص گویا اس طرح فرمائش کررہا ہے جیسے کوئی کسی کے گھر غارت گری وتباہی سے داخل ہوا ہو، لیکن پھر بھی ہم محترمہ کی فرمائش قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

یہ گویا ان نیک نہاد محترمہ کے قابل تعریف خصائص ہی تھے اور آپ کی عنایت، التفات اور شفقت ان کے شامل حال رہی، چنانچہ جب آپ نے اپنا مختصر سا وصیت نامہ لکھوایا تو اس میں فرمایا کہ ہم اس محترمہ سے راضی ہیں اور جو کوئی ہمیں راضی رکھنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ وہ انہیں راضی رکھے۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے وصال کے بعد محترمہ نے جو عجیب عادت اپنائی وہ طبقہ نسواں کے حوصلہ سے خارج ہے، وہ ہمیشہ کسی نہ کسی طور سے روزہ رکھتی تھیں اور انہوں نے گوشت، گھی، مٹھائی، پھل اور اہل دنیا کی طلب کی تمام اشیاء ترک کردی تھیں، موصوفہ زمین پر ہی آرام فرماتی تھیں، آپ ہر روز نوسیپارے تلاوت کرتی تھیں۔

اس معمول کی ریاضت کے علاوہ فقراء ومساکین کو کھانا دینا اور سرکار (خانقاہ) کے انتظام، متعلقین کی تربیت، گھر کے خاص افراد کی نگہداشت، نام وناموس کی حسب سابق حفاظت کرنا بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

Marfat.com

اے رب کریم اس قابل تعریف مخدومہ کی ذات والاصفات کو جہاں تک ممکن ہو ہو سکے ہر قوم کے ہادی کے صدقہ محفوظ و مامون رکھنا۔

منہم ......[1] ابوالنصر **خواجہ جمال الدین حسین** زید کمالہ

آپ حضرت کے بڑے صاحبزادہ ہیں اور وہ آپ کی نظر عنایت و شفقت سے مشرف ہیں، ان کی ولادت حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے وصال سے تین سال پہلے ہوئی تھی، چونکہ آپ کے اکثر بیٹے کم عمری میں ہی فوت ہو جاتے تھے، اسی لئے آپ اسے حضرت خواجہ کے حضور لائے کہ آپ اس کی درازی عمر کی دعا کریں اور اس کا نام بھی رکھیں، جس پر حضرت خواجہ نے انہیں عمر اور حصول کمال کی بشارت دی۔ نام رکھنے کی رسم کے طور پر نفحات الانس (جامی) سے فال نکالی گئی اور اس کو دیکھنے کے بعد یہ نیک فال سامنے آئی کہ اس کا نام خواجہ جمال الدین حسین رکھا جائے اور وہ جس کی جڑیں خالص، مضبوط اور اس کا کمال سائبان کی مانند ہوگا (یعنی فرزند خواجہ جمال الدین) کی تربیت آپ کی آغوش میں ہوئی، بہت ہی کم وقت میں بزرگانہ عادات واطوار سے مشرف ہو گیا۔

آپ فرماتے تھے کہ خواجہ جمال الدین حسین سے سن تمیز (شعور) سے لے کر جوانی کے وسط تک کسی قسم کی بے ادبی، شوخی، بدگوئی اور بیٹھنے اٹھنے میں بے ادبی جو کہ بچپن اور جوانی کا تقاضا ہے سرزد نہیں ہوئی، اس نے ہمیشہ غربت، نامرادی (بے جا خواہش) اور خاموشی سے کام لیا۔

اگرچہ مجھے کبھی کبھی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اس کے قول و فعل میں کوئی شوخی دیکھوں، لیکن کبھی ایسا نہ ہو سکا۔ آپ کی بہترین کوشش سے وہ بزرگ زاہ صرف بیں

[1] اصل مخطوطہ میں عنوان کیلئے سرخ روشنائی استعمال کی گئی تھی اس لئے مائیکروفلم میں یہ الفاظ نہیں آسکے۔

Marfat.com

سال کی عمر میں ہی مطول اور ہدایہ پڑھنے کے قابل ہو گئے، صاحب مطالعہ بھی بن گئے، عبادات وطاعات میں سخت ریاضت کرنے لگے، پھر روزے، قیام (عبادت)، تلاوت اور اذکار میں مشغول رہنے لگے۔ موصوف اپنی طبیعت اور خواہش کو نفس امارہ کی طرف راغب نہیں ہونے دیتے تھے۔

وہ عیش وعشرت پسند لوگوں اور دنیاوی عزت وجاہ کے طالب لوگوں سے کنارہ کش رہتے، فقراء اور صلحاء کے ساتھ میل جول پسند کرتے تھے، انہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کے مریدین خاص کے ساتھ ربط قائم کر لیا تھا۔ انہیں کے ساتھ سونا، کھانا اور نشست وبرخاست رکھتے تھے۔

انہی دنوں انہوں نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حکم پر حضرت میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی صحبت کے ارادے سے کئی قسم کی ریاضات، اوراد واشغال کے لئے سرہند کا سفر اختیار کیا اور وہاں پانچ چھ ماہ حضرت میاں کی صحبت میں گذار کر بہت اعلیٰ فوائد حاصل کئے، مذکورہ مدت کے پورا ہونے کے بعد وہ حضرت کی خدمت میں واپس آکر اپنے اوقات کی پابندی اور باطن کو منور کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اسی زمانہ میں اپنے چچا حضرت (خواجہ علاء الدین حسین) کے مبالغہ واصرار پر پادشاہ معظم وخاقان مکرم حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کی ملازمت اختیار کر لی، اس پادشاہ مغفور اللہ اس کی قبر کو ٹھنڈا رکھے کے انعامات خسروانہ سے نوازے گئے اس مرحوم بادشاہ کا ان کے متعلق ارادہ یہ تھا انہیں منصب اور معقول جاگیر سے اختصاص بخشے اور پھر انہیں بتدریج ان کے جد بزرگوار (نواب غازی خان بدخشی) کے مرتبہ پر پہنچائے لیکن اس بزرگزادہ نے منصب قبول کرنے میں تامل سے کام لیا اور اپنی طبیعت شریف کی فقر و نامرادی سے رغبت کا اظہار کر کے اس سے انکار کر دیا، اس وقت حضرت

Marfat.com

خواجہ حسام الدین احمد کی توجہات صوری ومعنوی نے بھی ان کی مدد کی، ایک قابل اعتماد راوی سے منقول ہے کہ ان دنوں بادشاہ مغفور ان کو اعزاز بخشنے اور منصب وجاگیر دینے کا خواہش مند تھا (یعنی انہیں مستقل منصب دار بنانا چاہتا تھا)

مملکت کے وزراء وامراء ان کے لئے سیصدی وصد سوار کا منصب دینے کی تجویز پیش کرتے ہوئے عرض پرواز ہوئے، تو وہ اپنے سر کے بال جھکا کر غسل خانہ[1] میں بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے، اور اپنے لئے صرف ایک شال اور درویشانہ دستار کی درخواست کی، اب دربار کے حاضر امراء کو یقین ہو گیا کہ انہیں منصب اور جاگیر سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

بعض وہ امراء جنہیں حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے محبت واخلاص تھا کوشش کی کہ بادشاہ مرحوم عطاء منصب سے باز رہے اور وہ بادشاہ کو ان کے یومیہ مقرر کرنے پر راضی کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ پھر حکم ہوا کہ بیس روپے سے زیادہ یعنی تیس روپے ان کا یومیہ مقرر کر دیا جائے، لیکن اس بزرگ زادہ نے اس سلسلہ میں آپ کو خط لکھ کر آپ کی رضامندی چاہی تو آپ کی طرف سے اس رقم میں کمی کا اشارہ معلوم ہوا، جس پر وہ آپ کے تمام دوست و مخلصین جن کا دربار سے تعلق تھا آپ کے اشارہ پر اس میں کمی کے لئے کوشاں ہوگئے وہ اس یومیہ کے لئے بیس روپے سے پندرہ روپے اور پھر پندرہ سے دس پر آگئے پس یہی آخری تصور کرتے ہوئے آپ کا یومیہ مقرر کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد صاحبزادہ صاحب کو بڑے اعزاز واحترام سے رخصت حاصل ہوگئی جس پر وہ واپس دہلی آگئے اور پھر آپ کی خدمت میں رہ کر طاعات و عبادات میں مصروف ہوگئے، اس وقت سے لے کر اب تک موصوف کامل استقامت اور رسوخ کے ساتھ ان مشاغل خیر میں محو ہیں۔

---

[1] غسل خانہ، مغلوں کے دربار کا ایک حصہ (دولت مغلیہ کی ہیت مرکزی ص: ۳۲۰)

Marfat.com

ہر روز تقریباً دس سیپارے تلاوت کرتے ہیں اور کتب فقہ وحدیث مثلاً مشکوٰۃ شریف، سفر السعادت اور کیمیائے سعادت وغیرہ کے (نسخوں) کا بلا ناغہ تقابل کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ فقراء کی خدمت، صالحین کی مدد اور بزرگی کے مراسم قائم رکھنے کے لئے بطریق احسن کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی وکرم سے انہیں اس کی مزید توفیق دے تاکہ ان کے اوقات شریفہ میں کمالات کا اضافہ ہو۔

منہم نجم ثاقب آسمان ابہت وجلال وبدرِ کامل اوجِ رفعت وکمال نور حدیقہ ولایت ......... **ابوالمعالی خواجہ سراج الدین محمد**......

موصوف حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی سب سے محبوب ومعزز اولاد ہیں، وہ محبت اور بے پناہ شفقت جو آپ کی ان کے ساتھ ثابت ہے (ہماری) قوت بیان سے باہر ہے۔ آپ کی روح پاک ان کی تربیت اور تعلیم میں ہمہ وقت مصروف رہی، اپنی اس آخری عمر میں جب کہ آپ عالم جسمانیات میں اصلاح کے قابل نہیں رہے تھے، کسی حال میں بھی اس مخدوم زادہ کی جدائی قبول نہیں تھی۔ آپ نے ان کی مکتب نشینی دن رات اپنی نظر مبارک کے سامنے کروائی اور تلاوت واذکار میں مصروفیت اور لوگوں کے ساتھ میل جول سمیت تمام معمولات آپ کی آنکھوں کے سامنے رہتے تھے۔ آپ ہر لمحہ ان کے احوال سے باخبر رہتے اور سب سے بہتر حال اور وقت ان کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔

اس نور چشم صاحبزادہ کو بھی ساری دنیا میں جو کچھ ہے کی خبر نہیں تھی انہیں تو صرف اور صرف آپ کی ذات سے محبت، الفت اور نیاز مندی مطلوب تھی۔ وہ آپ کی اصل عنایات میں اس قدر مستغرق اور شاداب تھے کہ بڑے سے بڑے رتبہ کے فرد نے خواب میں بھی اس کا تصور نہ کیا ہو، محبوبیت کے تمام اوقات میں ان کا طریقہ یہ تھا کہ

Marfat.com

جب آپ ان سے توجہات لے رہے ہوں تو کوئی دوسرا اس میں مخل نہ ہو اور اگر کبھی ان کی مرضی کے خلاف ایسا ہو جاتا تو وہ اپنی ناراضی کا اظہار کرتے تھے، اور بعض اوقات تو وہ وہاں سے چلے جاتے اور چند دن تک آپ سے مفارقت ہی رہتی آپ ان کی دل جوئی کرتے اور انہیں تسلی دیتے تھے۔

مختصر یہ کہ اس نور دیدہ کا آپ کے ساتھ وہی معاملہ تھا جو حضرت خواجہ محمد یحیٰ کا خواجہ عالم خواجہ احرار قدس سرہما کے ساتھ تھا، اسی لئے ایک روز آپ (رشحات) کی وہ فصل جو حضرت خواجہ محمد یحیٰ سے متعلق ہے وہ اول تا آخر ان کو سنا رہے تھے اور ان کو قیمتی نصیحتیں اور عمدہ بشارات بھی دے رہے تھے۔ آپ اپنے آخری سفر اکبر آباد (آگرہ) جاتے ہوئے اس نور چشم کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے اور مذکورہ دار السلطنت میں جب آپ کامل ایک سال تک مقیم رہے تو آپ نے ان کی ظاہری معیشت کا بندوبست کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، آپ انہیں حضرت بادشاہ دین پناہ (شاہ جہان) کے پاس بھی لے گئے۔ ان کی طرف سے بھی کبھی کبھار اس کا اظہار ہو جاتا تھا جس پر آپ ان کی دنیا طلبی میں ملوث ہونے اور اہل دنیا کے خصائل سے مختلف طریقوں سے بچنے کے لئے دفع الوقت فرماتے تھے اور دار السلطنت میں ان کی روش پر نگاہ رکھی جاتی تھی، اسی طرح درویش آباد قلعہ فیروزی میں بھی ہوتا تھا کہ وہ وہاں سے باہر نہ جائیں۔

یہاں تک کہ اسی بلدہ معظمہ (اکبر آباد، آگرہ) میں وہ عالم آشوب واقعہ (وصال حضرت خواجہ حسام الدین احمد) پیش آگیا۔ یہاں تک کہ آپ کے مرض رحلت کے دوران اس نور دیدہ نے انواع واقسام کی خدمات انجام دیں جس میں آپ کی مزاج فہمی بھی شامل ہے اور اس دوران آپ نے خاص عنایات بھی ان پر نثار کیں۔

ایک قابل اعتماد راوی سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اگرچہ اپنی ساری اولاد متعلقین، مریدین اور دوستوں کو خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ لیکن ظاہری طور

Marfat.com

میں نے ان کو ایک دوسرے کا معاون، مددگار اور ہم دم بنا دیا ہے لیکن ان کے برعکس خواجہ سراج الدین محمد کو میں نے ظاہری و باطنی طور پر خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ اب ہر حال میں اللہ جل اسمہ اس کا معین و ناصر ہے۔

مختصر یہ کہ آپ کے وصال کے بعد بہت ہی کم وقت میں انہوں نے عجیب قسم کی ترقیاں کر لی ہیں اور اس نور چشم (صاحبزادہ) کے اوضاع واطوار سے بھی یہی لگتا ہے، ابھی تو ان کی عمر شریف اٹھارہ سال سے زیادہ نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے ان کی زندگی اور روش کو درست کرنے پر صرف کثیر سے کام لیا ہے۔ ان کی فہم و فراست، اکتساب، تواضع و انکسار، حسن معاشرت، وسعتِ حوصلہ (ہمت)، اہل حقوق کے مرتبہ کی شناخت اور دنیا فروشوں اور اس قسم کے معاملات سے کوئی التفات نہیں رکھتے۔

اگر چہ آپ نے ان کے صفحہ احوال اور چہرۂ مبارک سے جو کچھ (آثار نیک بختی) کا معائنہ کر لیا تھا۔ ان کے بڑے خصائص میں سے یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان کا حلیہ بالکلیہ صورتاً و معناً آپ سے ملتا جلتا تھا۔

اب تو موصوف عالم ظاہر میں صاحب قدرت ہیں ان کی اپنے والد گرامی (خواجہ حسام الدین احمد) کے ساتھ صحبت (سلوک) حضرت خواجہ آفاق (باقی باللہ) قدس سرہ اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد جیسی تھی کہ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ ان کے کمالات بصد دقت و مشکل ظہور میں آئے تھے۔ اب وہ امر اس وقت مفقود ہے اور اس کا مآل بھی نامعلوم ہے، جیسا اللہ سبحانہ نے چاہا۔

ہاں جس طرح اس سلسلہ علیہ کے اکثر اصحاب نے ارواح طیبہ مخصوصہ سے اویسی طور پر فیض پایا تھا، امید ہے کہ اسی طرح حضرات خواجگان بزرگوار خاص طور پر حضرات نیرین، انورین، شیخین و امامین یعنی (حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت خواجہ حسام الدین احمد) کے لطائف، الطاف و عنایات بھی اس نور دیدہ آفاق کی عالم

Marfat.com

قدس سے اس دنیا میں غائبانہ تربیت وارشاد فرمائیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے...... اس نوردیدہ کے مکاشفات سے یہ سب کچھ ظاہر ہے اور اس کے آثار سب کچھ واضح کرنے کے لئے کافی ہیں یارب اس سلسلہ کے مخلصین کی خواہش ہے تو جلد ان کو اس سے واصل فرمادے اور اس ہولناک راستہ کی رکاوٹوں اور آفتوں سے سلامت و مامون رکھنا۔

منہم شریف الخصال عالم نیک ذاتی وحمید الاوصاف، انجمن دوستان منش، خوش خصال قوی اعتصام، نسب والا، لطف اللہ سے متمسک شفقت پناہ **خواجہ محمد قاسم** زیدہ توفیقہ

موصوف حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کے خالہ زاد بھائی ہیں حضرت خواجہ نے کم سنی میں ان کی والدہ کے ہاں کامل تربیت و پرورش پائی تھی۔ اس کے ایک عرصہ کے بعد جب حضرت خواجہ نے دہلی میں سکونت اختیار فرمائی تو آپ نے اس مشفقہ (خالہ) کو ان کے وطن مولود کابل سے دہلی بلالیا، وہ مہربان حضرت خواجہ کے وصال کے قریب اپنے فرزندوں اور متعلقین سمیت دہلی پہنچ گئی تھیں۔ اس خاتون مشفقہ کے احوال کی تفصیل ایسی ہے جو قیل قال سے بہت زیادہ ہے۔ اب ہم اسی طرف توجہ کرتے ہوئے چچا مکرم کے احوال بیان کررہے ہیں۔

موصوف چونکہ حضرت خواجہ کے وصال کے قریبی ایام میں تشریف لائے تھے اس لئے انہیں حضرت خواجہ کی خدمت میں اپنی طلب (سلوک) کی درخواست کا موقع ہی نہ ملا، اس لئے انہوں نے آپ کی رحلت کے بعد حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے دامن عنایت سے وابستہ ہوکر خود کو اس خانقاہ شریفہ کی خدمت کے لئے وقف کردیا، اس کے بعد وہ کمال انکسار کے ساتھ دائمی طور پر آپ کی صحبت کے انوار سے فیض یاب ہونے لگے۔

Marfat.com

چونکہ آپ کا طریقہ مشیخت کے لوازمات سے مبرا تھا، اس لئے ان کی تربیت حضرت میاں شیخ الہ داد کے سپرد کردی۔ اس طرح اب موصوف نے ان عالی جناب کی خدمت میں سعادت کا کسب کر کے شائستہ وضع اختیار کی اور اپنے اوقات آراستہ کر کے ممتاز ہوئے۔

اب عرصہ دراز سے انہوں نے سپاہ گری کا پیشہ اختیار کر کے اپنے حال کو پوشیدہ کرلیا ہوا ہے اور خود کو طبقہ امراء میں شامل کرلیا ہے، اس کے ساتھ ہی انہوں نے تزکیہ قلب (شغل دل) کا سامان بھی مہیا کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

منہم رفیع القدر دین و دولت و نجابت نسب خاندان حشمت **میر سلطان منصور**......

میر منصور دیار بدخشان کے سلاطین کی اولاد میں سے ہیں، وہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ ایک طرح کی رشتہ داری بھی رکھتے تھے۔ ان کے اجداد کرام صاحبِ قرانی (امیر تیمور کی اولاد) کے زمانوں میں بلند مراتب رکھتے تھے اور ان کی خاص علاقوں پر حکمرانی تھی۔ خاص طور پر اس طبقہ عظمی کے ایک شعبہ کے افراد ختلان و بدخشان کے فرمان روا تھے۔ لیکن بادشاہ بزرگ جلال الدنیا والدین اکبر کے عہد میں یہ حضرات (وہاں کے حالات کی خرابی کے باعث) (میر منصور) کے والد (مہدی خان) اور دیگر اعزہ ہندوستان چلے آئے اور یہاں شاہی اعزاز و اکرام سے نوازے گئے۔

چنانچہ (میر منصور) آغاز شعور اور سن احساس سے ہی دنیاوی مصلحتوں اور فسادات زمانہ سے خلاصی حاصل کر کے اہل دولت سے الگ ہو کر اہل اللہ کی عتبہ بوسی ان کے دل نشین ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) اللہ اس کی قبر کو ٹھنڈا رکھے کے عہد کے بعض فتورات سے دل برداشتہ ہو کر انہوں نے خود کو دنیا پرستوں سے الگ کرلیا اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد سے وابستہ ہو کر کچھ عرصہ آپ کے ساتھ رہے پھر تعلیم طریقہ کی درخواست کی۔ اس طرح گویا انہوں نے اپنے احوال کی

Marfat.com

اصلاح کی طرف توجہ کی اس وقت تک آپ کا مشرب یہ تھا کہ اس قسم (تعلیم سلوک) جیسے عالی شان امر سے خود کو علیحدہ کر لیا تھا اس لئے آپ نے اس معاملہ میں خود کو اس سے دور رکھا اور آپ نے قطب المحققین حضرت میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی تعریف و توصیف کر کے ان کو کامل ترغیب و تشویق دلا کر حضرت میاں کی خدمت میں روانہ کیا، وہ قطب المحققین کی خدمت میں کچھ عرصہ گذار کر اس طریقہ کے بلند احوال و کیفیات سے مشرف ہوئے۔

چونکہ ان کے اجداد کرام کا سلاطین وقت کے ساتھ کمال درجہ کا ربط و تعلق تھا جو سلاطین کو معلوم تھا اسی کے پیش نظر کہ انہیں جلد ہی بادشاہ (جہانگیر) طلب کر لے گا اور امراء کی ملازمت اختیار کرنی پڑے گی ، انہوں نے سلاطین کے دلوں سے اپنا نام بھولانے کے لئے بدخشاں اور بلخ کی راہ لی اور وہاں سے عرصہ دراز کے بعد واپس ہندوستان آئے ، انہوں نے (دہلی) آکر حضرت خواجہ حسام الدین احمد آپ کے متعلقین و فرزندان کے جوار میں سکونت اختیار کر لی۔

اس کے باوجود جب بادشاہ مرحوم حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کے دل میں ان کی یاد آئی تو انہیں طلب کر کے انہیں قرب اور خاص مقام سے اختصاص بخشا اور جب تک وہ مرحوم بادشاہ زندہ رہا موصوف دو مرتبوں سے معزز و مبجل رہے اول مرتبہ دولت مندی اور دوم (ہندوستان کی) ملت اسلامیہ کی تقویت کا باعث بھی بنے۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ اس بادشاہ مرحوم (جہانگیر) کے عہد میں دین اسلام کو جو ''نفع اور تقویت'' حضرت قاضی اسلم اور مولوی میر محمد فاضل ادام اللہ برکاتہما سے ہوئی ، اسی طرح کا میر منصور سے بھی ظہور ہوا، کئی مواقع اور نازک اوقات جو اسلام پر گذرے وہاں تنہا انہی کے وجود شریف نے اسلام کا دفاع کیا اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اس عہد کے حقیقی شیخ الاسلام میر منصور ہی تھے۔

Marfat.com

الغرض اس عظیم بادشاہ (جہانگیر) کے عہد میں موصوف بلند مراتب اور بڑے منصب پر فائز رہ کر دین و دنیا میں ممتاز ہوئے۔

اس کے بعد زمانہ کے تقاضے اور اس عہد کے ختم ہونے پر موصوف حوادث کے شکار ہو کر کئی قسم کی سخت ابتلا اور شدید امتحانات سے دوچار ہوئے، جس کا اشارہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے احوال کی فصل اخلاق کریمہ کے تحت فاصلہء حزم وتیقظ کیا جا چکا ہے، اللہ سبحانہ کی مہربانی سے اب بندگان حضرت ظل الٰہی کی عنایات و مراحم سے وہ مصائب وابتلا ختم ہو گئے ہیں۔

بہر حال ان دنوں موصوف رفاہیت، عزت اور احترام کے ساتھ اس بادشاہ کے ہاں ملازم ہیں اور حسب سابق وہ اسلام اور مسلمانوں کے حامی و ناصر ہیں۔

میر منصور کے فرزند عزیز اخوی اجبی میرزا محمد عالم کہتے تھے (روایت کرتے ہیں) کہ ہمارے والد بزرگوار کی زندگی کے آداب وطریقہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر کسی دن ایسا نہ ہوتا جب موصوف لاچار اور ضعیفوں کی مدد نہ سکیں تو وہ دن نہایت انکساری کم خوری اور کم خوابی سے رہتے تھے اور جس روز بھی ان سے یہ اچھے کام ہوتے تھے وہ دن نہایت خوشی کے ایام شمار کئے جاتے تھے ان دنوں وہ فراغ خاطر سے کھاتے اور سوتے تھے اور وہ خود کو ایسا کیوں محسوس نہ کرتے کیوں کہ ان کے خاص اوقات اور پر امن گھڑیاں حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ گذری تھیں اور ان کی مجالس عالی حضرت قطب المحققین حضرت میاں جیو (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کے ساتھ رہیں جو ان کے لئے سرمایہء حیات اور وہ اس عظیم دولت (صحبت) سے سرشاد ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ انہیں فتح مندی کے دروازوں سے پیوستہ رکھ کر ان کو خوشیاں سے ہم کنار کرے تا کہ حق دار کو اس کا حق ملتا رہے۔

منہم سریع السیر شارع فضل وکمال ورفیع الطیر اوج محاسنِ فضائل کامل النصاب،

Marfat.com

علوم وفضائل وقوی الاجتناب از عامہ رذایل وغوائل الغائز بالسعادات الحقہ فی حضرت السادات الطریقۃ **مخدومی خواجہ محمد افضل** دامت برکاتہ

حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے قریب ترین عزیزوں میں سے ہیں، وہ کم سنی سے ہی حقیقی بیٹوں کی طرح آپ کے ہاں تربیت پاکر بہت کم عرصہ میں مولویت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

آپ فرماتے تھے کہ خواجہ محمد افضل کو مقامات کمال طے کرنے میں کمال درجہ کی سرعت حاصل ہے جب مجھے ان کی فہم وفراست کی قوت معلوم ہوئی تو اس وقت تک وہ قواعد صرف کے تمام رسائل سے فارغ ہو چکے تھے تو میں نے انہیں شرح ملا پڑھنے کی ہدایت کی پھر وہ چند دنوں میں ہی صاحب مطالعہ ہوکر مطول اور شرح شمسیہ پڑھنے لگے اور ان فنون کے قواعد کا بہت کم عرصہ میں ملکہ حاصل کرلیا اب وہ ہدایہ، تلویح، شرح مواقف اور تفسیر قاضی کے مطالعہ میں مشغول ہیں۔ انہوں نے کم وبیش ہر کتاب کا ایک جزو ہی استادوں کی خدمت میں پڑھا اور پھر انہیں مزید تعلیم کی حاجت نہ رہی۔

مختصر یہ کہ انہوں نے صرف کا علم حاصل کرنے بعد صرف ایک سال اور چند ماہ میں ہی تمام مروجہ علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کرلی پھر وہ اپنے ہم سبقوں میں فیض لدنی کی تحصیل کے لئے بھی جاذب توجہ ہوگئے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جس طبیعت کی جدت، ادراک کی قوت اور سنجیدہ کیفیت کا مجھے خواجہ محمد افضل میں مشاہدہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے گذشتہ دوسو سال میں ایسا کم ہی کسی کے بارے میں سنا ہوگا۔ اگران پرستی، لاپروائی اور معیشت کے حصول کی مجبوری ان کے راستہ میں نہ آئی ہوتی اور انہیں مزید دوتین سال حوصلہ کے ساتھ تحصیل کے لئے مل جاتے تو اس امت کے عظیم علماء مثلاً امام فخر الدین رازی اور مولانا جلال الدین دوانی علیہما الرحمۃ سے جو کچھ ظہور میں آیا تھا ان سے بھی ایسا ہی ہوتا، افسوس

Marfat.com

کہ انہوں نے اپنی قدر نہ پہچانی۔

مختصر یہ کہ موصوف آپ کی توجہات کے تربیت یافتہ ہیں، تحصیل علوم کے بعد وہ چند سال تک حضرت خواجہ قدس سرہ کی خانقاہ میں درس وتدریس میں مشغول رہ کر اس سلسلۂ علیہ کے جذبات میں سے جذبہ سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے انہیں بھی قطب المحققین حضرت میاں جیو (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا جہاں انہیں "حالات غریبہ وکیفیات عجیبہ" حاصل ہوئیں اور اس کے بعد وہ حضرت میاں سے صحیح وسالم واپس دہلی آگئے، وہاں کچھ عرصہ وہ ذکر، مراقبہ اور درس ومطالعہ میں مصروف رہے پھر انہوں نے حضرات سے اجازت لے کر پادشاہ دین پناہ (شاہ جہان) کے عہد مبارک میں سلطنت کی ملازمت کرلی، وہ دارالسلطنت (اکبرآباد، آگرہ) کی قضا کی پرخطر خدمت پر نامزد ہوئے، جہاں وہ کامل ہوشمندی، مہارت، تقویٰ اور دیانت کے ساتھ مذکورہ خدمت بجالاتے رہے۔

ان دنوں وہ بادشاہ کے ساتھ کشمیر کے سفر میں ہمرکاب ہیں اور سننے میں آیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں وہ بندگان حضرت (شاہ جہان) خلد اللہ ملکہ سے رخصت لے کر واپس اپنی سابقہ روش پر آکر گوشہ تنہائی میں بیٹھ جائیں، اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں فلاح وبہبود عطا فرمائے اور ان کا معین ومددگار ہو، نبی اور آل پاک کے طفیل۔

منہم ........[1] **خواجہ عبداللطیف**

موصوف حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے خالہ زاد بھائی ہیں، انہوں نے ۱۰۲۱ ہجری نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو آپ کی خدمت میں احرام ملازمت (حاضری) باندھا، دیار بدخشاں سے منازل ومراحل طے کرتے ہوئے دہلی تشریف لائے، چند

---

[1] اصل مخطوطہ میں یہ عنوان سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے اس لئے مائیکروفلم میں نہیں آیا

Marfat.com

سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر کمالاتِ صوری و معنوی کی تحصیل کی اور وہ تمام علوم واحوال شریفہ کا سرمایہ لے کر اپنے وطن (بدخشان) واپس چلے گئے۔

ان دنوں وہ دیار بدخشان کے اکابر اور خاص اصحاب فضل و کمال میں شمار ہوتے ہیں، موصوف افادہ علوم ظاہری اور برکات باطنی بزرگ و اصاغر میں معروف ہیں۔

ان کے بڑے بھائی خواجہ محمد لطیف بھی جو فضیلت اور صلاح سے آراستہ تھے انہیں دنوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی لطف و عنایت کی نظر سے نوازے گئے تھے اور انہیں آپ سے اختصاص حاصل تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مہربانی و کرم سے تمام اسلامی ممالک کو اپنے بندگانِ خاص کے وجود سے منور و مزین رکھے۔

منہم ...... **مولانا محمد دوست**

مولانا جامع الکمالات مخدوم معظم مولانا محمد یوسف مرغینانی کے قابل فرزند ہیں، ہمارے حضرت (خواجہ حسام الدین احمد) نے کچھ وقت کے لئے ان کی خدمت میں پڑھا ہے اور وہ مخدوم معظم (مولانا مرغینانی) حضرت خواجہ (باقی باللہ) کے کامل ترین اصحاب میں سے ہیں وہ حضرت خواجہ کی صحبت میں اپنی قدر و منزلت رکھتے تھے، حضرت خواجہ کی آخری عمر میں وہ بھی حضرت خواجہ کے حکم پر قطب المحققین میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، سرہند میں ہی اس دنیا سے روحانیت کی وادی میں منتقل ہوئے (یعنی ان کا انتقال سرہند میں ہی ہو گیا تھا)

اخوی مولانا محمد دوست بھی حضرت خواجہ آفاق قدس سرہ کے عہد میں صرف سات آٹھ سال کے تھے کہ آپ کی شفقت و عنایت سے نوازے گئے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ قدس سرہ ہر روز ان کا سبق خود سنتے تھے اور ان کی تربیت و تادیب کے لئے بڑی کوشش فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ کے وصال کے بعداس اخوت مآب نے اپنی والدہ اور چچا حضرت کے ساتھ حجاز مقدس کے لئے کمر ہمت باندھی، اماکن متبرکہ کی زیارت اور حرمین الشریفین کے طواف کا شرف حاصل کیا، اس سفر شریف سے واپس آکر انہوں نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ سکونت اختیار کرلی، اپنی نظر ہمت کو دیگر تمام اطراف سے منقطع کرلیا۔ حضرت جلیلۃ الملت والدین ام الکرام والدۂ مخدومزادۂ بزرگ (خواجہ جمال الدین حسین) نے مولانا محمد دوست کی تربیت اوران کے احوال میں ترقی کے لئے پوری توجہ مبذول کی اوراپنے فرزندوں کی طرح ان کی پرورش فرمائی۔

وہ اخوت مآب روز بروز ترقی کے مدارج کی سعادت حاصل کرنے لگے اور بہت جلد علم وادب، مستقیم رائے، متانت عقل، فطرت سلیم اور حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی محبت واخلاص سے آراستہ ہوتے چلے گئے، انہوں نے ہر موقع پر آپ کے قرب کے مراتب طے کر کے محرمیت خاص اور نازک اوقات میں آپ کی ہم نشینی ودوستی کا خاص درجہ حاصل کرلیا، آپ کی خدمت اور کمال درجہ کی عقیدت حاصل کر کے آپ کی لطف وعنایت سے آپ کی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے انہیں رسالہء والدیہ (تالیف حضرت خواجہ احرار) عنایت کیا کہ اس کے مضامین کے مطابق عمل کرو، ان کے بعض عالی قدر مناقب اس کتاب (زادالمعاد) کے خاتمہ، جوکہ آپ کے مرض وصال کے احوال کے لئے مخصوص ہے درج کئے جائیں گے۔

مختصر یہ کہ موصوف آپ کے خاص ترین مخلصین میں سے ہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے امراض قدیمہ کا معائنہ کرتے رہتے تھے، انہوں نے اپنا تعلق قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کی ذات احدیت سے دل کا رابطہ قائم کرلیا، حضرات مخدوم زادوں اور اس سلسلہ کے صلحاء کی خدمت انہوں نے اپنا شعار بنالیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور احسان سے اس قسم کے راست باز خدمت کرنے والے اصحاب کا سایہ تادیر اس دنیا پر رکھے۔

منہم سید السادات، قدوۂ ارباب سعادت، صاحب مشرب قبول اصفیاء اور خیر الاولیاء کی محبت میں ہوشمند و سرشار فرید عصر وملت **میر سید ابراہیم** زید کمالہ

میر سید بقعہ منورہ انبروہہ (امروہہ) کے اکابر سادات میں سے ہیں ان کے اجداد کرام زمانہ سابق میں علم وصلاح اور فضل وکمال سے آراستہ تھے۔

جلال الدنیا والدین اکبر بادشاہ کے آغاز حکومت سے ان کے خاندان میں دنیا کی دولت نے راہ پائی اور امارت وحکمرانی کی رسوم نے ان کے ہاں رواج پایا، ان کے خاندان کے تمام افراد بلند مرتبہ خدمات ومناصب پر سرفراز ہوتے رہے، اس طرح سلطنت کے بہت سے معاملات وامور ان کے دست وبازو کی بہادری اور قوت سے انجام پائے۔

حضرت جنت مکانی (جہانگیر) کے ابتدائی عہد حکومت میں میر مذکور مناصب اور مقامات ارجمند پر فائز ہوئے۔

دہلی کی سیر وسفر کے دوران موصوف حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے دیدار مبارک سے منور ہوئے تو ان کے دل میں آپ کی محبت عجیب طریقہ سے جڑ پکڑ گئی اور پھر وہ ہمیشہ نیازمندی اور بندگی (عقیدت) کامل کے ساتھ حاضر ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کرتے رہے۔

جب انہیں یہ امر شریف معلوم ہوا کہ آپ نے مشیخت وارشاد (خلافت) قبول ہی نہیں کیا تو پھر انہوں نے آپ سے بیعت کے لئے سفارش کی تلاش میں کمر ہمت باندھی اور وسیلہ کی تلاش میں ہر اس شخص کے پاس گئے جو آپ سے شناسائی رکھتا تھا، انہوں نے اس سلسلہ میں ہر طرح کی منت سماجت کر کے مدد کی درخواست کی اور آپ

Marfat.com

کی خدمت میں اپنے حق میں کلمۂ خیر کہنے کی استدعا کی، جب کسی نے ان کی مشکل آسان نہ کی تو انہوں نے اس سعادت مندی کے لئے خلافت مآب میاں شیخ رستم سے واقفیت پیدا کرلی۔ انہوں نے بھی ان کے کثرت خلق اور نہایت بے تابی کے باعث ان کے حال پر ترس کھاتے ہوئے اوقات خاص اور موقع کی مناسبت دیکھ کر ان کے احوال آپ سے اس طرح بیان کئے کہ ان کی استدعا کامل قبول کرلی اور پھر آپ نے بھی کہ یہ کہیں داستان موضوع ہی بن جائے اور پھر مخلصین کے تین چار سال کے مسلسل اصرار اور تاکیدات کے باعث متوجہ ہوئے اور بعض اذکار و وظائف کی تعلیم دے کر سرافراز کیا۔ انہوں نے اسے کامل توجہ اور تن دہی سے سنا اور سعادت مند ہوئے۔

ان دنوں موصوف آپ کی عنایت سے صاحب احوال اور اخلاق پسندیدہ کے مالک ہیں اور اس زمانہ کے اکثر سعادت کے طالب ان سے ہی فیض یاب ہو کر ممتاز ہوئے ہیں۔ یا الٰہی ان حالات میں جو بھی ان کو سعادات کے حصول کے لئے وابستہ رکھے تو ان کا حال و مآل بہتر ہو۔

منہم ......**خوشحال بیگ**

موصوف آپ کے پروردہ اور ان کے والدین حضرت خان (والد خواجہ حسام الدین احمد) اور آپ کی پسندیدہ خدمات کے وصف سے متصف تھے۔

یہ خوش حال بیگ وہی ہیں جو حضرت خواجہء آفاق (باقی باللہ) قدس سرہ کے زمانہ میں طلب (سلوک) کی خواہش لے کر آئے اور حضرت خواجہ سے تعلیم طریقہ کی التماس کی تھی اور آپ نے ان کی تعلیم کی ذمہ داری حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے حوالہ کی، اور آپ کو یہ پیغام بھیجا کہ میری خواہش یہ تھی کہ تم میرے تمام مریدین کی طرف متوجہ رہو تا کہ میرے سر سے اس ذمہ داری کا بوجھ کم ہو جائے۔ اگر تم یہ راہ اختیار نہیں کرنا چاہتے تو اپنے متعلقین کا بار مجھ پر نہ ڈالو، آپ نے عرض کیا یہ بندہ تو آپ کے

Marfat.com

حکم عالی کا تابع ہے اس معاملہ میں آپ جو امر فرمائیں اس کے بغیر چارہ کار ہی نہیں ہے۔

اس طرح اس سعادت مند کو آپ نے طریقہ کی تعلیم دی، انہی دنوں وہ سیر و سفر جہان پر نکلے کہ اب تک ہندوستان میں ان کا نام ونشان نہیں ہے۔ آخر کئی سالوں کے بعد وہ دور دراز علاقوں سے واپس آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر چند دنوں کے بعد اس دنیا سے رحلت کی اللہ تعالیٰ ان کے مقام کو بلند کرے اور جنت میں ان کے اعلیٰ درجات ہوں۔

آپ کی ساری اولاد، اقرباء، دوست اور ہمسائے بھی آپ کی شفقت سے بڑے ہوئے جوانی کو پہنچے، پڑھنے کے پابند ہوئے، عبادت اور صلاح کا بھی کسب کیا، آپ نے ان کی تعلیم کیلئے استادوں اور علماء کو مقرر فرمائے رکھا۔

اس جماعت کے تین طبقے ہیں اول کے نمائندہ اعظم و اکمل خواجہ محمد افضل ہیں کہ جن کا ذکر ابھی گذرا ہے۔

دوسرے جناب شیخ محمد شریف بن شیخ **ساجد کبروی** ہیں جو ایک عرصہ تک آپ سے وابستہ رہ کر تحصیل علم اور تربیت حاصل کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے آپ سے کسی قدر فضیلت اور سعادت حاصل کر کے رخصت لی، آج کل وہ اکبر آباد (آگرہ) میں اپنے والد (شیخ ساجد کبروی) کے سجادہ نشین ہیں۔

(تیسرے) فرد بھی **شیخ محمد شریف آکبر آبادی** ہیں جو اکبر آباد کے خاندان مفیان سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے بھی مدت مدید آپ کے پاس رہ کر فقر و نامرادی میں تخصص حاصل کر کے اپنے وطن کی طرف رجوع کیا۔

ایک اور صاحب **ملا عبدالرحیم سلامی** ہیں جنہوں نے آپ کی صحبت میں رہ کر فضیلت کا کسب کیا اور آپ کی خدمت کی برکات سے انہیں نصیبہ (حصہ) ملا۔ اب وہ

Marfat.com

بادشاہ (غالباً شاہ جہان) کے منصب دارون میں شامل ہیں۔

اس سلسلہ کا دوسرا طبقہ وہ ہے جس کے سربراہ **مولانا محمد حیدر کشمیری** ہیں جو کہ میرے عزیز اور اکمل بھائی خواجہ محمد عبداللہ طال عمرہ کی والدہ کے قریبی راشتہ دار ہیں، انہیں سات سال کی عمر میں علم حاصل کرنے کی توفیق ہوئی، وہ اسی درویش آباد (قلعہ فیروزی) میں تعریف کے ساتھ بحیثیت مسافر مقیم رہے، یہاں تک کہ انہیں حضرت خواجہ کے مکان شریف سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر گھر مل گیا، پھر وہ کم سنی سے ہی سالہا سال اپنے گھر سے باہر ہی نہیں نکلے اور پوری کوشش سے طالب علمی کے مراحل طے کرتے رہے، پھر بہت ہی کم مدت میں تمام درسی کتب متداولہ سے فارغ ہو گئے۔

ان دنوں وہ خانقاہ میں پورے استقلال سے مدرس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، انہیں اکثر اسلامی علوم اور فنون ادبیہ میں کامل مہارت حاصل ہے اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور دماغ میں برکت پیدا کرے اور اپنے فضل وکرم سے تفرقہ وقت وحال سے محفوظ رکھے۔آمین

دیگر مخدوم زادہ طوائف الانام **میاں شیخ محمد حارث** زید کمالہ بھی ہیں جو شیخ افخم اعظم امام متقین تاج العارفین حضرت میاں شیخ تاج الدین کے فرزند ہیں، جو کہ آپ کے ولایت عرب میں (ہجرت و قیام) کے بعد اپنے والد کے اشارہ پر حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں آئے، چند سال آپ کے پاس رہ کر علوم وفضائل اور اعزاز کا کسب کیا اور آپ کی برکات سے مستفید ہو کر وطن (مکہ مکرمہ) چلے گئے۔

دیگر **میاں شیخ احمد**، موصوف مخدوم زادۂ برجادہ خواجہ سراج الدین محمد (بن حضرت خواجہ حسام الدین احمد) کے ماموں تھے، انہوں نے بچپن سے ہی آپ کی خدمت میں نشوونما پائی، قرآن مجید حفظ کیا، درسی کتب کا مطالعہ کیا اور پھر آپ کے آخری سفر اکبرآباد میں آپ کے ہمراہ تھے، اس وقت وہ نیک اور صالحین عصر میں شمار

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

دیگر **اخوی میر محمد صادق** بن خواجہ محمد قلیج میرے (مولف) ماموں زاد ہیں وہ میرے ساتھ ہی مکتب میں پڑھ کر بڑے ہوئے ہیں اور آپ کے سایہ التفات میں رہ کر تربیت حاصل کی ہے۔ انہیں تمام کسبی فضائل حاصل ہیں۔ انہیں فن طب، نجوم اور ریاضی میں مہارت حاصل ہے، صلاح و نیک بختی، سنجیدگی اور ہوشمندی میں وہ اپنے اکثر ساتھیوں میں خاص مرتبہ رکھتے ہیں۔

پسر دیگر خواجہ محمد قلیج یعنی **حافظ عنایت اللہ** نے بھی آپ کی خدمت میں رہ کر کلام اللہ حفظ کیا، کتب فارسی پڑھنا سیکھیں، خط و کتابت اور سیاق و حساب بھی حاصل کیا، انہیں آپ سے عقیدت اور اخلاص بھی حاصل ہوا۔

دیگر **پیر محمد صدیق** بن خواجہ محمد صادق بھی ہیں جو کہ اس فقیر کے بھائی (خواجہ عبداللہ خواجہ خرد) کے ماموں زادہ ہیں، انہوں نے آپ کے پاس رہ کر طالب علمی کے اکثر مقامات طے کئے، آپ کی صحبت کا التزام کیا۔ میرے بھائی سے افادات بھی ان کے شامل حال ہیں، انہوں نے طریقہ کی تعلیم حضرت میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) سے حاصل کی، انہیں تمام فضائل میں حصہ کامل ملا ہے۔

دیگر **میاں محمد قلی** بن حضرت خلافت مآب مخدومی میاں شیخ رستم:

موصوف کم سنی سے ہی واصلان حق کے ساتھ رہ کر بڑے ہوئے ہیں، انہیں آپ کی نظر عنایت اور مخصوص شفقت بھی حاصل رہی ہے۔ انہیں بزرگوں کی رضا جوئی، اطاعت اور عقل و ہوشمندی میں کامل دستگاہ حاصل تھی، شغل قلب اور طریقہ کی مشق انہوں نے اس سلسلہ کے بعض عزیزوں کی خدمت میں رہ کر کی ہے، فضائل و علوم رسمیہ پر وہ فرصت کے وقت توجہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

## فرقہء سوم

اس طبقہ کے پہلے فرد **خواجہ محمد صوفی** بن جناب خواجہء بزرگ (شیخ حسین خوارزمی کبروی (ف ۹۵۸ھ) ہیں جو کہ سلسلہ کبرویہ کے اکابر صاحبزادوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ حسام الدین احمد ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ چنانچہ کلام اللہ اور نام حق کا سبق آپ خود ہر روز ان سے سنتے تھے۔

اپنے قیام اکبرآباد کے دوران آپ نے جو عنایت نامے ام العارفین (بی بی زہری) کو لکھے، ان میں ان کی تعلیم کے بارے میں برابر ترغیبات دیتے رہتے تھے اور آپ کی توجہ کی برکت سے انہوں نے کم سنی سے ہی تعلیم کی طرف کامل توجہ مبذول کیے رکھی، نیک ذاتی اور بزرگذاردگی ان کے بشرہ سے عیاں ہے۔

ذکر **خواجہ ابومدین**، خواجہ ابوالفیض بدخشی ان کے جدِ مکرم آغاز سے ہی بدخشاں میں اپنی بزرگی اور بزرگ منشی کے باعث معروف ہیں۔

ان کے والد گرامی **خواجہ احمد** عرصہ تک حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی صحبت میں رہے ہیں، انہوں نے حضرت میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) سے بیعت کی اور اس طریقہ میں داخل ہو کر آرام واستقامت میں وقت گذارا، اور خواجہ ابومدین دن رات حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں رہے، وہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ سراج الدین محمد کے مکتب اور حوزہ درس میں ان کے ہم سبق ہیں وہ کبھی کبھی آپ کے زیر گردن اعضاء منور کو پنکھا کرنے اور مالش وغیرہ کی خدمات سے مشرف ہوتے تھے۔

ان دنوں موصوف حضرت مخدوم زادہ (سراج الدین محمد) کی صحبت میں اپنی قدیم روش کے مطابق ہم سبق ہیں۔

Marfat.com

## دیگر میر سید کاظم و میر سید زین العابدین

یہ دونوں ولایت بدخشان کے جوان بزرگ زادے اور سید زادہ ہیں، اور آپ ان کی تعلیم و تادیب میں بڑی کوشش کر رہے ہیں اور کبھی کبھی ان کی مشفقانہ و مربیانہ بھی تنبیہ کرتے ہیں، انہوں نے رسائل صرف اور نحو کے کچھ قواعد بھی اپنی تحصیل کے زمانہ میں پڑھے تھے، ان دنوں میر سید کاظم اپنی عیال مندی کے باعث تحصیل کی بجائے روزی کمانے میں مصروف ہیں، لیکن ساتھ ہی آپ کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق بھی رکھے ہوئے ہیں۔

میر سید زین العابدین نے تو خود کو تعلیم و تعلم کا پابند بنالیا ہے اور انہیں اس سے فطری و قوی مناسبت محسوس ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اوج کمال پر پہنچنے تک توفیق ایزدی ان کے شامل حال رہے گی۔

ذکر **میاں محمد باقر** بن میاں شیخ طاہر فیروز آبادی، مستقیم فطرت رکھتے ہیں وہ کمال پابندی کے ساتھ آپ کی رہنمائی میں مقامات سلوک طے کر رہے ہیں، ان دنوں موصوف میرے برادر عزیز محمد عبداللہ (خواجہ خرد) کی صحبت میں مصروف کار ہیں اور وہ ان شاء اللہ سبحانہ ظاہری و باطنی اہلیت پر فائز ہوں گے۔

منہم چند وہ فقراء و صلحاء جو دور دراز علاقوں سے آپ کی محبت کے اسیر ہو کر آئے اور اسی درویش آباد قلعہء فیروزی میں آ کر مقیم ہو گئے۔

ان میں سب سے کامل اور متقی جناب میاں **شیخ رکن الدین** ہیں:

ان کا خاندان دیار یورپ میں تعلیم، عبادت گذاری اور ذاتی نیک نامی کے باعث پہچانا جاتا تھا، ان کے عزیزوں نے انہیں دہلی جا کر وہاں سے تحصیل علم کے لئے رہنمائی کی، جب وہ ہندوستان کے اس ام البلاد (دہلی) پہنچے اور اس خانقاہ کے فقراء کے گوشہ منورہ پر نظر پڑی تو انہوں نے دوسرے علاقوں کے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور

Marfat.com

پھر اسی درویش آباد کے قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کر لی۔ موصوف اسی درویش آباد میں فقر و تجرد، دائمی ذکر، تعمیر اوقات اور دولت مندوں کی صحبت کے اجتناب اور دیگر خصوصیات میں ان جیسا کوئی نوجوان نہیں ہے اور اکثر جوانان ان کے اوقات معمورہ سے بکثرت فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ان کے عالم صفا اور دل کی روشنی کے قصے اکثر مخلصین سے سنے ہیں، اللہ ایسے فقراء کے جوار میں رہنے والوں کو تمام آفات سے محفوظ رکھے۔

## دیگر شیخ احمد گجراتی

موصوف گجرات کے بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں، آپ کے صادق الاخلاص مخلصوں میں سے ہیں، انہوں نے صرف آپ کی محبت مصاحبت کے لئے اپنے وطن کی سکونت ترک کی اور پھر اسی درویش آباد میں کئی قسم کی ریاضت و مجاہدہ میں وقت گزارتے ہیں۔ جب کبھی آپ کا نام لیا جاتا اور آپ کی یاد آتی ہے تو ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

آپ نے ان کی تعلیم طریقہ وارشاد بارعۃ الدہر بی بی قطب جن کا سابقہ اوراق میں ذکر ہو چکا ہے کے سپرد کر دیا تھا اور ان کی بیٹی میاں محمد قلی نبیرۂ بی بی قطب کے نکاح میں ہے۔ آپ کے وصال کے بعد ان کو کئی قسم کے امراض شدیدہ لاحق ہو گئے اور صرف ایک سال و چند ماہ بعد انتقال کر گئے۔

دیگر **میاں شیخ ولی محمد** جو کہ شیخ صوفی بڈہنی کی اولاد میں سے ہیں مدت تک آپ کی خدمت میں ناز اور نخرے سے رہ کر تائب ہوئے اور آپ نے انہیں تحمل سے برداشت کیا اور پھر سلوک کی تعلیم اس طرح دی کہ جناب میراں اس کی برکت سے خود بخود صحیح ہو گئے۔

دیگر شیخ ابراہیم دکھنی، ملک دکن کے فقراء میں سے ہیں، انہوں نے عرصہ دراز

Marfat.com

تک وہاں قیام کیا، ایک رات خواب میں انہیں آپ کی زیارت ہوئی تو آپ کے دیدار کے شوق میں دور دراز کی منازل طے کرتے ہوئے دہلی پہنچے اور راستہ میں کئی مشائخ کی صحبت میسر آئی ان عزیزوں کی صحبت کے باوجود موصوف اپنی کوشش میں لگے رہے، یہاں کہ وہ اپنے مقصود حقیقی یعنی آپ سے ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپ نے ان کی تربیت عالی مقام میاں شیخ نعمت اللہ کے سپرد کر دی اس طرح انہوں نے ان سے طریقہ کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد آپ نے خانقاہ کی خدمت ان کے سپرد کی پھر کئی اور خدمات پر بھی ان کو مامور کیا گیا۔

ان دنوں موصوف مخدوم زادہ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کی خدمت میں رہتے ہیں۔

## دیگر ملا حسن گجراتی

موصوف کم عمری میں ہی ان دیار (دکن) سے ہجرت کر کے لاہور میں آرہے، پھر وہاں سے دہلی پہنچے، کچھ عرصہ خانقاہ میں پڑھنے میں مصروف رہے، پھر شیخ ابراہیم دکنی کے بعد خانقاہ کی خدمت سے بہی مشرف ہوئے اور اب تک وہ اسی خدمت پر مامور ہیں، سادگی اور اہل عقل کے اطوار سے ناواقفیت کے باوجود خانقاہ کی خدمت دقائق وجزئیات تک کرتے تھے، پھر موصوف آپ کے ہاں ظاہری معیشت (ملازمت) بھی کر لیا کرتے تھے۔ مثلاً وہ میاں شیخ ولی محمد بن حضرت شیخ عبدالواحد اجودھنی علیہ الرحمت کی خدمت میں فرصت کے ہر لمحہ میں پہنچ جاتے اور ان کی ظاہری معیشت میں مدد کرتے اور آپ ہر ممکن ان پر لطف وشفقت صادق فرماتے تھے۔

دیگر **میاں محمد یوسف** برادر زادہ و داماد حضرت میاں شیخ الہ داد ہیں جو پندرہ سولہ سال کی عمر میں اپنے وطن اصلی یعنی انبروہہ سے دہلی پہنچے اور آپ کی خدمت میں رہ کر طلب علم میں مشغول ہو گئے وہ اپنے اس کام میں شرح ملا اور شرح وقایہ تک پہنچ چکے ہیں،

Marfat.com

پھرانہوں نے اپنی ہمت کتابت کے فن اور حساب (ریاضی) کی تحصیل میں صرف کردی اور انہوں نے اس میں کمال حاصل کرلیا، اس کے بعد آپ کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنی خدمات درویشوں کیلئے وقف کردیں اور وہ اب تک اسی خدمت پر مامور ہیں انہیں نیک نیتی، رزق حلال، دیانت اور تقویٰ میں پورا حصہ ملا ہے۔

دیگر **سید میراں جوان**، مستقیم قسم کے سیدزادہ ہیں، انہیں حضرت میاں شیخ الہ داد کی خدمت میں طریقہ اخذ کرنے کا شرف حاصل ہے۔ انہیں اکثر پردہ دار خواتین کی خدمت پر عزت واحترام سے مامور کیا جاتا تھا اور وہ آپ کی عنایات ومہربانیوں سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے۔

دیگر **ملا عبدالسلام**، نومسلم ہیں اور حضرت خواجہ آفاق (باقی باللہ) قدس سرہ کے ظہور سے پہلے ملت ہنود سے تائب ہوکر طبقہ اسلام میں سعادت مند ہوئے اور پھر تاحیات حضرت خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں آپ کی تمام زمینوں کی نگہداشت اور بازار کی خدمت پر مامور رہ کر میاں شیخ الہ داد سے طریقہ اخذ کیا۔

منہم آپ کے تمام خادموں اور ملازموں نے خدمت گاری کے مقام پر رہ کر نیک بختی کے تمام درجات طے کیے، مثلاً فیض اللہ کوکلتاش بھی تھے اس فقیر (مولف) کو معلوم ہے کہ وہ کم سنی سے ہی صوفیہ کے ہاں مقبول ومنظور نظر تھے انہیں آپ کی خدمت میں کامل رغبت حاصل تھی۔ ان کی موجودگی میں دوسرے خادم کو آپ نہیں بلاتے تھے۔ اس لئے ان پر سعادت مندی کے آثار تاباں وروشن ہیں۔

**سبحان قلی ورحمت اللہ**

(یہ دونوں) خدمت گاروں میں سے ہیں، توکل، کامل عقلمندی، تحمل اور بردباری میں آپ کے تمام خادموں مین یہ سب سے بلند مرتبہ ہیں اسی طرح اپنی قدر اور منزلت سے بڑی اور چھوٹی خدمات سے مشرف ہوتے رہتے تھے؛ انہوں نے آپ کی درگاہ کی

Marfat.com

خاکروبی دنیا کی عزت بھی حاصل کی۔ اللہ سبحانہ انہیں جزادے، آمین
منہم ...... احقر عُبید اللہ عُبید اللہ زاہدی احراری (مولف)

اللہ سبحانہ اس کے درجہ میں اضافہ کرے، وہ حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہ) کے جسم مطہر کا ناکارہ حصہ (جز) ہے اور آپ کے وصال کے وقت صرف دو سال چار ماہ اور چھ روز کا تھا اگرچہ اس کمینہ (مولف) کے احوال اس قدر بلند نہیں ہیں کہ لکھے جاسکیں (پھر بھی) وہی احوال جو گرامند ہو سکتے ہیں یہاں لکھے جارہے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد فرماتے تھے کہ ایک روز ہم اور میاں شیخ تاج الدین و دیگر مخلصین تمہاری والدہ کے گھر کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت خواجہ گھر کے اندر تشریف فرماتھے، کچھ دیر کے بعد آپ تمہیں اٹھائے ہوئے بڑی خوشی وانبساط کامل کے ساتھ باہر آئے اور فرمانے لگے کہ ابھی ایک عمدہ نسبت ہم سے جدا ہو کر اس بیٹے کو ملی ہے، جس پر ہم نے آپ کو مبارک باد کی تمام شرائط کے ساتھ تہنیت پیش کی، اللہ سبحانہ کی اس پر حمد وثنا ہے۔

دوسری روایت میری والدۂ ماجدہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ گھر کے صحن میں تجدید طہارت میں مصروف تھے اور تم عالی حضرت کے قریب ہی کھیل رہے تھے کہ تجھے ایک عجیب شوخی سوجھی اور تم نے اپنا ہاتھ عالی حضرت کی دستار مبارک کی طرف بڑھایا اور چاہا کہ وہ دستار انور اپنے سر پر رکھ لوں، جس پر حضرت خواجہ نے خود اپنی دستار مبارک اپنے سر منور سے اتار کر اسی طرح تمہارے سر پر رکھ دی پھر دوسری دستار طلب فرمائی اور اسے اپنے سر پر باندھا، اس پر آپ نے ہم سے فرمایا کہ اس دستار کی کامل حفاظت کریں۔

وہ دستار شریف اس کے کچھ ٹکڑے اب تک اس مسکین کے گھر میں محفوظ ہیں۔

ایک اور روایت جو حضرت خواجہ حسام الدین احمد بیان فرماتے ہیں کہ بعض ان

Marfat.com

مقدس محفلوں میں جن میں کہ میں بھی حاضر تھا اور تم بھی اس محفل میں آکر حضرت خواجہ کی گود میں بیٹھ گئے تھے اور ہمیں تم ''بابا بابا'' کہنے لگے، اس وقت حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ یہ بچہ تمہیں ''بابا'' کہتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مجھے اس کی تربیت کی عمر کا (موقع) نہیں ملے گا۔اس کی تربیت تو تمہارے ہاتھوں ہوگی، یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت حق جل وعلاء نے آپ کو مجھ فقیر پر مہربان فرما دیا تھا کہ آپ کی نظر شفقت وعنایت مجھ پر رہتی تھیں اور آپ ہر وقت تختہ سبق اس فقیر کے سامنے رکھتے تھے اور ہر باب میں سے کچھ نہ کچھ اس فقیر کو بھی القا فرماتے تھے، آپ نے اس شفقت کی بنیاد اس وقت رکھی جب کہ میری عمر ابھی چھ سات سال سے زیادہ نہیں ہوئی تھی، دوپہر کے قیلولہ آرام کے دوران آپ مجھے اپنی گود میں اٹھا کر اپنے پہلو میں لٹا کر استراحت کرتے تھے۔

دہلی کے قدیم مشائخ کے مزارات کی زیارت کے دوران جب ہم پالکی میں بیٹھے ہوتے تو اس فقیر کو اپنے پیرہن کے نیچے کر لیتے تھے تا کہ میں حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ یا حضرت سلطان المشائخ کے (مزارات) پر جاتے ہوئے اہل بازار سے پوشیدہ ہی رہ سکوں۔

یہ فقیر (مولف) آپ کے پیراہن کے اندر آرام اور کامل اطمینان کے ساتھ بیٹھا آپ کا پستان مبارک اپنے منہ میں لئے چوستا ہوا چلتا تھا اور آپ کی عنایت کا یہ شرف مجھ کو بالغ ہونے تک حاصل رہا، جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

(آپ یہ بھی فرماتے تھے) کہ جب یہ فقیر مشائخ معاصر کی زیارت کا ارادہ کرتا تو آپ اپنے طریقہ کے خلاف اس میں مانع ہوتے اور فرماتے کہ میں تیرے بغیر تین روز سے زیادہ صبر نہیں کر سکتا اور اس سے زیادہ کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، تجھے دیکھنے کے انتظار میں میں بے آرام ہو جاؤں گا اور میرے اوقات میں فتور آ جائے گا۔

Marfat.com

(یہ بات بھی قابل ذکر ہے) کہ آپ نے اپنی عادت مبارکہ کے خلاف مجھے خود طریقہ کی تعلیم دی اور ریاضات کا آغاز بھی کروایا۔ جب کہ حضرت مخدوم زادۂ عالی نژاد خواجہ محمد عبداللہ (خواجہ خرد) اور حضرت مخدوم زادۂ بزرگ خواجہ جمال الدین حسین کو قطب المحققین حضرت میاں شیخ احمد (مجد دالف ثانی) وحضرت میاں شیخ الہ داد سے تلقین اور اخذ طریقہ کا شرف حاصل ہوا۔

اس فقیر (مولف) نے بھی بھائیوں سے موافقت کی ان ان مذکورہ حضرات قدسی آیات سے طریقہ کی تعلیم میں تخصص حاصل کیا اور ان سے حاصل شدہ تعلیم پر بھی کبھی کبھی عمل و شغل کرتا رہتا تھا۔

ایک روز سابقہ التماس و درخواست کے بغیر ہی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے اس فقیر سے خطاب فرمایا کہ تم دل کو کام میں مصروف کرو، اسی وقت آپ نے حکم دیا کہ ہر روز صبح سویرے نماز فجر کے بعد میرے پاس آیا کرو، اور جہاں کہیں میں بیٹھا ہوا ہوں وہاں آکر بیٹھ جاؤ اور جو کچھ تم نے میاں شیخ احمد (مجد دالف ثانی) اور میاں شیخ الہ داد سے اخذ کیا ہے تم اس میں چاشت کے وقت تک مصروف رہا کرو، جس پر یہ فقیر آپ کے حکم کے مطابق اس صحبت سے مشرف ہونا شروع ہوا۔ اسی طرح چند دن گذر گئے تو اس فقیر کو اس میں کوئی نمایاں ترقی محسوس نہ ہوئی۔ جس پر میں بے دل ہوا اور میرے دل میں آیا کہ چونکہ مجھ پر فیض کا دروازہ ہی نہیں کھلا ہے۔ اس لئے میں اپنے خبیث وجود کو آپ کی مجلس پاک میں نہیں لیجاؤں گا۔ اور صرف عبادات وطاعات تک ہی محدود رکھوں گا اور ذکر و شغل ختم کر دیتا ہوں، جس وقت کہ اس فقیر کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا، آپ فوراً سر اٹھا کر فرمانے لگے کہ اگر شیطان مردود نے تمہارے دل میں کچھ ڈال دیا ہے کہ اس مصروفیت سے کچھ حاصل نہیں ہے اور کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تو اس کام سے ہاتھ کھینچ لینا ہی بہتر ہے اس کے جواب میں میرے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا

Marfat.com

کہ اس دنیا میں ہر کوئی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کو ہی اپناتا ہے خواہ اس کا فائدہ جلد ہو نہ ہو۔ یہ مشغولیت ہمارے بزرگوں کا شیوہ رہا ہے، ہم جیسے زاہدوں کو بھی یہی کرنا چاہئے جس پر یہ فقیر تعظیم بجالایا۔ آپ کے حکم کے مطابق مذکورہ خطرہ کے مقابل اسی کو وسیلہ بنایا اور اس سے خلاصی حاصل کرلی۔

جب اس واقع کو چند روز گذر گئے، تو ایک روز میں آپ کی خدمت مین مجلس سکوت میں حاضر تھا۔ تو آپ نے پھر اچانک سر اٹھا کر عنایت فرماتے ہوئے گویا ہوئے کہ تم مجھ سے ایک بار تو یہ بیان کرو کہ تم سے میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) اور میاں شیخ الہ داد نے کیا کہا تھا (یعنی کیا تلقین کیا تھا؟) ان حضرات نے جو کچھ مجھے القا کیا تھا وہ میں نے عرض کردیا۔ جس پر آپ فرمانے لگے نہیں نہیں یہ تمہارے حال کے مطابق نہیں ہے، اب تم ان کے پاس نہ جانا۔

جس پر آپ نے اپنے خاص طریقہ اور روش سے تلقین فرمائی، اب اس فقیر نے آپ کے فرمان عالی شان کے مطابق اپنے پہلے اشغال چھوڑ دیئے اور آپ کے شغل اور طریقہ پر عمل کرنا شروع کیا پھر اللہ سبحانہ کی عنایت وفضل اور آپ کی توجہات سے ان حضرات کی نسبت وکیفیت مع جمعیت کا کچھ حصہ ظاہر ہونا شروع ہوگیا، جس پر آپ نے اسی کیفیت پر عمل کرنے کا اشارہ فرمایا اس کے چند روز بعد ہی آپ اس فقیر سے فرمانے لگے کہ اس قسم کے کام آسانی اور سہل انگاری سے ہاتھ نہیں آتے، ان کے لئے سختی اور بدنی ریاضات کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس اب آپ اس فقیر سے فرمانے لگے کہ تم ہر روز نو چھوٹے گھڑوں کے برابر اس محلہ کے دور ترین کنویں سے نادار و مساکین کے لئے پانی مہیا کرو یہاں تک کہ میں چالیس دن تک یہ خدمت بجالاتا رہا، اچانک آپ نے پانی لانے کی خدمت سے منع کردیا اور پھر مسجد میں جھاڑو دینے کی خدمت پر مامور کیا، میں چند روز تک اس خدمت

Marfat.com

میں مصروف رہا، اس کے بعد اسم مضل کی تاثیر کے باعث میرے اوقات میں فتورات نے راہ پالی اور پھر ناقابل علاج امراض لاحق ہو گئے، اسی طرح آپ کی طرف سے دو تین سال تک بہت لاپرواہی دیکھنے میں آئی، یہاں تک کہ دہلی میں آپ کے پہلے مرض رحلت کے دوران جو آپ کے بدن مبارک پر لاحق ہوا تو مجھ پر توجہاتِ خاص فرمائیں کہ جن کا تحریر کرنا بے حیائی اور خودنمائی سے خالی نہیں ہے، مجھے سرفراز فرمایا۔

وہ بڑی بڑی سعادتیں جو مجھے (فقیر مولف) کو آپ کی خدمت میں حاصل ہوئیں تو مذکورہ بیماری کے دوران جب کبھی یہ فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یا آپ کی خلوت میں جاتا تو آپ بعض خاص خدمات مثلاً ہاتھوں، پاؤں اور گردن کے نیچے پنکھ کرنا اور پانی پلانے کا جب میں عزم کرتا تو آپ اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔ جس پر اللہ سبحانہ کی حمد ہے۔

مختصر یہ کہ اپنے سن شعور سے لے کر اب تک مجھ پر آپ کی بے شمار مہربانیاں اس ساعت میں ہوتی تھیں کہ اگر ان کی شرح و تفصیل لکھی جائے تو الگ کتاب کی ضرورت ہوگی۔

اب آپ کی عنایت کا سایہ میرے سر سے اٹھ چکا ہے۔ تو میں اس امر کے لئے ترس رہا ہوں اور خوف زدہ ہوں کہ اس ضعیف کے دین و دل کا حال امید الٰہی سے یک جا ہو جائے ......

منہم اس فقیر کا فرزند ...... کرامت اللہ جو کہ آپ کے وصال کے وقت صرف نو سال کا تھا وہ بھی آپ کی شفقت اور مہربانی سے مشرف ہوا تھا، کبھی آپ اس کے حق میں فرماتے تھے کہ تمہارا یہ بیٹا مادرزاد صوفی ہے اس عنایت سے سرفراز ہونے کا باعث یہ تھا کہ کرامت اللہ کم سنی میں دستار باندھتا ہے، وہ تنگ لباس اور شوخ (رنگین) کپڑے پہننے سے بھی اجتناب کرتا ہے، اسے جس روز مکتب (مکتب نشینی) میں بٹھایا گیا

Marfat.com

تو حضرت خواجہ آفاق (باقی باللہ) اور حضرت مولانا بزرگ (خواجگی امکنگی) قدس سرہما کی دستار اس کے سر اور کندھے پر رکھی گئی تو حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے اپنی زبان مبارک سے مبارک باد فرمایا اللہ سبحانہ آپ کے لطف وشفقت کے آثار اس کے اور اس کے والد اقوال واعمال پر ظاہر کرے اور اپنے دل وزبان سے ان کی محبت اپنے دوستوں پر رحمت غیر مترقبہ کے طور پر نازل ہو، آپ کے وصال کے بعد اس مسکین (مولف) نے خواب میں آپ کا دیدار کیا اور آپ نے توجہ ذکر وتلقین کی تجدید بھی فرمائی، میرے وہ خواب اندازہ اور ادراک سے باہر ہیں۔

اب معاملہ یہاں تک ہوگیا ہے کہ میرا بے حوصلہ قلم آخر تک جا پہنچا ہے یہ کتاب متبرک ختم تو ہوگئی ہے لیکن اس میں مندرج آپ کے احوال ومناقب نہ تو اس حالت میں اور نہ ہی اتنی تعداد میں کہ ان پر تمام ہونے کا اطلاق ہوسکے، اس دعویٰ اور اس کے مفہوم کے اثبات یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے مناقب عظیمہ آغاز کتاب سے انجام تک حافظہ کے ساتھ نہ دینے کے باعث مکمل تحریر نہیں ہوسکے، دو نازک لطیفے یہاں لکھ رہا ہوں ایک یہ کہ آپ کے اکثر مناقب میں یہ غلطی سرزد ہوئی ہے اور کوئی کتاب بھی آپ کے مناقب میں کامل نہیں ہوسکتی، دوسری بات یہ کہ یہ نیک فال ہے اس موضوع پر دوسری کتاب خواہ وہ اس فقیر کے دست وقلم سے نکلے یا کوئی دوسرا مخلص تالیف کرے۔

آپ کی منقبت شریفہ میں آپ کے بعض محرم یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ کی کم سنی میں آپ کے والد بزرگوار کی وفات سے پہلے میں نے خواب میں آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گود میں اٹھایا ہوا ہے اور کامل شفقت کے ساتھ میری پیشانی پر بوسے دیئے، اتفاق سے میں اس وقت بیدار ہوگیا۔ جب میں اپنا ہاتھ پیشانی پر لے گیا تو آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کی تری کا اثر میری

Marfat.com

پیشانی پر موجود تھا چنانچہ وہ تری مبارک میرے ہاتھ پر لگی تو میں نے اپنی آنکھوں پر ملی اور اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل ہے جسے وہ چاہے عطا کرے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین وتابعیہ الی یوم الدین

یہ رسالہ ۳، رمضان المبارک ۱۰۴۴ھ کو تمام ہوا۔

Marfat.com

# تذکرہ خواجہ حسام الدین احمد

خلیفۂ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

# زاد المعاد

جلد دوم

تالیف

خواجہ عبید اللہ ملقب بہ خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ

اردو ترجمہ

محمد اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز
121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان
☎:+92-55-3841160

Marfat.com